www.novelsclubb.com
جرمِ سزائے عشق
ملائکہ طاہر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

جرمِ سزائے عشق

از

ملائکہ طاہر

www.novelsclubb.com

: باب اوّل

گمنام زندگی

گ: گمان ہے کہ کسی راہ میں تو ملے گا

م: محبت کے بجھے دیپ پھر جلائے گا

ن: نئی موڑ زندگی میں تو لائے گا

www.novelsclubb.com

ا: ایک انوکھی کہانی کا آغاز کرے گا

م: میری گمنام زندگی کا تو بسیرا بنے گا

ز: زرہ زرہ مجھے جوڑے گا

ن: نئے دل ملائے گا

د: دلوں کو آزمائے گا

گ: گرا کے پھر سے اُٹھنا سیکھائے گا

ی: یہ جُرم ہمیں سزائے عشق سنائے گا

یہ منظر اسلام آباد کا ہے۔واہ- کینٹ روڈ کے کنارے اپنی سوچوں میں غرق ایک وجود پوری دنیا سے بے خبر ہو کر چلتا زمین پر اپنی نظریں مذکور کیے ہوئے تھا۔چلتے چلتے وہ روڈ کے درمیان آ گیا۔اچانک گاڑی کے ہارن پر اُس کی سوچوں کا محور ٹوٹا۔معزرت کرتا وہ سائیڈ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔وہ بِلا وجہ ہی اندھیروں کو گھور رہا تھا جیسے وہ اِس منظر میں ہوتے ہوئے بھی کہیں اور کھویا ہوا تھا۔وہاں آس پاس اکا دکا گاڑیاں ہی گزر رہی تھیں۔

"زمان کیا سوچ رہے ہو؟"

کسی کے بُلانے پر وہ چونکا۔ گردن موڑ کر اُس نے دائیں جانب دیکھا جہاں اُس سے ملتے نین نقش والا لڑکا کھڑا تھا۔اُس کی بھوری آنکھوں میں نرم سا تاثر تھا۔

"ارے بھائی آپ کیا چوبیس گھنٹے میری جاسوسی کرتے رہتے ہیں جو یہاں بھی پہنچ گئے۔"

وہ سنجیدگی سے اُس سے بولا۔جو سامنے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

"تمہارے کارنامے ہی ایسے ہیں مجھے تم پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"میں کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہوں۔"

زمان ہر لفظ چبا کر بولا۔غصّہ ہر بار کی طرح اِس بار بھی اُس کی ناک پر دھرا تھا۔جبکہ ماتھے پر لاتعداد بل موجود تھے۔

جانتا ہوں اِس لیے نظر رکھتا ہوں تم پر زمان۔ چلو اب گھر چلیں۔ موم ڈیڈ ویٹ" "کر رہے ہیں۔

ہاں ہاں چلیں۔ ویسے بھی میرے بغیر چین ہی کہاں آتا ہے اُن کو۔ اور جب تک" میں گھر نہیں جاؤں ازمیر خانزادہ ایسے ہی میری جاسوسی کرتے رہیں گیں۔ اِس "لیے اب مجھے ہی گھر جانا پڑے گا۔

زمان جل کر بولا۔ اُس کی بات پر ازمیر کا قہقہ گونجا۔ وہ گھور کر اُسے دیکھنے لگا پھر جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ازمیر بھی اپنی ہنسی روکتا گاڑی کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

"آپو کیا کر رہی ہیں آپ؟"

پونی میں قید کالے بالوں کا جوڑا بناتی وہ کچن میں داخل ہوئی۔دروازے سے داخل ہوتے ہی سامنے چولہے کے پاس سر پر دوپٹہ کیے دوسری لڑکی کھڑی تھی۔

"کچھ نہیں یار بس چاول بنا رہی تھی اب بن گئے ہیں۔تم کیوں آئی کچن میں۔"

کچن میں موجود لڑکی نے خفگی سے اُسے گھورا۔صاف شفاف رنگ، گہری بھوری آنکھیں جن میں اِس وقت خفگی کی لہر جمی تھی۔

"آپ تھک گئی ہوں گیں۔میں کر دیتی ہوں بتائیں کیا کرنا ہے؟"

وہ بھی ڈھیٹ بنی کچن میں داخل ہوئی۔اور پتیلے میں جھانکنے لگی۔

"کبھی تو بات مان جایا کرو مریرہ۔ہر وقت اپنی مرضی کرنی ہوتی ہے۔ابھی باہر سے آئی ہو اور اب میری ہیلپ کرواؤ گی۔"

www.novelsclubb.com

بس کریں آپو آپ بھی تو باہر سے آئیں ہیں۔ ویسے آپ نے مجھ سے یہ کیوں نہیں" "پوچھا کہ مجھے لون ملا ہے یا نہیں...؟

مریرہ لب چبا کر بولی۔ مرحا نے مڑ کر اُس کے پریشان سے تاثر دیکھے۔ پھر گہرہ سانس لے کر اُس کی طرف بڑھی۔

کیونکہ میں چاہتی ہوں تم ابھی ریلیکس ہو جاؤ۔ فریش ہو پھر آرام سے پوچھوں" "گی۔ مگر نہیں تمہیں تو ہر بات کی جلدی ہوتی ہے۔ چلو اب۔

مرحا مریرہ کو باہر لاؤنج میں اپنے ساتھ لے آئی اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر خود بھی ساتھ بیٹھ گئی۔ کیونکہ جب تک مریرہ اُسے ساری بات نہیں بتاتی تھی اُسے چین نہیں آتا تھا۔

مریرہ میں جانتی ہوں تمہیں لون نہیں ملا ہو گا۔ پلیز اُداس مت ہو۔ ہم کچھ نا کچھ" "کر لیں گیں۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ مجھے لون نہیں ملا۔"

مریرہ نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا۔

"تمہارا جو چہرہ ہے نا مریرہ یہ سب بتا دیتا ہے۔"

"آپو ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟ آپ کہتے ہو اللہ ہمیں آزما رہا ہے مگر اتنی آزمائش کے ختم ہی نہیں ہو رہی۔"

مریرہ اُس کی گود میں سر رکھتی ہوئی بولی۔

"کیونکہ ہمارا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا۔"

www.novelsclubb.com

"اور کبھی ختم ہو گا بھی نہیں آپو۔"

"ایسے نہیں کہتے مریرہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گیں۔ جانتی ہو اللہ اپنے پیارے بندوں کو ہی آزمائش دیتا ہے۔ اور ویسے بھی جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہی ہوتا ہے۔"

ہمارے ماں باپ ہمیں اِس ظالم دنیا میں تنہا چھوڑ کر چلے گئے اِس میں کیا اچھائی ہے؟"

مریرہ تلخ لہجے میں بولی۔

وہ تو اللہ کی چیز تھی اللہ نے لے لی۔ اچھا تم مجھے ایک بات بتاؤ اگر میں تم سے تمہاری فیورٹ چیز ایک مہینے کیلئے اُدھار لوں اور جب مہینہ گزر جائے تو تم مجھ سے واپس لوٹانے کا کہو اور میں کہوں کے میں واپس نہیں دوں گی پھر تم کیا کرو گی معاف کر دو گی یا بھول جاؤ گی اُس چیز کو۔"

مرحا اُس کے سر میں اُنگلیاں چلاتے بولی۔

نہیں بلکل نہیں میں اپنی چیز واپس لوں گی ہر حال میں چاہے آپ دیں یا نا دیں۔"

بس پھر یہی سمجھو کہ جو انسان اللہ کے پاس چلا جاتا وہ اللہ کی پسندیدہ چیز ہوتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں واپس لینا ہوتا ہے سمجھی۔"

"ہاں جی سمجھ گئی میں باجی جی۔اب کھانا دے دو بھوک لگی ہے۔"

مریرہ اُٹھتے ہوئے بولی۔ مرحا بھی ساتھ ہی اُٹھی۔ دونوں نے مل کر ساتھ کھانا کھایا۔

››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹

"...شاہ"

"...شاہ"

"سُن بھی لو شاہ۔"

وہ ایک جھٹکے سے نیند سے اُٹھا۔ یہ آوازیں یہ باتیں یہ یادیں آج بھی اُس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہیں تھیں۔ بامشکل آنکھیں کھولتے اُس نے اِرد گرد نظریں گھمائی۔ بلیک

تھیم پر مبنی یہ کمرہ اپنے مکین کے رہن سہن کی خوبصورتی اور کشش کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ دروازے سے داخل ہوتے ہی سامنے بلیک کلر کا جہازی سائز بیڈ پڑا تھا۔ اُس کی دائیں طرف بلیک ہی صوفہ رکھے سامنے بڑی سی ایل ای ڈی پڑی تھی۔ جس کے نیچے لکڑی کی شیلف پر مختلف قسم کے رنگ پڑے تھے۔ ساتھ ہی لکڑی کے بنے سٹینڈ پر کینوس کھڑا تھا۔ جس پر اُدھورے رنگ بکھرے ہوئے نظر آرہے تھے۔ جیسے بنانے والا آدھی پینٹنگ بنا کر چلا گیا ہو۔ اِس سے کچھ فاصلے پر سلائیڈ نگ ڈور تھا جو باہر ٹیرس پر کُھلتا تھا۔ جبکہ بائیں جانب والی دیوار پر بڑا سا شیشہ لگا تھا۔ شیشہ پوری دیوار پر اِس طرح لگا تھا کہ کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ شیشے کی دیوار کے ساتھ دو دروازے تھے۔ جو ایک واشروم کا تھا اور دوسرا ڈریسنگ روم کا۔ نیز پورا کمرہ ہی خوبصورتی اور نفاست سے آراستہ تھا۔

"کیوں میں ہی کیوں؟"

www.novelsclubb.com

وہ زور سے چلایا۔ زور سے چلانے کی وجہ سے اُس کا چہرا سُرخ ہوا۔ جبکہ ڈارک براؤن آنکھوں میں وحشت دھری تھی۔ تیزی سے بیڈ سے اُترتے اُس نے سائیڈ ٹیبل کھولی۔ سیگریٹ کا پیکٹ نکالتے اُس نے سیگریٹ سلگائی۔ چپل پاؤں میں ڈالتا وہ تیزی سے سلائیڈ نگ ڈور کھولتا باہر چلا گیا۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

خاموشی اور اندھیرا چاروں طرف پھیلا تھا۔ آسمان پر بادل ہونے کی وجہ سے چاند غائب تھا۔ وہ آسمان پر نگائیں جمائے چاند تلاش کر رہی تھی۔ مگر شاید اُسے معلوم نا تھا کہ آج اُس کے چاند کو اُس کے تنہائی کے ساتھی کو بادلوں نے اپنے اندر چُھپا دیا ہے۔ کچھ دیر آسمان پر نگاہیں دوڑانے کے بعد بلآخر اُس نے ناکام ہو کر کھڑکی بند کر دی۔ پیچھے مڑ کر اُس نے بیڈ پر دیکھا جہاں مرحا پُر سکون چہرہ لیے میٹھی نیند سو رہی

تھی۔اُس کے چہرے کا سکون دیکھ کر مریرہ کو اُس پر رشک آرہا تھا۔جو بِنا کسی اُلجھن یا پریشانی کے آرام سے سو رہی تھی۔جبکہ ایک وہ تھی جو بِلاوجہ ہی جاگ رہی تھی۔

گہری سانس بھرتے اُس نے دوبارہ کھڑکی کھول لی۔رات کے وقت ہلکی ہلکی چلتی ہوا اُسے راحت بخش رہی تھی۔آنکھیں بند کر کے وہ ہوا کو محسوس کرتی خود کو پُرسکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مریرہ گروسری لینے مارکیٹ آئی تھی۔مگر اپنا بیگ گھر ہی بھول گئی۔سامان وہیں رکھواتی وہ واپس گھر کی طرف مڑی۔پیدل چلنے کی وجہ سے ماتھے پر پسینے کے چند قطرے چمک رہے تھے جسے بائیں ہاتھ میں پکڑے ٹشو سے اُس نے صاف کیے۔

"اُففففف آج تو حد کر دی میں نے۔اب پھر سے چکر لگانا پڑے گا۔میں بھی کوئی چیز دیکھ کر گھر سے نہیں نکلتی۔تُف ہے تم پر مریرہ۔"

دل میں خود سے مخاطب ہوتی وہ چلتی جا رہی تھی۔ایک دم اُس کے آگے ریڈ سپورٹس کار نے بریک لگائی۔اگر وہ ایک قدم پیچھے نا ہوتی تو ضرور ایکسیڈنٹ ہو جانا تھا۔

"اوہ یو فول گرل دیکھ کر نہیں چل سکتی؟اندھی ہو کیا۔"

وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے،آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے شہزادوں کی طرح وہ باہر نکلا۔ماتھے پر ہمیشہ کی طرح لاتعداد بل تھے۔

میں دیکھ کر چل رہی تھی۔مگر آپ پبلک پلیس میں کیسی ڈرائیونگ کر رہے تھے۔اتنے رش ڈرائیونگ کون کرتا ہے؟اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو کون زمیدار ہوتا؟یا اگر میری جگہ کوئی اور آپ کی گاڑی کے نیچے آجاتا پھر بھی آپ اُسے ہی "اندھا کہتے۔

ایک بیگ گھر بھول جانے کا غصّہ اور کچھ اُس امیر زادے کی بات نے مریرہ کا دماغ گھما دیا۔ وہ غصے میں اُس سے مخاطب تھی۔

اوہو مس بریک لگائیں۔ میری کار میری مرضی میں جیسے مرضی کرو"

ڈرائیونگ۔ تم ہوتی کون ہو مجھ سے ایسے بات کرنی والی؟ میں شاہ زمان خانزادہ

"ہوں اور تم جیسی لڑکیوں کو اچھے سے جانتا ہوں۔

وہ بھی غصے سے بولنے لگا۔ مریرہ نے اُسے گھورا جو غلطی ہونے کے باوجود بحث کر رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے زمان کیوں بے چاری پر برس رہے ہو؟"

از میر خانزادہ گاڑی سے باہر نکل کر شاہ زمان کی طرف بڑھا۔

بے چاری یہ کوئی بے چاری نہیں ہے بھائی۔دو ٹکے کی ہوتی ہیں ایسی" لڑکیاں۔جان کر ٹکراتی ہیں کہ دوسروں کی توجہ حاصل کریں یا پھر چند پیسے مل "جائیں اِنہیں۔

شاہ زمان نے حقارت سے اُس کو دیکھا۔مریرہ کا چہرہ خفت سے سُرخ ہو گیا۔

"بس کرو زمان۔"

ازمیر خانزادہ نے اُسے ٹوکا۔

سوری میری غلطی تھی۔سہی کہا آپ نے۔جب آپ جیسے لوگ دوسرے" لوگوں کو اپنی گاڑیوں سے اُڑاتے ہیں نا۔تب ہم جیسی لڑکیاں ٹکراتی ہیں آپ سے۔اِس لیے ہم سے بحث کرنے سے بہتر ہے آپ لوگ آنکھیں کھول کر ڈرائیو کیا کریں۔اور ہاں آپ اگر شاہ زمان خانزادہ ہیں نا تو میں بھی مریرہ خان "ہوں۔آپ جیسے امیر زادوں کو اچھے سے جانتی ہوں۔

مریرہ سنجیدگی سے بولی۔ شاہ زمان خونخوار نظروں سے اُسے ہی گھور رہا تھا۔

"اور ہاں جب ہم لڑکیوں کو گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے نا تو آپ جیسے امیر زادے اُن کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔ مگر معاف کریے گا اِس میں بھی ہماری ہی غلطی ہوتی ہے۔ آپ لوگ تو نیک ہوتے ہیں۔ دودھ کے دُھلے ہوتے ہیں۔ ہمارا ہی دماغ خراب ہوتا ہے جو آپ جیسے امیر زادوں کی گاڑیوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ تاکہ مزید بے عزتی کروا سکیں۔ آئندہ آنکھیں کھول کر گاڑی چلانا نہیں تو اپنی اکڑ اپنے پاس رکھنا۔ سڑک صرف آپ لوگوں کی نہیں ہے سمجھے۔"

مریرہ کہتے ہی مڑی۔ ساتھ سے گزرتے رکشے کو ہاتھ سے اشارہ کر کے روکا اور اُس میں بیٹھ کر چلی گئی۔ سارے لوگ اب ازمیر اور شاہ زمان کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"اِس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے شاہ زمان کو اتنی باتیں سنانے کی۔ چھوڑوں گا نہیں میں اِسے۔"

www.novelsclubb.com

شاہ زمان کی آنکھیں غصے سے سُرخ ہو گئی تھی۔بے عزتی کے احساس سے اُس کا چہرہ بھی ہلکا سا سُرخ ہو رہا تھا۔شاہ زمان نے گھور کر آس پاس کھڑے لوگوں کو دیکھا۔جو مزے سے سارے تماشے کا مزا لے رہے تھے۔

"چلیں آپ سب لوگ بھی اپنا کام کریں شو ختم ہو گیا ہے۔"

ازمیر کے بات سُنتے ہی سارے آہستہ آہستہ وہاں سے ہٹتے گئے۔

"غلطی تمہاری ہے زمان۔میں منع بھی کر رہا تھا آہستہ کار چلاؤ مگر تم اور تمہاری ضد۔اگر اُس بے چاری کو کچھ ہو جاتا تو۔"

www.novelsclubb.com

ازمیر شاہ زمان کو سمجھاتا ہوا بولا۔

"مر ہی جاتی تو اچھا تھا۔"

شاہ زمان سفاکیت سے کہتا گاڑی کی طرف بڑھا۔

"پتہ نہیں کیا ہو گا اِس لڑکے کا۔"

ازمیر منہ میں بڑبڑاتا خود بھی گاڑی میں بیٹھا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

مرحا ابھی آفس تھی۔جب مریرہ گھر پہنچی۔بیگ اور چادر صوفے پر پھینکتی وہ سیدھی اپنے کمرے میں گئی۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد مرحا بھی گھر پہنچ گئی۔مریرہ کا بیگ اور چادر صوفے پر پڑی دیکھ کر وہ سیدھی اُس کے کمرے کی طرف بڑھی۔مگر اُسے روتا دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"مریرہ میری جان کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟"

مرحا پریشانی سے مریرہ کو روتے دیکھ رہی تھی۔

"آپو آج ایک بد تمیز لڑکے کی گاڑی سے میرا اکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔ غلطی بھی اُس کی تھی مگر وہ مجھے سنانے لگا۔ کہ میں جان کر ٹکرائی ہوں اُس کی توجہ کیلئے۔اِن امیر زادوں کو یہ سمجھ کیوں نہیں آتی ہم لڑکیاں شوق سے گھر سے باہر نہیں نکلتی۔ ہمیں مجبوری باہر نکالتی ہے۔ لیکن میں نے بھی اُسے اچھی خاصی سنائی تھی۔"

مریرہ روتے ہوئے پوری بات بتانے لگی۔ بکھرے بال، کافی دیر رونے کی وجہ سے سوجی آنکھیں وہ اِس وقت بہت عجیب لگ رہی تھی۔ مرحا نے گہرہ سانس بھرا۔

"تم باتیں بھی سنا آتی ہو پھر روتی بھی خود ہو۔ چھوڑو دفعہ کرو سب کو۔اِن سب کا باتوں کا مریرہ خان پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔ شاباش اُٹھو فریش ہو آج ہم باہر کھانا کھانے جائیں گیں۔ ٹھیک ہے۔"

مرحا اُس کا دھیان ہٹانے کیلئے بولی۔ کیونکہ وہ جانتی کہ مریرہ ایک بار کوئی بات دل کو لگا لے تو رو رو کر اپنی آنکھوں کا حشر کر دیتی تھی۔

رہنے دیں آپوا گر محلے کی کسی آنٹی نے دیکھ لیا تو کہیں گیں اپنے عاشق کی ساتھ "
"سیر سپاٹے کرنے جارہے ہیں ہم۔

مریرہ تلخی سے گویا ہوئی۔

کوئی بات نہیں چندا اللہ تعالیٰ سب کو دیکھ رہے ہیں۔ایسے لوگوں کو باتیں بنانے کا "
شوق ہوتا ہے۔اپنی بیٹیوں پر نظر نہیں رکھتے۔اور دوسروں کی بیٹیوں پر کیچڑ
اُچھالنے پہنچ جاتے ہیں۔اور تمہیں تو میں جیسے جانتی نہیں ہوں نابرابر کے جواب
"دیتی ہو تم بھی۔اُٹھو اب۔تیار ہو میں بھی فریش ہو کر آئی۔

مرحا مریرہ کے بال خراب کرتی فریش ہونے چلی گئی۔مریرہ بھی مرحا سے بات
کر کے پُر سکون ہو گئی تھی۔تو فوراً فریش ہونے چلی گئی۔

مرحا اور مریرہ دونوں بہنیں تھیں۔اُن کے والدین دُراب خان اور رابیل خان کا چھ ماہ پہلے حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔دُراب خان کا اپنا کپڑوں کے برانڈز کا بزنس تھا جو کہ اُن کے انتقال کے بعد مریرہ اور مرحا مل کر دیکھ رہی تھی۔ بزنس بھی دونوں بیٹیوں کے نام تھا۔گھر بھی دُراب صاحب نے اپنی زندگی میں اپنی دونوں بیٹیوں کے نام کر دیا تھا۔ تبھی اُن کے پاس رہنے اور سر چُھپانے کیلئے اپنا گھر تھا۔سارے رشتہ دار شروع میں تو دونوں بہنوں کے ساتھ بہت اچھے سے رہتے تھے۔ مگر جیسے ہی اُن کو معلوم ہوا دُراب خان کے بزنس میں خسارہ ہو رہا ہے۔تو سب کے سب نے کنارہ کر لیا۔کہ کہیں اِن دونوں بہنوں کا بوجھ اُنہیں نا اُٹھانا پڑے۔مرحا اور مریرہ نے ہمت اور حوصلے سے ایک دوسرے کو سنبھالا۔دونوں

بہنیں اکیلی رہتی تھیں۔اور ایک دوسرے کا سہارا تھیں۔دونوں کی پڑھائی مکمل ہو چکی تھی۔اور اب دونوں مل کر خان برینڈز کو اسٹیبلش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔اور دن رات اُسی کیلئے محنت کر رہی تھی۔)

《》》》《》《》《》《》《》《》《》《》》》《》《》《》《》《》

کینوس پر رنگ بکھیرتا وہ پوری طرح اِس میں مگن تھا۔تیز تیز ہاتھ چلاتا وہ تصویر کو مختلف رنگوں سے رنگ رہا تھا۔پینٹنگ مکمل کرتے شاہ زمان نے اُسکا ایک تفصیلی جائزہ لیا۔پھر مطمئن ہو کر برش ٹیبل پر رکھا۔

"یہ کیا عجوبہ بنایا ہے میرے بھائی؟"

ازمیر سلائیڈ نگ ڈور کھولتا اُس تک آیا۔پینٹنگ کو غور سے دیکھتے وہ اِسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔پینٹنگ میں ایک موٹی لکیر میں آگ کا گمان ہو رہا تھا۔جس میں سُرخ رنگ کے قطرے بنے تھے۔اُس کے ایک طرف کسی سائے کا گمان ہو رہا تھا جس کا ایک پاؤں اُس موٹی لکیر پر تھا۔یہ پینٹنگ بہت صفائی اور مہارت سے بنی ہوئی تھی۔مگر ازمیر کو یہ پینٹنگ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔تبھی وہ شاہ زمان کی طرف مڑا۔

"میں بتاتا ہوں۔یہ جو ہے نا یہ آگ کا دریا بنا ہے۔آگ کے درمیان میں آپ کو جو لال رنگ دِکھ رہے ہیں نا وہ موت کا رنگ ہے۔اور جو یہ سائے کا گمان ہے نا یہ وہ شخص ہے جو محبت کے رنگ میں ڈوب کر بھی سزا کاٹتا ہے۔اور اِسی ازیت یعنی موت کے دریا کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔بلکل میری طرح۔"

www.novelsclubb.com

ٹیشو سے ہاتھ صاف کرتے وہ سنجیدگی سے بولا۔اُس کی وضاحت پر ازمیر کو اب پینٹنگ سیدھی طرح سمجھ آگئی تھی۔ مگر اُس کی آخری بات پر ازمیر نے اُداسی سے اُس کا کندھا تھپتھپایا۔وہ شاہ زمان کی تکلیف سے اچھی طرح واقف تھا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

مریرہ میں کیا سوچ رہی تھی کہ میں نا ایک کام کرتی ہوں میں ایکسٹرا ٹائم آفس" میں لگا لیا کروں گی۔اِس طرح ہم صادق صاحب (دُراب خان کے ایماندار اور پُرانے ملازم جو اُن کے آفس کے انچارج تھے) کی مدد سے نئے پروجکٹ سٹارٹ کر "سکتے ہیں۔ جس سے کم از کم کچھ تو فائدہ ہو گا۔

مرحا اور مریرہ دونوں آفس جا رہی تھی جب مرحا بولی۔

"اچھا اور میں کیا کروں گی؟ میں بھی پھر آپ کے ساتھ ہی رہوں گی آپو۔"

مریرہ نفی میں سر ہلاتی بولی۔

"مریرہ کبھی تو ضد نا کیا کرو۔ تم گھر چلی جایا کرنا میں رات تک آجایا کروں گی۔"

"آپو پلیز میں اکیلی نہیں رہوں گی گھر۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ ماما بابا کے جانے کے بعد مجھے اُس گھر سے خوف آتا۔ میں آپ کے ساتھ رہوں گی۔ میرے پاس صرف آپ ہی ہو۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ اب رونے نا بیٹھ جانا بچوں کی طرح۔"

www.novelsclubb.com

"میں نہیں روتی۔"

مریرہ آنکھوں کی نمی اپنے اندر اتارتے بولی۔ مرحا نے اُسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو دیکھو تم رونے والی ہو۔ نظر ملتے دونوں ہنسنے لگی۔ ایسے ہی تھی وہ دونوں ایک دوسرے کو چند منٹوں میں ہنسا دیتی تھیں۔

اتنے میں آفس بھی آچکا تھا۔دونوں ساتھ ہی آفس کی طرف بڑھی۔صادق صاحب دونوں کو دیکھتے اُن کی طرف بڑھے۔

شکر بچے تم دونوں آگئیں۔آج اے۔ایس گروپ آف انڈسٹریز کے ساتھ " ہماری میٹنگ ہے۔اور وہ لوگ آچکے ہیں۔میں ابھی آپ دونوں کو کال ہی کرنے لگا تھا۔"

صادق صاحب نے میٹنگ روم کی طرف اشارہ کیا۔دونوں میٹنگ روم کی طرف بڑھی۔مگر اندر داخل ہوتے مریہ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔کیونکہ سامنے ہی شاہ زمان ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ لوگ؟"

سر پر حجاب کیے مرحا نے نرم لہجے میں تینوں سے خیریت دریافت کی۔ مریرہ نے بھی حجاب کیا ہوا تھا۔ دونوں بہنوں میں یہی اچھی عادت تھی کہ دونوں باقاعدگی سے حجاب کرتیں تھیں۔

واعلیکم اسلام بچوں۔ ہم بلکل ٹھیک ہیں۔ آپ سنائے؟ اور یہ دُراب کہاں" ہے؟ میں اصل میں دوبئ تھا۔ اب واپس آیا ہوں۔ اور سیدھا پہلی اپائنٹمنٹ لے کر دُراب صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ کیونکہ اپائنٹمنٹ کے بغیر تو اُس نے ملنا نہیں "ہے۔ پتہ نہیں کہاں چُھپ کر بیٹھا ہے بد تمیز انسان۔

تیمور خانزادہ اپنے دونوں بیٹوں ازمیر خانزادہ اور شاہ زمان خانزادہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ تیمور خانزادہ دُراب خان کے بچپن کے دوست تھے۔ تیمور خانزادہ تین سال سے بزنس کے سلسلے میں دوبئ میں تھے۔ تبھی وہ دُراب خان کی وفات سے بے خبر تھے۔

"سوری انکل آپ کون؟ میں نے آپ کو پہچانہ نہیں۔"

مرحانا سمجھی سے بولی۔وہ دونوں بھی اتنے عرصے بعد تیمور خانزادہ کو پہچان نہیں سکیں تھیں۔اور کچھ ہوئے حادثے کی وجہ سے وہ بھول گئیں تھیں۔

"بیٹا میں تیمور خانزادہ ہوں۔دُراب کا بچپن کا دوست۔اور تم لوگوں کا تیمور انکل۔"

"اوہ تیمور انکل آپ۔سوری ہم نے آپ کو پہچان نہیں سکے۔کافی عرصے بعد دیکھا نا۔کیسے ہیں آپ؟"

مریرہ حیرت سے نکلتی بولی۔مرحا بھی تیمور خانزادہ کو پہچان گئی تھی۔شاہ زمان کب سے مریرہ کو گھور رہا تھا۔جسے مریرہ بڑے آرام سے نظر انداز کر رہی تھی۔

"شکر ورنہ لگا آج مجھے کوئی نہیں پہچانے گا۔میں بلکل ٹھیک الحمدللہ اور یہ دُراب کہاں ہے؟فون بھی نہیں اُٹھا رہا۔اُسے تو بلاؤ۔"

تیمور کے کہنے پر مرحا اور مریرہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"سوری انکل پر آپ بابا سے نہیں مل سکتے۔"

مرحا آنسو بہاتے بولی۔اُس کی بات پر تیمور خانزادہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔شاہ زمان اور ازمیر بھی اُلجھی نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگے۔

"بابا اور ماما کا چھ ماہ پہلے ایک حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔"

مریرہ روتے ہوئے بولی۔ تیمور خانزادہ بے یقین نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگے۔

"نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔دُراب مجھ سے ناراض تھا کہ میں تین سال دوبئ میں ہونے کی وجہ سے اُس سے نہیں مل سکا۔میں اُسے منانے آیا تھا وہ مجھ سے ناراض ہو کر کیسے جا سکتا ہے؟ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔"

"بابا ہمت کریں۔"

ازمیر بامشکل بولا۔ازمیر اور شاہ زمان بھی دونوں دُراب خان سے بہت اٹیچ تھے۔

انکل پلیز مت روئیں۔ بابا کو تکلیف ہو گی۔ وہ آپ سے بلکل بھی ناراض نہیں"
"تھے۔ بلکہ وہ تو ہر وقت آپ کا ذکر کرتے تھے۔

مریرہ آنکھیں صاف کرتی بولی۔ تیمور خانزادہ ہمت کرتے اُن دونوں کے قریب آئے۔ اور اُن کے سر پر ہاتھ رکھا۔

مجھے بہت افسوس ہوا ہے یہ سُن کر کہ میں اپنا بھائی جیسا دوست کھو چکا ہوں۔ اور"
آخری وقت میں اُسکا چہرہ بھی نہیں دیکھ سکا۔ تم دونوں اُداس مت ہو۔ آج سے میں
"تمہارے باپ کی طرح ہوں۔

تیمور خانزادہ نے دونوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور اُنہیں تسلی دی۔

"شکریہ انکل۔"

"تم دونوں اپنے گھر کا اڈریس دے دو۔ میں کل تمہاری آنٹی کے ساتھ آؤ گا۔"

ارے نہیں انکل آپ پوری فیملی کے ساتھ آیئے گا اور ڈنر ہماری طرف کریئے"
"گا۔ ہمیں خوشی ہو گی۔

"بچے اِس تکلّف کی ضرورت نہیں ہے۔"

اپنا بھی کہتے ہیں اور تکلّف کی بات بھی کرتے ہیں۔ یہ تو اچھی بات نہیں ہے"
"انکل۔

"اچھا ٹھیک ہے بھئی ہم ضرور آئیں گیں۔"

تیمور شاہ نے آخر ہتھیار ڈال دیے۔ مرحا نے ایک کاغذ پر گھر کا پتہ لکھ کر اُنہیں دیا۔ پھر وہ تینوں ہی چلے گئے۔ مگر جاتے جاتے شاہ زمان مریہ کو گھورنا نا بھولا۔

"آپو گھر بُلانے کی کیا ضرورت تھی اِنہیں۔"

کب سے خاموش کھڑی مریرہ بولی۔

"کیوں ضرورت نہیں تھی۔ ہمارے انکل ہیں یہ۔ایسے اچھا تو نہیں لگتا نا۔"

"اچھا اور کھانا کون بنائے گا؟ ہم دونوں نے کام پر بھی جانا ہوتا ہے۔"

تو کل چھٹی کر لیں گیں۔ایک چھٹی سے کچھ نہیں ہوتا۔اب آج آفس میں اتنا کام"
نہیں ہو گا اگر ہو گا بھی تو صادق صاحب دیکھ لیں گیں۔ چلو گھر چلتے ہیں اور جانے
سے پہلے کسی اچھے ہوٹل سے کھانا پیک کروا لیتے ہیں کیونکہ آج کھانا نہیں بنا کر آئی
"میں۔

"اچھا ابھی تھوڑی دیر پہلے کوئی کہہ رہا تھا میں آور ٹائم کام کروں گی۔"

مریرہ منہ بنا کر بولی۔

"ہاں وہ تو میں کل کا کہہ رہی تھی۔اچھا چھوڑو اب چلیں؟"

"ہاں ہاں چلو میں صادق صاحب کو بتا دوں۔"

مریرہ مسکراتی ہوئی صادق صاحب کے روم کی طرف بڑھی جبکہ مرحا بھی مسکراتی ہوئی باہر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ حویلی کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے اُن کے پیچھے ہی شاہ زمان اور ازمیر اندر داخل ہوئے۔جدید طرز کی بنی خانزادہ حویلی کی شان و شوکت کا باہر سے باخوبی اندازہ ہوتا تھا۔ تیمور خانزادہ اندر داخل ہوتے ہی سیدھا اپنے کمرے کی

طرف بڑھے۔زرمین نے حیرت سے اُنہیں جاتے دیکھا۔پھر اپنے بیٹوں کی طرف مڑی۔

"ازمیر زمان کیا ہوا ہے تیمور کو؟"

ہم آج بابا کے ساتھ دُراب انکل کے آفس گئے تھے۔وہاں اُن کی دونوں بیٹیاں" ملی اور اُنھوں نے کہا کہ دُراب انکل اور رابیل آنٹی کا چھ ماہ پہلے ایک حادثے میں "انتقال ہو چکا ہے۔

جواب ازمیر کی طرف سے آیا۔زرمین بیگم شاک سے اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھنے لگی۔

اللہ اُنہیں جنت میں اعلیٰ مقام دیں۔دونوں بہت اچھے تھے۔اور رابیل بھابھی تو" میری بہنوں کی طرح تھی۔اُن کی تو دو بیٹیاں تھیں۔اُن کا کیا ہوا؟بے چاری "بچیوں سے ماں باپ دونوں کا سایہ ایک ہی وقت میں چھن گیا۔

زرمین بیگم کو اُن کی وفات کا سُن کر بہت دُکھ ہوا۔

بلکل بھی بے چاری نہیں ہیں وہ موم۔وہ چھوٹی والی تو کچھ زیادہ تیز ہے بلکل تیّکھی"
"مرچی ہے۔اور بہت بد تمیز بھی ہے۔

شاہ زمان غصّے سے بولتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ازمیر نے افسوس سے اُسے جاتے دیکھا۔

"اِسے کیا ہوا ہے؟"

زرمین بیگم کے پوچھنے پر ازمیر نے مریرہ اور شاہ زمان کی تلخ کلامی والی ساری گفتگو اُنہیں بتائی۔

"یہ لڑکا کسی دن اپنی انّا کے پیچھے کوئی بڑا نقصان اُٹھائے گا۔"

"چھوڑیں ماما آپ بابا کو دیکھیں۔وہ بہت اپ سیٹ ہیں۔"

"ہاں میں جاتی ہوں۔"

زرمین اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹

"..... تیمور"

کمرے میں پھیلے اندھیرے سے گھبرا کر زرمین بیگم نے لائٹ آن کر دی۔

زرمین میرا یار مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔اور میں بد نصیب اُس کے جنازے میں "

"شرکت بھی نا کر سکا۔

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے نکلنے لگے۔

" تیمور آپ کے رونے سے دُراب بھائی کو تکلیف ہو گی۔ "

ایک نمبر کا گدھا ہے یہ دُراب۔ہر کام کی جلدی ہوتی ہے اِسے۔دیکھا مجھ سے" پہلے ہی دنیا سے چلا گیا۔میرے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا۔میں آخری دفعہ اپنے "دوست کو دیکھ بھی نہیں سکا۔

"ہمت کریں تیمور....اُن کیلئے دعا کریں۔"

ہمت تو اُس کی دونوں بیٹیوں نے کی ہے۔پورا آفس سنبھالا ہوا ہے۔ماشاءاللہ" "بہت اچھی تربیت کی ہے دُراب نے اپنی بیٹیوں کی۔کاش وہ خود بھی ہوتا۔

"مجھے بھی ملنا ہے دونوں بچیوں سے۔آپ مجھے لیں جائیں گیں نا؟"

ارے میں تو بتانا ہی بھول گیا کل اُنھوں نے ہمیں ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے۔تیار رہنا" "ہم سب چلیں گیں۔

چلیں یہ تو اچھا ہو گیا میں اِس بہانے اُن سے افسوس بھی کر لوں گی۔ویسے وہ" "دونوں اکیلی رہتی ہیں کیا؟

"پتہ نہیں یہ تو کل جا کر پتہ چلے گا۔"

"زرمین میں ایک بات سوچ رہا تھا۔"

تیمور خانزادہ پُر سوچ انداز میں بولے۔

"ہمارے جانے سے پہلے دُراب اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ جب میں دبئی سے واپس آؤں گا تب ہم ازمیر کی شادی دُراب کی بڑی بیٹی سے کریں گیں۔اب وہ خود تو چلا گیا ہے۔تو میں کیا کروں؟"

"تو مسئلہ کیا ہے۔کل ہم جائیں گیں اُن کی بیٹی سے مل لیں گیں۔اور جو بڑا ہو گا اُس سے رشتے کی بات کر دیں گیں۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے پر رشتے کی بات کل مت کرنا ابھی دو تین دفعہ جائیں گیں پھر کرنا۔ایسے اچھا نہیں لگتا۔"

"جی ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔"

www.novelsclubb.com

《》》》《》》《》》《》》《》》《》》《《《》《》》《》》《》》《》》《》》《》》《》

مرحا چکن میں کھڑی پُھرتی سے کھانا بنارہی تھی۔امّاں بی(اُن کی پرانی ملازمہ جو بزرگ تھی اور اکیلی تھی۔اور اُن کے ساتھ ہی رہتی تھی۔) بھی اُس کی مدد کررہی تھی۔جبکہ مریرہ وہیں کیچن میں موجود چیئر پر بیٹھی لیپ ٹاپ اُٹھائے کوئی اہم فائل بنارہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مرحا بیٹا یہ وہی تیمور صاحب ہیں نا جو پہلے بھی آتے تھے۔اِن کی بیوی کا نام زرمین ہے۔اور تین سال پہلے دبئی گئے تھے۔"

"ارے واہ امّاں جی آپ کو تو سب یاد ہے۔"

امّاں بی نے مرحا سے پوچھا جبکہ جواب مریرہ کی طرف سے آیا۔

"لو میں کوئی بوڑھی ہوں جو مجھے سب بھول جائے گا۔"

امّاں بی خفگی سے بولی۔مرحا اور مریرہ نے مسکراہٹ دبائی۔

بلکل بھی نہیں ہماری امّاں بی تو سب سے زیادہ جوان ہیں۔وہ کیا کہتے ہیں مریرہ"

"ہاں۔ابھی تو میں جوان ہوں۔ہیں نا امّاں بی؟

مرحا شرارت سے بولی۔

"چل ہٹ پگلی۔اب اتنی بھی جوان نہیں ہوں۔"

www.novelsclubb.com

امّاں بی پیاز کاٹتے بولی۔اُن کی بات پر دونوں کا قہقہ گونجا۔

"ویسے آپو بن کیا رہا ہے؟مطلب مینیو کیا ہے آج کا؟"

مریرہ لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے بولی۔

کڑھائی گوشت، بریانی، چکن ہانڈی، دال ساگ، چکن جل فریزی، فرائڈ رائس وِد" "منچورین، مٹر قیمہ اور سویٹ ڈش میں کسٹرڈ، براؤنی اینڈ ٹرائفل۔

مرحانے سب چیزوں کے نام ایک ہی سانس میں بول دیے۔ مریرہ اپنا کام روکے آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگی۔

آپو یہ انسانوں کا ہی کھانا بنا رہی ہو نا؟ اتنی ساری چیزیں۔ وہ سب کھالیں گیں اتنی" "چیزیں؟

مریرہ کو اُس کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا۔

یار مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کیا بناؤ۔ تم سے پوچھا مگر تم تو سدا کر پھوہڑ کچھ بھی" "نہیں بتایا۔ اب میری سمجھ میں جو آیا میں نے بنا دیا ہے۔

"وہ تو ٹھیک ہے آپو پر اتنی ساری چیزیں کیوں بنائی؟"

مریرہ ابھی بھی اتنے کھانوں کے نام سُن کر صدمے میں تھی۔

"اب مجھے کیا پتا اُن لوگوں کو کھانے میں کیا پسند ہے۔اِس لیے اتنا سارا بنا دیا جو دل کرے گا کھا لیں گیں۔"

مرحا کندھے اچکا کر بولی۔

"اور ہاں اب سلاد تم بناؤ گی اور رائیتہ بھی۔میں نے اور امّاں بی نے بہت سارا کام کر لیا ہے۔اب تمہاری باری۔"

"یہ بھی بتا دیں مہرانی صاحبہ مہمانوں کیلئے سلاد اور رائیتوں کے کتنے آئیٹمز بناؤ۔"

مریرہ نے طنز کیا۔

ہمم ایک کام کرو ریشیئن سیلِٹ بنا لو اور رائیتہ پودینے والا بنا لو۔ٹھیک ہے۔اُس کے بعد تیار ہو جانا وہ لوگ آتے ہی ہوں گیں۔میں بھی تیار ہونے جا رہی ہوں۔"

"جو حکم آپ کا مہرانی صاحبہ۔یہ کنیز حاضر ہے۔"

مریرہ نے بولنے پر مرحا اُس کے سر پر ہلکا سا مارتی تیار ہونے چلی گئی۔

"امّاں بی یہ تو سراسر ظلم ہے۔"

مریرہ باہر کی طرف جاتی امّاں بی سے بولی۔

"نامیرا بچہ چپ چاپ کام کر۔ جس حساب سے تیری زبان چلتی ہے نا اگر ویسے ہی ہاتھ چلالے گی تو کڑوروں کا بل نہیں آجائے گا۔"

امّاں بی بھی اُس کو سناتی باہر چلی گئی۔ جبکہ مریرہ منہ کھولے دونوں کی ہوشیاری دیکھ رہی تھی۔

"چل بھئی مریرہ کام کرلے نہیں تو ہٹلر نے کھانا بھی نہیں دینا۔"

مریرہ اپنے آپ بڑبڑاتی سلاد بنانے لگی۔

www.novelsclubb.com

میں نے ایک بار کہہ دیا سو کہہ دیا میں اُس بد تمیز لڑکی کے گھر ہر گز نہیں جاؤں گا۔"

ازمیر کب سے شاہ زمان کو اُن کے گھر ڈنر پر جانے کیلئے فورس کر رہا تھا مگر وہ تھا کہ مان ہی نہیں رہا تھا۔

زمان خدا کا واسطہ ہے ڈیڈ کا ہی سوچ لو۔اُنہیں دکھ ہو گا۔وہ ناراض ہو جائیں گیں۔"

ازمیر بے بسی سے بولا۔پتہ نہیں اُس کا بھائی اتنا ڈھیٹ کیوں تھا؟

"میں بعد میں اپنے ڈیڈ کو منا لو گا آپ فکر نہیں کریں بھائی۔"

شاہ زمان سکون سے بولا۔

تم.... تم ایک نمبر کے ضدی اور بد تمیز انسان ہو زمان۔ جہنم میں جاؤ تم اور" تمہاری یہ دو کوڑی کی ضد۔ بلکہ ضد نہیں تمہاری انا۔ جس کی وجہ سے تم اُن لوگوں "کے گھر نہیں جا رہے۔

ازمیر غصّے سے بولا۔

بھائی جب غصّہ کرنا آتا ہی نہیں ہے تو کوشش بھی نا کیا کریں۔ قسم سے اور پیار آتا" "ہے آپ پر۔

شاہ زمان آنکھ مار کر بولا۔ وہ مزاق بہت کم ہی کرتا تھا مگر ازمیر کو دیکھ کر اُس کی شرارتی رگ پھڑ پھڑانے لگتی تھی۔ اور بات بھی سچ تھی ازمیر غصّے میں بولے تو لگتا ہی نہیں تھا وہ غصّہ کر رہا ہے۔ کیونکہ غصّے میں بھی اُس کا لہجہ نرم ہی رہتا تھا۔

"دفعہ ہو جاؤ تم زمان۔ تمہیں تو اب ڈیڈ ہی سیدھا کریں گیں۔"

"ہاہاہا بھائی ڈیڈ تو مجھے بچپن میں سیدھا نہیں کر سکے اب کیا کریں گیں۔"

شاہ زمان کے کہنے پر ازمیر کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ کس پتھر سے وہ بھی اپنا سر کھپا رہا تھا۔ جس نے نا پہلے کبھی سنی ہے اور نا ہی کبھی سنے گا۔

"اب دیکھو ڈیڈ کو شکایت لگاتا ہوں میں تمہاری۔"

ازمیر کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد ملازم نے شاہ زمان کو تیمور صاحب کے بُلاوے کا پیغام دیا۔ جس کا مطلب تھا ازمیر نے تیمور صاحب کو تیلی لگادی ہے۔

www.novelsclubb.com

"جی بابا آپ نے بُلایا۔"

شاہ زمان مہذب انداز میں بولا۔ ساتھ ہی ازمیر کو گھوری سے نوازنا نا بھولا۔ جس نے فوراً ہی تیمور خانزادہ کو تیلی لگادی تھی۔

"یہ ازمیر کیا کہہ رہا ہے زمان۔"

گھر میں سب شاہ زمان کو زمان ہی کہتے تھے۔

"یہ تو بھائی جان کو پتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟"

اُس سے سیدھے جواب کی توقع تو کی ہی نہیں جاسکتی تھی۔

"تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں چل رہے؟"

تیمور خانزادہ سیدھا مدعے پر آئے۔

"میری مرضی۔"

www.novelsclubb.com

وہی ٹیڑھا جواب آیا۔

"مسئلہ کیا ہے آخر؟"

پھر سے سوال کیا گیا۔

"آپ کو معلوم ہے۔"

اِس بار تھوڑا سیدھا جواب آیا۔

"دیکھو زمان تم اپنی انا کو ایک طرف رکھ لو تھوڑی دیر کیلئے۔اُس نے تمہاری غلطی پر ہی تمہیں باتیں سنائی تھی۔پھر کس بات کا غصّہ ہے؟"

"بس مجھے نہیں پسند وہاں جانا۔"

"تو میں کون سا تمہاری رُخصتی کر رہا ہوں۔جو تمہیں وہاں جانا پسند نہیں۔تمہیں کون سا ساری زندگی وہیں رہنا پڑے گا۔"

تیمور خانزادہ جھنجھلا کر بولے۔ازمیر نے بڑی مشکل سے اپنا قہقہہ رُخصتی والی بات پر ضبط کیا۔

www.novelsclubb.com

"اُس نے سب لوگوں کے سامنے مجھے شاہ زمان خانزادے کو ذلیل کیا تھا۔اتنے جلدی تو میں بھی نہیں چھوڑوں گا اُسے۔"

بس زمان تم کچھ نہیں کرو گے اُس بچی کے ساتھ۔ورنہ میں تمہیں اپنے گھر سے"
"بے دخل کر دوں گا۔

"...ڈیڈ"

شاہ زمان بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھنے لگا جو اتنی آسانی سے اُسے اپنے گھر سے بے دخل کرنے کا کہہ رہے تھے۔وہ بھی صرف اُس لڑکی کیلئے۔

اپنی انا کو قربان کرنا سیکھو زمان۔ نہیں تو سب رشتے کھو دو گے۔ جیسے میں نے اپنا"
"دوست کھویا ہے۔

تیمور خانزادہ تھکے لہجے میں بولے۔

"پہلے کون سا کسی رشتے کو بچا لیا ہے میں نے۔ٹھیک ہے ڈیڈ میں چلوں گا ڈنر پر۔"

بے تاثر لہجے میں کہتا ہوا وہ باہر چلا گیا۔اُس کی بات پر تیمور خانزادہ نے سر پکڑ لیا وہ بات کو کس رُخ پر لے گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بابا آپ فکر نا کریں میں دیکھتا ہوں اُسے۔"

ازمیر اُنہیں تسلی دیتا اُس کی پیچھے ہی باہر نکلا۔

»«

شاہ زمان سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔غصّے سے سائیڈ ڈرار میں سے سگریٹ نکالی اور ٹیرس پر جا کر سگریٹ پھونکنے لگا۔وہ جب شدید غصّے میں ہوتا تھا تب ہی اپنا غصّہ کنڑول کرنے کیلئے سگریٹ پیتا تھا۔اب بھی وہ تیزی سے سگریٹ پھونک رہا تھا۔

صرف ایک لڑکی کی وجہ سے تیمور صاحب نے اُسے گھر سے بے دخل کرنے کی دھمکی دی تھی۔اِس وقت اُسے مریرہ سخت زہر لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایک سگریٹ ختم ہوتے ہی اُس نے دوسری سیگرٹ سُلگائی۔اور گہرے گہرے کش لینے لگا۔

"زمان یہ کیا کر رہے ہو تم؟"

ازمیر کی آواز نے اُس کی سوچیں میں خلل ڈالا۔

"اِس لیے تم پر نظر رکھتا ہوں میں۔بچے نہیں ہو جو ایسی بے ہودہ حرکت کر رہے ہو۔"

ازمیر نے اُس کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر نیچے پھینکی۔اور اپنے پیر سے اُسے مسلا۔

www.novelsclubb.com

"کون سی بے ہودہ حرکت کی ہے میں نے ہاں؟ایسا کون سا جُرم کر دیا ہے میں نے جو سارے مجھے باتیں سنانے آ گئے ہیں۔آپ بھی ڈیڈ کی طرح کوئی دھمکی دینے آئیں ہیں تو شوق سے دیجیے۔"

شاہ زمان غصّے سے بولا۔

"اتنا غصّہ نہیں کرتے زمان۔ غصّہ حرام ہے۔"

"ہاں ہاں سب حرام ہے۔ میں ہی پاگل ہوں جو یہاں سر کھپا رہا ہوں۔

"تمہیں اتنا غصّہ کس بات پر آ رہا ہے آخر؟"

"نہیں آ رہا کوئی غصّہ۔ جا رہا ہوں میں تیار ہونے ڈیڈ کی چہیتی کے گھر جو جانا ہے۔"

شاہ زمان سر جھٹک کر بولتا اندر چلا گیا۔

یا اللہ اِس لڑکے کو تھوڑی عقل دے دیں پلیز۔ ورنہ اس نے میرا دماغ گُھما دینا"
"ہے۔

ازمیر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر بولا۔

www.novelsclubb.com

مرحا نے بلیک فراک زیب تن کیا۔ساتھ میں بلیک ہی حجاب میں اُسکا صاف شفاف چہرہ جوہر بار کی طرح اِس وقت بھی ہر قسم کی آرائش سے پاک تھا۔میک اپ کے نام پر صرف آنکھوں میں کاجل لگائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔جبکہ مریرہ نے مرحا کے برعکس وائٹ فراک پہنے کو ترجیح دی۔وائٹ فراک اور وائٹ ہی کلر کا حجاب اُس کے سفید رنگ پر بہت جچ رہا تھا۔دونوں تیار ہو کر لاؤنج میں کھڑی تھیں۔اور مہمانوں کا انتظار کر رہی تھیں۔جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"آپو میں تھک گئی ہوں۔کب آئیں گیں وہ لوگ؟آنا بھی ہے یا نہیں۔اگر وہ نا آئے تو سارا کھانا کون کھائے گا؟"

مریرہ تیسری مرتبہ یہ بات دہرا رہی تھی۔مرحا نے اُسے گھورا۔

چپ کر جاؤ مریرہ کی بچی۔اچھا اچھا بولو۔پہلے مجھے ٹینشن ہو رہی ہے اوپر سے"

"تمہاری یہ فضول باتیں میرا بی پی شوٹ کروا کر رہیں گیں۔

ہاں تو کس نے کہا تھا بِنا کنفرم کیے دھرا دھر کھانا تیار کرو۔ویسے آپس کی بات ہے"

"ٹینشن تو آپ ایسے لے رہی ہیں جیسے آپ کے سُسرال والے آ رہے ہوں۔

مریرہ شرارت سے بولی۔

"مریرہ کی بچی دفعہ ہو جاؤ تم۔"

ابھی مرحا مریرہ کی طرف خونخوار ارادوں سے بڑھی ہی تھی کہ باہر گاڑیاں رُکنے کی آواز آئی۔

www.novelsclubb.com

"لو آپو آ گئے آپ کے سُسرالی۔"

مریرہ ہنستے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔مرحا بھی نفی میں سر ہلاتی اُس کی پیچھے ہی باہر نکلی۔

گارڈ نے دروازہ کھولا۔دو وائٹ کلر کی گاڑیاں اندر گیراج میں رُکیں۔ایک کار سے تیمور صاحب اور زرمین بیگم اُتریں۔جبکہ دوسری کار سے ازمیر اور شاہ زمان اُترے۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ لوگ؟"

مرحا شائستگی سے بولی۔

"وعلیکم اسلام بچوں ہم بلکل ٹھیک ہیں۔آپ دونوں سناؤں۔آپ کیسے ہو؟بہت افسوس ہوا ڈراب بھائی اور رابیل بھابھی کا سُن کر۔"

زرمین بیگم دونوں بہنوں سے ملتی ہوئی بولی۔

"ہم بھی ٹھیک ہیں آنٹی الحمدللہ۔باقی جو اللہ کی مرضی تھی۔ہم اُس رب کے کاموں میں تو دخل نہیں دے سکتے نا۔ہم نے تو بس صبر ہی کرنا ہے۔"

مریرہ اداسی سے بولی۔

"ہاں بیٹا ہم اللہ کے کاموں میں دخل نہیں دے سکتے۔آپ لوگ اداس نا ہو۔"

زرمین بیگم نے پیار سے مریرہ کو گلے سے لگایا۔

"ارے کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہم لوگ بھی۔پلیز اندر آئیں آپ لوگ۔"

مرحا آنکھیں صاف کرتی بولی۔

"شکر مجھے لگا آج ہمیں باہر ہی کھڑا رہنا پڑے گا۔"

شاہ زمان نے طنز کیا۔ تیمور صاحب اور زرمین بیگم نے اُسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"بہت معزرت آپ کو باہر کھڑا ہونا پڑا۔آیئے اندر تشریف لایئے۔اگر آپ کی شان میں گستاخی نا ہو تو۔"

مریرہ اُسی کے انداز میں بولتی اُسے چِڑا رہی تھی۔ تیمور، زرمین اور ازمیر نے مسکراہٹ دبائی۔جبکہ شاہ زمان نے سلگتی نظروں سے اُسے دیکھا۔

"آپ دونوں اکیلے رہتے ہو؟"

لاؤنج میں بیٹھتے ہی زرمین بیگم بولی۔

آنٹی اگر آپ ہم پر کوئی بات نہیں کریں گیں مطلب ہمیں غلط کردار کا نہیں"

"کہیں گیں تو ہاں ہم اکیلے ہی رہتے ہیں۔

مریرہ سنجیدگی سے بولی۔ مرحا نے بے بسی سے اُس کی طرف دیکھا۔ جو بِنا کسی کے پرواکیے شروع ہو گئی تھی۔

"مریرہ بس کرو۔"

www.novelsclubb.com

مرحا نے اُسے ٹوکا۔

"ایک منٹ بیٹا۔ ہم کیوں آپ پر کوئی بات کریں گیں؟"

تیمور خانزادہ مرحا کو روکتے ناسمجھی سے مریرہ سے پوچھنے لگے۔

دراصل انکل جو بھی یہاں آتا ہے اور یہ سنتا ہے کہ ہم دونوں بہنیں اکیلی رہتی" ہیں اور آفس بھی جاتی ہیں تو وہ ہمیں بد کردار اور نجانے کیسے کیسے القاب سے نوازتا ہے۔یونو ہمارے معاشرے میں اگر کوئی لڑکی اکیلی رہتی ہے تو وہ بد کردار ہوتی "ہے۔

مریرہ کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔

اللہ معاف کرے بچوں بس یہی تو ہمارے معاشرے کی بُرائی ہے۔مگر آپ" دونوں پلیز ہمیں غلط مت سمجھنا۔ہم ایسا کچھ نہیں کہنے والے۔تم دونوں ہماری "بیٹیوں کی طرح ہی ہو۔اور اپنی بیٹیوں پر الزام کوئی نہیں لگاتا۔

تیمور خانزادہ نرمی سے بولے۔

بہت شکریہ انکل آپ کی بے لوث محبت کا۔اگر میری بات بُری لگی ہو تو مجھے پلیز" "معاف کر دیں۔

www.novelsclubb.com

مریرہ نظریں جھکا کر بولی۔

"ارے نہیں اپنے بچوں کی بات بھی کسی کو بُری لگتی ہے۔ویسے بھی آپ نے بلکل ٹھیک بات کی تھی۔"

"اچھا چھوڑیں ساری باتیں آئیں کھانا لگ گیا ہے۔پہلا کھانا کھا لیتے ہیں باقی باتیں پھر ہوتی رہیں گیں۔"

مرحا کی بات پر سب نے اتفاق کیا۔اور ڈائینگ ٹیبل کی طرف بڑھے۔مگر ٹیبل پر لگے کھانوں کی تعداد دیکھتے ہی ازمیر کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

"لگتا ہے آج آپ لوگوں نے اچھا خاصہ خرچہ کیا ہے۔ویسے اِس سب کی ضرورت نہیں تھی۔"

ازمیر کا اشارہ کھانوں کی تعداد کی طرف تھا۔

"ارے یہ ہم نے بازار سے نہیں منگوایا۔یہ تو آپو نے خود بنایا ہے سارا کھانا۔"

مریرہ کی بات پر سب مرحا کو حیران نظروں سے دیکھنے لگے۔

"یہ سارا کھانا آپ نے خود بنایا ہے۔"

ازمیر حیرت سے مرحا کی طرف مڑا۔

"جی وہ آپ لوگ پہلی بار آرہے تھے تو مجھے سمجھ ہی نہیں آیا کیا بناؤ۔تو یہ سب بنا لیا۔"

مرحا معصومیت سے بولی۔

"وہ تو ٹھیک ہے پھر بھی اتنی چیزیں کون کھائے گا؟ "

www.novelsclubb.com

ازمیر ابھی بھی حیران تھا۔

"آپ لوگ کھائیں گیں اور کون کھائے گا۔"

مرحا نے پلکیں جھپکائیں۔

"بیٹا آپ نے بہت زیادہ تکلّف کیا ہے۔اتنی ساری چیزیں بنادی۔"

زرمین بیگم بولی۔

"آنٹی آپ بیٹا بھی بولتی ہیں اور تکلف کا بھی کہتی ہیں۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

مرحا مسکرائی۔ازمیر بے خود سا اُسے دیکھنے لگا۔

"اچھا ویسے یہ تو بتاؤ ہماری مریرہ بیٹی نے کیا بنایا ہے۔"

زرمین بیگم کے پوچھنے پر ازمیر چونکا۔اور فوراً نظروں کا زاویہ بدلا جو مرحا پر ٹکی تھیں۔

"یہ صرف باتیں بنانا ہی جانتی ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

سڑا ہوا جواب شاہ زمان کی طرف سے آیا۔

"جی ہاں جو مجھے باتیں سناتا ہے میرے پاس اُسے سنانے کیلئے بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔وہ کیا ہے نا اگر جواب نہ دو تو لوگ بہت فضول گوئی کرنے لگ جاتے ہیں۔اِس لیے برابر کا جواب دینا چاہیے۔"

مریرہ مخاطب شاہ زمان سے تھی مگر دیکھ نیچے رہی تھی۔

اصل میں مریرہ کو آفس کا بہت ضروری کام کرنا تھا۔اِس لیے اُس نے صرف "

"سلاد اور رائیتہ بنایا ہے۔

مرحاد دونوں کے درمیان تلخی کم کرنے کو بولی۔

"اچھا آفس کیسا چل رہا ہے؟ میں نے سنا ہے کچھ کرائسز آئیں ہیں۔"

تیمور صاحب نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

انکل بزنس میں کمی بیشی تو ہوتی رہتی ہے۔بس کچھ لوگوں نے بابا کے جانے کے "

بعد کانٹریکٹ توڑ دیے تھے جس وجہ سے تھوڑا بہت نقصان ہوا ہے۔لون کیلئے دو

"تین جگہ اپلائے کیا ہے۔اُمید ہے سب جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔

مریرہ اُنہیں مختصر سا بتانے لگی۔

"تو آپ ہم سے لون لے لیں۔جب آئیں تو لوٹا دیجیے گا۔"

ازمیر درمیان میں بولا۔

"سوری ازمیر بھائی لیکن ہم اپنا بزنس بِنا کسی کے احسان کے اسٹیبلش کرنا چاہتے ہیں۔بہت شکریہ آپ کی آفر کا۔"

مریرہ تحکیمہ انداز میں بولی۔

"ہاں ہاں اِن کی سو کولڈ خود مختاری کو چوٹ لگ جائے گی بھائی۔رہنے دیں۔"

شاہ زمان تلخی سے بولا۔

"....زمان"

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ نے اُسے تنبیہہ کی۔

"دیکھو مریرہ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔یہ جو بزنس ہوتا ہے نا وہ ایسے نہیں چلتا۔تم جو بینک سے لون لو گی کیا تمہیں معلوم ہے اُس میں سود ہو گا یا نہیں؟ بینک سے جو لون

لیتے ہیں بعض اوقات اُن میں سود بھی ہوتا ہے۔تو کیا تم سود سے اپنا بزنس اسٹیبلش کرنا چاہتی ہو؟؟؟"

ازمیر نرمی سے اُسے سمجھانے لگا۔

نہیں بلکل نہیں ازمیر بھائی۔سود تو حرام ہے۔سود لینے اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔اوہ پھر تو مجھے بھی بینک سے لون نہیں لینا چاہیے۔کیونکہ مجھے دوزخ میں نہیں جانا۔"

مریرہ معصومیت سے بولی۔اُس کی بات پر سوائے شاہ زمان کے سب مسکرانے لگے۔

www.novelsclubb.com

تو پھر ٹھیک ہے ہم کل ایک میٹنگ رکھیں گیں۔باقی کی باتیں اُس میں ڈیسائیڈ کریں گیں اوکے بہنا۔"

ازمیر کی بات پر مریرہ نے مرحا کی طرف دیکھا۔مرحا نے ثبات میں سر ہلایا۔

"اوکے بھیا۔"

مرحا کی اجازت سے ہی مریرہ نے جواب دیا۔وہ کوئی بھی کام مرحا کی اجازت کے بغیر نہیں کرتی تھی۔

ایسے ہی ہلکی پھلکی باتوں کے دوران اُنہوں نے کھانا کھایا۔پھر دوبارہ لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے۔امّاں بی اپنے گھٹنوں کے درد کے باعث کمرے میں ہی رہی۔ملازمہ نے باقی برتن اُٹھائے۔

"کھانا تو بہت ہی لذیذ بنا تھا۔بھئی مزا آ گیا۔"

تیمور خانزادہ کُھلے دل سے بولے۔

"واقع مرحا تم نے بہت مزے کا کھانا بنایا ہے۔"

زرمین بیگم بھی درمیان میں بولی۔

"شٹ یار میں تو بھول ہی گیا۔"

www.novelsclubb.com

ازمیر ہڑبڑی میں اُٹھا۔سارے سوالیہ نظروں سے اُس کی طرف دیکھنے لگے۔

"وہ اصل میں مجھے ارمش کو پک کرنے جانا تھا اور میں بھول گیا۔سوری بابا بس ابھی جارہا ہوں۔"

ازمیر سب کی نظروں کا مفہوم سمجھتے وضاحت دینے لگا۔

"گدھے کہیں کے تمہیں اب یاد آرہا ہے۔جاؤ جلدی جاؤ۔وہ انتظار میں کھڑی ہو گی۔پتہ ہے نا اُسے انتظار کرنا بلکل نہیں پسند۔"

تیمور خانزادہ نے اُسے گھورا۔ازمیر فوراً باہر کی طرف بھاگا۔

"رُکیں بھائی میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔"

شاہ زمان جو پہلے ہی یہاں سے نکلنے کی سوچ رہا تھا ازمیر کے اُٹھتے ہی اُس کے پیچھے نکلا۔

"ارمش کون ہے انکل؟"

www.novelsclubb.com

دونوں کے جانے کے بعد مریرہ نے سوال کیا۔

"ارمش میری بیٹی ہے۔اپنی فرینڈز کے گھر گئی ہے تو ہمارے ساتھ نہیں آئی۔اب سات بجے واپس آنا تھا اُس نے۔اور اِس گدھے کے کام دیکھو آٹھ بجے یاد آرہا ہے اِسے۔"

تیمور خانزادہ بولے۔

"اچھا یاد آیا۔ارمش وہ نکچری سی۔"

مریرہ یاد آنے پر جوش سے بولی۔مگر اپنے لفظوں پر غور کرتی زبان دانتوں میں دبائی۔

www.novelsclubb.com

"ہاہاہاہاہاابیٹا کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے ایسا۔"

"سوری انکل انٹی وہ اتنے عرصے بعد ملے ہیں نا تو بس اِس لیے۔"

مریرہ شرمندگی سے بولی۔

ارے چندا کوئی بات نہیں۔ معافی مت مانگو۔ تم دوست تھے اور دوستوں میں ایسا"
"چلتا ہے۔

زرمین بیگم پیار سے بولی۔

میرا خیال ہے زرمین ہمیں بھی چلنا چاہیے۔ ورنہ میری شہزادی نے گھر میں"
"اودھم مچا دینا ہے۔

تیمور خانزادہ نے اجازت چاہی۔ زرمین بیگم بھی اُن کی تقلید کرتی اُٹھی۔ دونوں مرحا اور مریرہ سے ملتے اپنے گھر چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

»»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«

"اُففففف میں تو تھک گئی آپو۔"

مریرہ صوفے پر گرنے سے انداز سے بیٹھی۔

ہاں ہاں جھاڑو پونچا تم نے کیا ہے۔ سارا کھانا تم نے بنایا ہے۔ اور تو اور برتن بھی"

"مریرہ میڈم نے دھوئیں ہیں۔ تھکنا تو تھا ہی۔

مرحا اُس کے ساتھ بیٹھتی میٹھا میٹھا طنز کرتے بولی۔

شکر کریں۔ اُن لوگوں نے آپ کا بنایا ہوا کھانا کھا لیا ہے ورنہ کچرے میں پھینکتے"

"کیا۔ ویسے ابھی بھی تھوڑا سا بچا ہوا ہے کھانا۔

"ہاں یہ تو ہے۔ باقی بچا ہوا کھانا میں نے نجمہ (کام والی) کو دے دیا تھا۔"

یہ تو اچھا کیا آپ نے آپو۔ ویسے آپ کے سُسرالی بہت خوش ہو کر گئے ہیں آپ"

"سے۔

www.novelsclubb.com

مریرہ ہنستے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھ کر بھاگی۔

"ٹھہرو تم مریرہ کی بچی۔ زرا شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے۔"

مرحا بھی اُس کی پیچھے بھاگی۔

شرم تو تب آئے گی ناجب میرے سُسرال والے آئیں گیں۔اب میں مفت میں "کیا شرم کروں۔"

مریرہ نے ہنستے ہوئے اپنی ہی بات کا مزاح لیا۔مرحا بھی ضبط کرنے کے باوجود اُس کی بات پر قہقہ نا روک سکی۔

"کیا چیز ہو تم مریرہ۔"

مرحا ہنستے ہوئے واپس بیٹھ گئی۔مریرہ بھی اُس کے ساتھ آکر بیٹھی۔

"میں چیز بڑی ہوں مست مست۔"

مریرہ کے کہنے پر دونوں بہنیں دوبارہ ہنسنے لگی۔مرحا نے پیار سے اُس کے گرد بازو حائل کیے۔جبکہ مریرہ نے اُس کے کندھے پر سر ٹِکاتے آنکھیں موند لیں۔

www.novelsclubb.com

"اباجی خدا کا واسطہ ہے میری بیٹی کو ڈھونڈیں نجانے کہاں چلی گئی ہے۔"

وہ عورت کرسی پر بیٹھے اخبار پڑھتے آدمی سے منتے کرتی بولیں۔ جس نے اُن کی بات پر غصّے سے اخبار پاس پڑی دوسری کرسی پر پٹخا۔

"کتنی بار بولا ہے تجھے اُس منحوس کا ذکر نا کیا کر۔ تیری اُس بے حیا بیٹی کی وجہ سے میرا بیٹا پھر سے مجھ سے خفا ہو گیا ہے۔ کتنے عرصے بعد وہ یہاں آیا تھا مگر تیری بدبخت بیٹی کی وجہ سے میں نے پھر سے ہر راستہ بند کر دیا اُس کے یہاں آنے کا۔"

"اگر آپ اپنے بیٹے کیلئے تڑپتے ہیں تو میں بھی تو اپنی بیٹی کیلئے تڑپ رہی ہوں۔ جیسی بھی تھی وہ اولاد تھی میری۔"

رفعت بیگم روتے ہوئے وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔

دل پر پتھر رکھ کر سمجھ لے کہ تیری بیٹی مر گئی ہے۔کیوں کہ اب اُس کی ہمارے" "گھر میں اور ہمارے دل میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

وہ سرد لہجے میں بولے۔

تیرا ابا صحیح کہہ رہے ہیں رفعت کچھ لوگوں کو مرا ہوا سمجھ لینے میں ہی ہماری" "بہتری ہوتی ہے۔

ممتاز بیگم نے رفعت بیگم کو زمین سے اُٹھا کر کرسی پر بیٹھایا۔جبکہ مختیار خانزادہ نے اپنی آنکھوں کی نمی چھپانے کیلئے رُخ موڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

ملازمہ کے کہنے پر وہ منہ بناتی باہر کی طرف بڑھی۔بلیو فراک جو گھٹنوں تک تھی ساتھ میں بلیو جینز پہنے، گلے میں بلیو دوپٹہ مفلر کی طرح ڈالا ہوا، بلیو ہی جو گرز پہنے ہوئے تھے۔ براؤن بالوں کا رف سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔ساتھ ہی اپنا پرس کندھے پر لٹکاتی وہ منہ بناتی باہر نکلی۔گاڑی کے پاس کھڑے شاہ زمان اور ازمیر دونوں کو اگنور کرتی وہ پچھلی سیٹ پر اپنا بیگ رکھتی خود بھی بیٹھ گئی۔شاہ زمان اور ازمیر دونوں نے بے چارگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔پھر اپنی گڑیا کو منانے کی خاطر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔اب ارمش کے ایک طرف شاہ زمان تھا اور دوسری طرف ازمیر بیٹھا تھا۔مگر وہ دونوں کو اگنور کرتی اپنے فون میں لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"زمان لگتا ہے گڑیا اپنی زبان بھول آئی ہے۔"

ازمیر خاموشی کو توڑتے ہوئے بولا۔

"مجھے آپ دونوں سے کوئی بات نہیں کرنی۔"

نرم سے لہجے میں اُس نے مختصر سا جواب دیا۔

"تو کوئی نہیں ہماری سُن لو۔"

شاہ زمان کندھے اچکا کر بولا۔

یو نو واٹ۔ آپ دونوں دنیا کے سب سے بڑے گندے والے بھائی ہیں۔ مجھے "
پورا ایک گھنٹہ ویٹ کروایا۔ مجھے یعنی ارمش خانزادی کو پورے ایک گھنٹہ ویٹ کرنا
"پڑا۔ میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ دونوں کو۔

ارمش ایک ادا سے بولی۔ اُس کے ایسا کرنے پر شاہ زمان اور ازمیر نے مسکراہٹ
دبائی۔ وہ پوری ڈرامہ کوئین تھی۔

"اور ایکٹینگ کے دوروپے کاٹ لو اِس کے۔"

شاہ زمان کے کہنے پر ارمش نے خونخوار نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔

"یار ایکچوئلی ہم کسی کے گھر ڈنر پر گئے تھے۔ وہیں لیٹ ہو گئے۔"

ازمیر نے مزید تنگ کرنے کی بجائے اصل بات بتائی۔

"کہیں میری بھابھی کے گھر تو نہیں گئے تھے میر بھائیو۔"

ارمش شرارت سے بولی۔وہ ازمیر کو میر اور شاہ زمان کو شاہو کہتی تھی۔

"توبہ استغفار گڑیا۔ہم تو دُراب انکل کے گھر گئے تھے ڈنر پر۔"

ازمیر کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا۔

"اوہ دُراب انکل کے گھر۔مجھے کیوں نہیں لے گئے۔مجھے بھی ملنا تھا اُن سے۔بابا کے دوبئ ہونے کی وجہ سے ہم اتنے عرصے اُن سے نہیں مل سکے۔رابیل آنٹی کیسی ہیں؟آج تو انھوں نے اپنے ہاتھوں سے ہلوہ بنایا ہو گا۔کیونکہ یہ تو اُن کے بنائے گئے کھانوں کا اہم حصّہ ہے۔مجھے بھی کھانا تھا اُن کے ہاتھوں کا بنا ہوا ہلوہ۔مرحا آپی اور مریرہ آپی وہ دونوں کیسی ہیں؟"

ارمش آدھی بات سُنتی نان سٹاپ شروع ہو گئی۔

گڑیا دُراب انکل اور رابیل آنٹی کا چھے ماہ پہلے کسی حادثے میں انتقال ہو گیا"

"ہے۔ہم آج اُن کی بیٹیوں کے پاس گئے تھے۔

ازمیر کے بتانے پر ارمش شاک سی اُس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے بھائی۔"

ارمش اتنا کہتے ہی رونے لگی۔ازمیر نے اُس اپنے ساتھ لگایا۔

"بس کرو گڑیا۔جو اللہ کو منظور تھا۔اب رونا بند کرو شاباش۔"

"اچھا اور بتاؤ آئسکریم کھاؤ گی۔"

www.novelsclubb.com

ازمیر نے اُس کا دھیان ہٹانے کیلئے کہا۔اور سدا آئسکریم کی دیوانی اپنا رونا بھول کر زور و شور سے ہاں میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں نا ابھی تو کوئی ہم سے ناراض تھا بھائی۔تو آئسکریم کھانی نہیں بنتی۔"

شاہ زمان بھی شرارت سے بولا۔

"شاہو بھائی آپ تو چپ ہی رہیں۔ہر وقت سڑے رہتے ہیں کڑوے کریلے۔"

ارمش آنکھیں صاف کرتی اُسے گھورنے لگی۔ازمیر نے ارمش کی بات پر زوردار قہقہ لگایا۔

"....میں اگر کڑوا کریلا ہوں تو تم تم تم"

شاہ زمان سوچنے لگا کہ کیا بولے۔

"ہاں ہاں کیا میں کیا ہوں بولیں زرا۔"

ارمش بازوؤں کی آستین اوپر کرتی اُس کی طرف مڑی۔

تم تو میرا بے بی ہوں۔پالا شا بے بی۔ارے ارے میرے بے بی کو غصّہ آرہا"

"ہے۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان اُسے بچوں کی طرح بچکارتے ہوئے بولا۔ارمش نے غصّے میں ایک پنچ اُس کے کندھے پر مارا۔اُس نازک سی لڑکی کا پنچ کون سا لگنا تھا مگر پھر بھی شاہ زمان کی ایکٹنگ عروج پر تھی۔

ہائے مار ڈالا ظالم۔ہائے میرا کندھا ٹوٹ گیا۔اُففففف اللہ یہ لڑکی بھری جوانی میں"

"مجھے مارنا چاہتی ہے۔ہائے ازمیر بھائی مجھے بچالیں۔

شاہ زمان کی ایکٹنگ پر ارمش اور ازمیر ناچاہتے ہوئے بھی ہنسنے لگے۔اپنے گھر والوں کیلئے شاہ زمان کا ایک نیا ہی روپ ہوتا تھا۔

"چلو اب گھر بھی جانا ہے یا یہی بوریہ بستر اٹھانا ہے۔"

ازمیر کہتا ہوا باہر نکلا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔دوسری طرف سے شاہ زمان بھی آگے جا کر بیٹھ گیا۔اور یونہی چھوٹی موٹی نوک جھوک میں وہ تینوں آئسکریم کھا کر ایک بجے پہنچے۔

»»<<»»<<»»<<»»<<»»<<»»<<»»<<»»<<»»<<»»<<

!!!ماما بابا کے نام

آپ دونوں کو پتہ ہے آج ہم سے ملنے تیمور انکل آئے تھے۔پہلی دفعہ ملنے پر تو ہم نے اُنہیں پہچانا ہی نہیں تھا۔خیر آج وہ اپنی فیملی کے ساتھ آئے تھے اور ہم دونوں نے آپ دونوں کو بہت زیادہ مِس کیا۔میں نے اتنی ساری ڈیشنز بنائی کہ میں خود حیران رہ گئی۔ماما بابا میں نے سب سنبھال لیا ہے۔میں نے مریرہ کو بھی ٹوٹنے بکھرنے نہیں دیا۔میں مضبوط بن گئی ہوں۔مگر آج بھی آپ لوگوں کے بغیر میں کمزور پڑ جاتی ہوں۔آپ لوگوں کی جدائی نے ہم دونوں کا بچپن چھین لیا

ہے۔ہم اپنی عمر سے زیادہ بڑے بن گئے ہیں۔لوگ جب ہمیں بد کردار کہتے ہیں تو میں نجانے کیوں خاموش ہو جاتی ہوں۔ مگر مریرہ وہ سب سے لڑ جاتی ہے۔وہ غلط بات پر کبھی خاموش نہیں رہتی۔ بلکل بابا آپ کی طرح ....

(: آپ کی مرحا

لفظوں کو قلم کے ذریعے ڈائری پر اُتار کر اُس نے قلم بند کر دیا۔گہری سانس بھرتے اُس نے آنکھوں میں چمکتی نمی کو انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا۔جب بھی اُسے دُراب خان اور رابیل بیگم کی یاد آتی تھی وہ اِسی طرح ڈائری لکھ کر اُن سے مخاطب ہوتی تھی۔اور اپنے دل کی باتیں لکھ دیتی تھی۔ڈائری بند کرتے اُس نے جلدی سے ڈرار میں رکھی۔کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بھی اُس کی ڈائری پڑھے۔

«»«»»«»«»«««»»«»«»«»«««»

آیئے آیئے تشریف رکھیے۔بہت جلدی نہیں آگئے تم تینوں۔ابھی تو بس ایک" بجے ہیں دو تین بجے تک آرام سے گھوم پھر کر آتے۔"

تینوں جیسے گھر میں داخل ہوئے تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم کو سامنے بیٹھے دیکھا۔تیمور خانزادہ کے بولنے پر تینوں میسنی صورت بنا کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"بابا میں پورے ے ے دن بعد آئی ہوں اور آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں؟"

ارمش معصوم سی شکل بناتی بولی۔

ارے میں کوئی اپنی پرنسز کو ڈانٹ سکتا ہوں۔ میں تو اِن گدھوں کو کہہ رہا تھا۔ آدھی آدھی رات تک باہر رہتے ہیں۔ کوئی شرم کوئی لحاظ نہیں ہے۔ کہ ماں باپ گھر انتظار کر رہے ہوں گیں ہم جلدی گھر چلیں جائیں۔"

تیمور نے سر جھکا کر کھڑے ازمیر اور شاہ زمان کو جھاڑا۔

اچھا بابا اب اِن گدھوں مطلب اِن دونوں کو معاف کر دیں۔ آئسکریم کھانے کی ضد میں نے کی تھی۔"

ارمش اپنے بھائیوں پر ترس کھاتے ہوئے بولی۔

"اچھا چلو معاف کر دیں نا تیمور بچے ہیں۔"

زرمین بیگم نے بھی دونوں کی حمایت کی۔

بس اب تو ماما نے بھی کہہ دیا ہے اب تو ہمیں معاف کر دیں۔ نہیں تو پھر کمرے سے باہر نکال دیں گیں آپ کو ماما۔"

شاہ زمان آنکھ مارتا شرارت سے بولا۔

"ٹھہر بے غیرت کہیں کا۔ باپ کو ایسے بولے گا تو رُک آج تو مجھ سے پیٹے گا۔"

تیمور خانزادہ مصنوعی غصّے سے اُس کی طرف بڑھے۔

"خبردار جو آپ نے میرے معصوم بچے کو کچھ کہا تو ورنہ سچ میں آپ کو آج باہر سونا پڑے گا۔"

زرمین بیگم شاہ زمان کے آگے آتی ہوئی بولی۔ پیچھے کھڑے شاہ زمان اور ازمیر نے دانتوں کی نمائش کرتے اُنہیں چڑایا۔

"لو جی بیٹے کو روکنے کی بجائے مجھ معصوم کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔"

تیمور خانزادہ کی بات پر سب کے قہقہے گونجے۔

"چلو اب سونے جاؤ سارے۔ پرسوں میں نے ایک پارٹی رکھی ہے گھر پر۔ تو کل سارے تیاری کر لینا۔"

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہو میں تو مرحا اور مریرہ کو کہنا ہی بھول گئی۔ایک کام کرو گی کل اُنہیں کال کر دوں گی۔"

زرمین بیگم یاد آنے پر بولی۔

"چلو اب وہ تیکھّی مرچی بھی ہمارے گھر آئے گی۔بس یہی دن دیکھنے کو رہ گیا تھا۔"

شاہ زمان کا اشارہ مریرہ کی طرف تھا۔

"زمان عقل کرو۔چھوٹے بچے نہیں ہو تم۔اتنی پیاری بچی ہے وہ اور تم خوامخواہ اُس کے پیچھے پڑے ہو۔"

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ نے اُسے ٹوکا۔شاہ زمان بِنا کچھ کہے سر جھٹکتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"کون تیکھّی مرچی؟"

ارمش ناسمجھی سے بولی۔ازمیر نے اُسے دونوں کے جھگڑے کی ساری بات بتائی۔

ہائے یہ ہوئی نا بات۔ کوئی تو ملا شاہو بھائی کو اُن کی ٹکر کا۔ بابا آپ ایک کام کریں"
آپ ناشاہو بھائی کی شادی کروادیں مریرہ آپی سے۔ ساری زندگی تیر کی طرح
"سیدھا رکھیں گیں شاہو بھائی کو۔

ارمش پوری سننے کے بعد جوش سے بولی۔ تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم اُس کی بات
پر ہنسنے لگے۔

ارے پگلی آہستہ بول۔ اُس ببر شیر نے سُن لیا نا تو اُس بے چاری کو پارٹی میں کیا"
"اپنے گھر میں ہی نہیں آنے دے گا۔

ازمیر نے اُسے خبردار کیا۔

جو بھی ہو۔ اب تو میں یہی دعا کرو گی۔ شاہو بھائی کو مریرہ آپی سے محبت ہو"
"جائے۔ ہائے کتنا مزا آئے گا۔

www.novelsclubb.com

ارمش ہنستے ہوئے مزاق میں بولی۔ مگر کون جانے کون سی قبولیت کی گھڑی ....ہو۔ کون جانے ہو سکتا ہو اُس کی دعا قبول ہو گئی ہو۔ اب کون جانے

"تیمور وہ بڑی حویلی سے فون آرہا تھا۔"

اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی زرمین بیگم نظریں جھکا کر بولی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی بڑی حویلی کے نام سے تیمور خانزادہ کا کیا ردِ عمل ہو گا۔ تیمور خانزادہ جو اُن کے ساتھ بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے اُن کی بات پر چونکے۔ کتاب کو بند کرتے اُنہوں نے اپنی عینک اُتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور سنجیدگی سے زرمین بیگم کی طرف مڑے۔

میرا اُن لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں ہے زرمین۔آج کے بعد اُن کا ذکر کبھی"

"میرے گھر نہیں ہو گا سُنا۔

وہ زرا سختی سے بولے۔

"مگر ایسے رشتے ختم نہیں ہوتے تیمور۔ٹھنڈے دماغ سے سوچیں۔"

مجھے کچھ نہیں سوچنا اور تم بھی مت سوچو۔اگر آئندہ اُن کا فون آئے تو کہنا تیمور"

"مر گیا ہے اُن کیلئے۔دوبارہ فون نا کریں اُن کی مہربانی ہو گی۔

"اللہ نا کرے کیسی باتیں کر رہیں ہیں آپ۔"

"بس جو کہہ دیا سو کہہ دیا۔لائٹ بند کر دیں پلیز مجھے نیند آئی ہے۔"

تیمور خانزادہ نے کہتے ہی اپنی سائیڈ کا لیمپ بجھا دیا۔اور سونے کیلئے لیٹ گئے۔زرمین بیگم نے خاموشی سے اُن کی پشت کو دیکھا۔وہ اتنے سنگدل تو کبھی

نہیں تھے۔ مگر جو کچھ اُن کو برداشت کرنا پڑا اُس کے بعد کوئی بھی ہوتا تو اُس کا ردِ عمل بھی یہی ہوتا۔ زرمین بیگم نے گہرہ سانس لیتے اُٹھ کر لائٹ آف کر دی۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

"کہاں جا رہو عباد؟"

سلمیٰ بیگم عباد کو روکتے بولی جو باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ رف سی ٹی شرٹ اور پینٹ پہنے وہ کافی حد تک فریش لگ رہا تھا۔ کِھلی ہوئی رنگت، مغرور ناک، بھینچے ہوئے لب اور سنجیدہ چہرہ وہ ہمیشہ کی طرح عام سے حولیے میں بھی جچ رہا تھا۔

"دُراب انکل کی طرف جا رہا ہوں امی۔ کافی دن سے وہاں کا چکر نہیں لگا تو سوچا آج چلا جاؤں۔"

"مر گئے ہیں تمہارے دُراب انکل اور رابیل آنٹی۔اب وہاں کیا لینے جاتے ہو؟"

سلمیٰ بیگم غصّے سے بولی۔

امی پلیز.... خدا کا واسطہ ہے فضول شک نا شروع کیجیے گا۔میں وہاں اپنی بہنوں سے ملنے جاتا ہوں۔جن کی ذمہ داری دُراب انکل مرنے سے پہلے مجھ پر ڈال گئے تھے۔"

عباد اُنہیں سمجھاتے ہوئے بولا۔

سلمیٰ بیگم دُراب خان کے پڑوس میں رہتی تھی۔اُن کے اور رابیل بیگم کے تعلقات بہت اچھے تھے۔سلمیٰ بیگم بیوہ تھی اور اُن کا ایک ہی بیٹا تھا۔جو اے ایس پی عباد ملک تھا۔سلمیٰ بیگم مرحا اور مریرہ کو اپنی بیٹیاں سمجھتی تھی۔مگر دُراب خان اور رابیل بیگم کی وفات کے بعد محلّے کی باقی عورتیں اُن کے کان یہ کہہ کر بھرنے لگی کہ "بِن ماں باپ کی بچیاں آوارہ ہو گئی ہیں۔اکیلے باہر نکلتی ہیں نجانے کس کس سے ملتی ہوں گیں۔تم بھی اپنا بیٹا بچالو نہیں تو یہ تمہارے بیٹے کو بھی

پھانس لیں گیں۔"اِنہی باتوں کی وجہ سے سلمیٰ بیگم نے اُن سے ہر تعلق توڑ دیا تھا۔ مگر ایک عباد تھا جو اپنے دُراب انکل سے کیا وعدہ نبھا رہا تھا۔ وہ مرحا اور مریرہ دونوں کو اپنی بہنیں سمجھتا تھا۔

"ہاں جاؤ جاؤ ایک وہی تو تمہاری سگّی ہیں۔ماں تو چاہے مر جائے پر پرواہ کسے ہے" سلمیٰ بیگم روتے ہوئے بولی۔

امی پلیز اب رونے نالگ جائیں۔ میں پہلے بہت تھکا ہوا ہوں۔ میں بس دس منٹ" "تک آ جاؤ گا۔

عباد کہتا ہوا باہر چلا گیا۔ پیچھے وہ ارے ارے کرتی رہ گئی۔ وہ سلمیٰ بیگم کی ایمو شنل بلیک میلنگ کو اچھے سے جانتا تھا۔ تبھی فوراً سے باہر چلا گیا۔

کاؤچ پر ٹھیک لگا کر بیٹھا وہ بیزاری سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ جبکہ اُس کے سامنے بیٹھا ڈاکٹر تیزی سے نوٹ پیڈ پر کچھ لکھ رہا تھا۔

"تو کیسے ہیں آپ زمان صاحب؟"

ڈاکٹر اپنی عینک درست کرتا بولا۔

"ٹھیک۔"

ایک لفظ میں اُس نے جواب دیا۔

"سُنا ہے آپ سیگریٹ پینے لگیں ہیں؟"

ڈاکٹر کی بات پر اُس کے ماتھے پر بل پڑے۔

www.novelsclubb.com

"کیوں آپ نے بھی پینی ہے؟"

وہ سنجیدگی سے بولا۔ جبکہ ڈاکٹر اُس کی بات پر اُسے گھورنے لگا۔

"مسٹر شاہ زمان سیگریٹ نوشی آپ کیلئے نقصان دہ ہے۔"

"میرے لیے تو زندگی بھی نقصان دہ ہے۔ وہ بھی چھوڑ دو کیا؟"

سپاٹ لہجے میں ڈاکٹر کو دیکھ کر بولا۔ ڈاکٹر نے دانت پیس کر اُس ڈھیٹ انسان کو گھورا۔

آپ کی زندگی آپ کیلئے اہم ہے۔ سب کچھ بھول کر آپ اِسے کھل کر"
"جیئیں۔ زندگی کے رنگ پہچانے۔

میری زندگی میں کوئی رنگ نہیں ہے۔ نا ہی مجھے کسی رنگ کی ضرورت ہے۔ میں"
"خود سے نفرت کرتا ہوں شدید نفرت۔ اور میں اِسی نفرت کے قابل ہوں۔

www.novelsclubb.com

وہ ضبط کرتا ایک ایک لفظ چبا کر بول رہا تھا۔ایسا کرنے سے اُس کی آنکھیں لال ہو گئی تھی۔کیا کچھ نہیں اُس کی آنکھوں کے آگے سے گزرا۔

"آپ میڈیسن لے رہے ہیں؟"

"اُس کے بغیر گزارا ہی کہاں ہے۔"

زمان تلخی سے بولا۔

"ٹھیک ہے وہی میڈیسن لیتے رہیں۔اور کوشش کریں خوش رہیں۔زندگی سے بیزار رہ کر آپ اپنے گھر والوں کو بھی پریشان کر رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"اچھا اب جاؤں میں؟"

کاؤچ سے اُٹھتے اُس نے اپنی شرٹ ٹھیک کی اور بِنا ڈاکٹر کا جواب سُنے باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ڈاکٹر نے تاسف سے اُسے جاتے دیکھا۔

"اسلام علیکم چڑیلوں اکیلے اکیلے چائے پی جا رہی ہے۔"

مرحا اور مریرہ چھوٹے سے بنے لان میں چائے پی رہے تھیں جب عباد کی اینٹری ہوئی۔ درمیانے سائز کے صحن میں ایک سائیڈ پر گھاس اُگا کر چھوٹا سا لان بنایا گیا تھا۔ لان کے بیچ میں چار کرسیاں اور ایک ٹیبل رکھی گئی تھی۔ جبکہ سائیڈوں پر مختلف قسم کے پھول اُگائے گئے تھے۔ دوسرے حصّے میں گیراج بنایا گیا تھا۔ جس میں بیک وقت تین گاڑیاں کھڑی کی جا سکتی تھی۔

"ارے اکیلے کہاں ہیں عباد بھائی بھوتوں کی فوج ہے نا ہمارے ساتھ۔ اور بائے دا وے آپ اتنے دن کہاں تھے؟ یا یہ کہوں آپ کی امّاں نے اجازت دے دی آج آنے کی۔"

مریرہ نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔ مرحا نے اُسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

"توبہ لڑکی پہلے سلام کا جواب تو دے دو۔ آتے ساتھ ہی شکایتیں شروع کر دی۔"

"اوہ سوری وا علیکم اسلام۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی ساری شکایتیں یاد آ گئی۔"

عباد کے ٹوکنے پر مریرہ جلدی سے بولی۔

ہاں ہاں اب کر لو ڈرامہ بازی۔ خیر مرحا مجھے بھی زبردست سی چائے بنا دو اِس"

"پوہڑ سے تو کوئی اُمید نہیں ہے۔

عباد کے کہنے پر مرحا اچھا کہتی اُس کیلئے چائے بنانے چلی گئی۔ اور عباد دوبارہ سے مریرہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"اور سناؤ مریرہ ڈائن کیا حال چال ہیں آپ کے؟"

"آپ کی امّاں کی مہربانی سے بہت اچھے حال میں ہیں ہم۔"

مریرہ کے طنز پر عباد کا قہقہ بے ساختہ نکلا۔

www.novelsclubb.com

ہاں نا آپ اتنے دن سے آپ نہیں آئے تھے تو اُنہوں نے بھی کچھ نہیں کہا۔اب"

"آپ آئے ہیں تو کل صبح ہوتے ہی وہ بھی یہاں حاضر ہوں گی۔

"بس بس مریرہ اب اتنی بھی بُری نہیں ہیں امی۔"

میں نے انہیں بُری کہا ہی نہیں ہے وہ تو بہت اچھی ہیں وہ نا ہوتی تو ہم آج کہاں"

"جاتے۔ہائے ہمارے پاس تو سر چھپانے کی جگہ بھی نا ہوتی۔

مریرہ نے مصنوئی آنسو پونچھے۔مرحانے عباد کو چائے پکڑا کر مریرہ کا کان پکڑ لیا۔

"بہت بڑا ڈرامہ بنتی جا رہی ہوں مریرہ۔"

سوری آپو میں تو مزاق کر رہی تھی۔اچھا اب نہیں کہوں گی۔آئیبی کان چھوڑیں"

"نا آپو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

وہ دونوں ارمش کی ضد پر مرحا اور مریرہ سے ملنے آئے تھے۔سامنے کا منظر دیکھ کر ارمش بے ساختہ بولی۔عباد بھی اُن کی طرف متوجہ ہوا۔

"ارے ازمیر بھائی آپ۔کیسے ہیں؟"

مریرہ کان چھڑاتی ازمیر کی طرف بڑھی۔

"میں تو ٹھیک ہوں گڑیا۔پر لگتا ہے آپ کی آپی ٹھیک نہیں ہیں۔"

ازمیر مریرہ کے کان میں رازداری سے بولا۔جو ساتھ کھڑی ارمش نے باخوبی سنا۔

"مجھ سے بھی مل لو گڑیا آپی۔"

www.novelsclubb.com

ارمش نے اُسے خود کی طرف متوجہ کروایا۔

"....یہ"

"یہ...ارمش ہے۔"

مریرہ کی سوالیہ نظروں کا مفہوم سمجھتے ازمیر نے وضاحت دی۔

"واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز ارمش کیسی ہو چندا۔"

مرحا خوشگواری سے بولی۔

"میں ہمیشہ کی طرح پیاری ہوں۔"

ارمش شوخی سے بولی۔

مریرہ اور مرحا میں چلتا ہوں مجھے کچھ کام ہے۔شام میں ملاقات ہو گی اور کوئی "
"پرابلم ہو تو مجھے کال کر لینا۔میری امّاں کے علاوہ اوکے۔

آخری بات رازداری سے کرتا عباد اپنا والٹ اُٹھاتا کھڑا ہوا۔اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کون تھا؟"

"یہ عباد بھائی تھے ازمیر بھائی۔ہمارے گھر کے ساتھ ہی اِن کا گھر ہے۔"

مرحا کے جواب پر ازمیر اُس کی طرف مڑا۔

"سنیں محترمہ۔"

ازمیر کے ایسے مخاطب کرنے پر مرحا کو حیرت ہوئی۔ارمش اور مریرہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف ہو چکی تھیں۔

"جی کہیں۔"

"آپ کی عمر کیا ہے؟"

".....جی"

ازمیر کی بات پر مرحا نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"جی دیکھیں آپ جو مجھے بھائی کہہ رہی ہیں۔میں کوئی آپ سے بہت بڑا ہوں۔"

"...جی"

"کیا جی مجھے ازمیر کہیں۔خبردار جو بھائی کہا۔بھائی میں صرف ارمش اور مریرہ کا ہوں۔آپ مجھے بھائی مت کہیں۔"

ازمیر جھنجھلا کر بولا۔اُسے مرحا کا بھائی کہنا بہت بُرا لگا تھا۔کیونکہ مرحا تو پہلے دن سے ہی اُس کے دل میں آ چکی تھی۔ تبھی اُس کے بھائی کہنے سے ازمیر کو اُلجھن ہوئی۔

"کیوں میں کیوں نا بھائی بولوں۔"

مرحا اُس کی بات سمجھ گئی تھی۔پھر بھی نا سمجھی سے بولی۔مریرہ اور ارمش بھی اب دونوں کی طرف متوجہ تھے۔

"دیکھیں مرحا میں کوئی گھوما پھیرا کر بات نہیں کروں گا۔بس سیدھی سی بات ہے مجھے آپ اچھی لگتی ہیں۔کیوں،کب سے،کس وجہ سے یہ سب مجھے نہیں معلوم۔بس آپ اچھی لگتی ہیں۔اور میں ماما بابا کو بھی بہت جلد آپ کے گھر بھیجنے والا ہوں۔میں آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔"

ازمیر کی صاف گوئی پر مرحا حیرت کا مجسمہ بنے اُسے تکنے لگی۔

"ہاااااز میر بھائی آپ میری آپو کو پرو پوز کر رہے ہیں۔"

مریرہ کی آواز پر از میر مسکرایا۔

نہیں گڑیا میں صرف ایک بات کہہ رہا ہوں۔پرو پوز میں تب کروں گا جب"

"میرے پاس اِن کا ہاتھ پکڑنے کا حق ہو گا۔مطلب جب میں نکاح کروں گا تب۔

از میر مسکراہٹ دباتا بولا۔

"نکاح کے بعد کون پرو پوز کرتا ہے؟"

مریرہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹِکاتی اُس کی طرف مڑی۔جبکہ مرحابِنا کچھ کہے اندر بھاگ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

میں از میر خانزادہ کروں گا اپنی بیوی کو پرو پوز وہ بھی نکاح کے بعد دیکھنا"

"انشاءاللہ۔

از میر ایک عزم سے بولا۔

مریرہ آپی ہم چلتے ہیں کل ہمارے گھر پارٹی ہے تو آپ دونوں ضرور آنا اور کوئی" "ایکسکیوز نہیں چلے گا۔ مرحا آپی کو بھی لے کر آیئے گا خدا حافظ۔

ارمش ازمیر کو بازو سے پکڑتی باہر کی طرف بڑھی۔ جبکہ مریرہ وہیں کھڑی ازمیر کی باتوں پر غور کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"بھائی تھوڑی تو پی لے۔ قسم سے مست نشہ ہے یہ۔"

شراب کی بوتل کو چومتا لڑکا لڑکھراتا ہوا اُس کی طرف بڑھا۔

"اکبر دفعہ ہو جا یہاں سے جانتا ہے نا بوس کو شراب نہیں پسند۔"

دوسرا لڑکا تیزی سے اکبر کو پیچھے کرتا بولا۔

"اگر اپنے کتوں کی دعوت کرنی ہوتی ہے نا مجھے مت بُلایا کرو۔ آخر شاہ زمان خانزادہ کا بھی کوئی سٹینڈرڈ ہے۔ یہ گلی میں پھرتے کتوں کی طرح مجھ سے گلے میں حرام نہیں انڈیلا جاتا۔"

ہر چیز کو حقارت سے دیکھتے شاہ زمان جلدی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ وہ کتنے عرصے بعد اپنے کسی دوست کے بلانے پر یہاں آیا تھا۔ مگر ایسی حرام چیزیں دیکھ کر اُسے اپنا دماغ سُن ہوتا محسوس ہوا۔ بے شک وہ بگڑا ہوا تھا مگر حلال اور حرام کا فرق اُسے معلوم تھا۔ تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم نے اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھے سے کی تھی۔ اِس لیے وہ اچھے اور بُرے میں فرق جانتے تھے۔ بس شاہ زمان ہی ضدی اور غصّے کا تیز تھا۔ مگر اپنی حدود وہ بھی اچھے سے جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹››

"وہ سب کیا تھا بھائی؟"

گاڑی میں بیٹھتے ہی ارمش پوری کی پوری ازمیر کی طرف مڑی۔

"کیا تھا؟"

"وہی جو آپ نے سب مرحا آپی سے کہا۔"

"ہاں تو سچ ہی کہا ہے جھوٹ تھوری بولا ہے۔"

اِس بار وہ ارمش کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔اور اُس کی آنکھوں کی چمک نے ارمش کو کھٹکنے پر مجبور کر دیا۔

"تو کیا آپ سچ میں مرحا آپی سے شادی کریں گیں؟"

"تو اور کیا۔"

"ماما بابا کو بتایا ہے؟؟؟"

"آج بتا دوں گا۔"

ازمیر ابھی بھی اطمینان سے بولا۔

"چلو ماں باپ کو پتہ نہیں ہے اور لڑکا یہاں لڑکی کو پرپوز کر چکا ہے۔اب تو اللہ ہی حافظ ہے آپ کا۔"

ارمش ہاتھ جُھلا کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"سنو گڑیا وکالت کرو گی نا میری۔"

ازمیر بھی گاڑی روکتے اُس کی طرف مڑا۔

"چلو محبت کے پیچے آپ لڑائیں اور وکالت میں کروں۔کیا کہنے ہیں بھئی آپ کے۔"

ارمش اُسے تنگ کرتے بولی۔

"دیکھنا میں محبت کا یہ کیس جیت بھی جاؤں گا۔بس تم تھوڑی سی وکالت کر دینا۔"

ازمیر التجائی لہجے میں بولا۔

"جائیں کیا یاد کریں گیں ارمش خانزادی نے آپ کی التجا قبول کرتے ہوئے یہ کیس لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

ارمش اپنے بال جھٹکتی ایک ادا سے بولی۔

"بہت شکریہ ارمش خانزادی کا۔"

"مفت میں شکریہ قبول نہیں کرتی یہ خانزادی۔اِسے آئسکریم کھلاؤ تبھی تو وہ سچی لگن سے کیس لڑے گی۔"

"اوکے میری ماں تجھے ایک کیا دس آئسکریم کھلاؤ گا بس مجھے جیتا دینا۔"

"سمجھو آپ کا کام ہو گیا ہے بچے۔"

www.novelsclubb.com

ارمش کے انداز پر دونوں کا ہی قہقہ ایک ساتھ گونجا۔

››‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹›› ‹‹››

www.novelsclubb.com

"کیا سوچ رہی ہیں آپو؟"

مرحا کھڑکی سے آسمان پر نظریں جمائے کھڑی تھی جب مریرہ اُس کے پاس آتے ہوئے بولی۔

"کچھ نہیں مریرہ بس یہی سوچ رہی تھی کہ زندگی بھی انسان کو کیسی کیسی آزمائش میں ڈالتی ہے۔"

"آپو آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔ازمیر بھائی تو بہت اچھے ہیں وہ آپ کو خوش رکھیں گیں۔"

مریرہ نے مرحا کا رُخ اپنی طرف کیا۔اُس کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔

"وہ بات نہیں ہے مریرہ۔"

مرحا نے نظریں چُرائی۔

"تو کیا بات ہے آپو؟"

"مجھے نہیں معلوم مریرہ پر اُنہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔مجھے اچھا نہیں لگا۔"

"آپ خود سوچیں آپو اگر ازمیر بھائی کا کوئی غلط مطلب ہوتا تو وہ ایسے سب کے سامنے کہتے یا رشتہ بھیجنے کی بات کرتے۔اُنہوں نے اپنے دل کی بات بہت سیدھے اور آسان طریقے سے آپ تک پہنچائی ہے آپو۔اور ویسے بھی مجھے معلوم ہے آپ بھی ازمیر بھائی کو پسند کرتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

مریہ آخر میں شرارت سے بولی۔

"میں کسی کو پسند نہیں کرتی۔"

مرحا اُسے گھور کر بولی۔

"ازمیر بھائی کو بھی نہیں۔"

مریہ نے اُسے پھر سے چھیڑا۔

"نہیں کیوں کہ وہ نامحرم ہیں۔اور نامحرم سے کوئی بھی رشتہ حرام ہوتا ہے۔"

مرحا کے ایسا کہنے پر مریہ تھوڑی دیر کیلئے سنجیدگی سے اُسے دیکھنے لگی۔پھر اگلے ہی پل چٹکی بجاتی باہر کی طرف دوڑی۔مرحا حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"آپوا گر وہ آپ کے محرم بن جائیں پھر تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا؟"

دروازے سے جھانک کر مریہ شرارت سے بولتی واپس بھاگی۔کیونکہ بات سمجھ آنے پر مرحا اُسے مارنے کیلئے لپکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"رُک جاؤ مریرہ کی بچی آج تم نہیں بچو گی۔"

لاؤنج میں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے وہ دونوں چھوٹے بچے لگ رہے تھے۔ مرحا نے کشن مریرہ کو مارنے کی نیت سے پھینکا مگر بد قسمتی سے وہ اندر آتے عباد کے منہ پر لگا۔

"اُوپس سوری عباد بھائی۔ یہ میں نے مریرہ کو مارا تھا غلطی سے آپ کو لگ گیا۔"

مرحا بچوں کی طرح ہونٹ بھینچ کر بولی۔ جبکہ مریرہ منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی ہنسی روکنے لگی۔

"کوئی نہیں مگر یہ مریرہ کو کس جُرم میں لگ رہا تھا ویسے؟"

اپنی ناک مسلتے عباد نے سوال کیا۔

ارے یار ایک تو پولیس والوں کو ہر جگہ جُرم ہونے کا ہی انتظار ہوتا ہے۔ارے"

"بھائی آپو نے اپنی شادی کی خوشی میں مارا ہے مجھے۔

مریرہ نے فٹ سے جواب دیا۔جبکہ مرحا کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

"مرحا کی شادی؟؟؟"

عباد کے پوچھنے پر مریرہ نے الف سے یے تک اُسے ساری بات بتائی۔پوری بات سنجیدگی سے سننے کے بعد وہ مرحا کی طرف مڑا جو شرمندگی سے نیچے نظریں جمائے کھڑی تھی۔

"ازمیر کو میں جانتا ہوں بہت اچھا لڑکا ہے۔اگر وہ لوگ رشتہ لے آتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ مرحا کا بھائی ابھی زندہ ہے۔ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔"

عباد نے مرحا کے سر پر ہاتھ رکھا۔مرحا نم آنکھوں سے مسکرائی۔کہتے ہیں نا کچھ رشتے دل سے بنے ہوتے ہیں جو وقت سے ساتھ اور گہرے ہو جاتے ہیں۔اُن کا رشتہ بے شک خون کا نہیں تھا مگر دل کا تو تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ اور گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

"مرحا کا بھائی ابھی زندہ ہے اور میرا بھائی کہاں ہے؟"

مریرہ بھی اپنی آنکھیں صاف کرتی ماحول کو خوشگوار بنانے کیلئے بولی۔

"وہ تو جب تمہاری شادی ہو گی تب بنوں گا تمہارا بھائی۔ ویسے مرحا پہلے اِس چڑیل کی شادی کرنی چاہیے تھی۔ ورنہ اِس نے محلے کی آنٹیوں کا سر کھا جانا ہے۔"

عباد ہنستے ہوئے بولا۔ مرحا بھی بہت کوشش کے باوجود ہنسی نا روک سکی۔

"ہنہہہ میری شادی کے بعد تو بے چارہ محلہ سنسان ہو جائے گا۔"

مریرہ سر ہلاتی افسوس سے بولی۔ جیسے سچ میں اُسے پرواہ ہو۔ مرحا اور عباد اُس کی بات پر پھر سے ہنسنے لگے۔

"عباد بھائی آپ کو کوئی کام تھا؟"

ہنسی ضبط کرتے مرحا نے عباد سے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

ارے ہاں میں وہی ازمیر کا ہی پوچھنے آیا تھا۔ صبح میں نے اُسے پہچانا نہیں تھا۔ وہی" پوچھنے آیا تھا کہ وہ کون ہے

"اب یاد آگیا ہے تو میں چلتا ہوں۔ امی کھانے پر انتظار کر رہی ہوں گیں۔

ہاں ہاں جائیں عباد بھائی ورنہ آنٹی نے پھر سے پتہ نہیں کن بے چارے تعویزوں" "کو کوسنا ہے۔

مریرہ ہنسی دبا کر بولی۔ عباد اُس کے سر پر ہلکی سی چپت لگاتا اپنے گھر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

ازمیر نظریں جھکا کر ہاتھ پیچھے باندھے کھڑا تھا۔سامنے تیمور خانزادہ کرسی پر بیٹھے اُسے گھور رہے تھے۔دوسری کرسی پر زرمین بیگم بیٹھی تھی جو کبھی ازمیر کو تو کبھی تیمور خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔ازمیر کے رائٹ طرف دیوار سے ٹیک لگا کر سکون سے ارمش کھڑی تھی۔اور لیفٹ سائیڈ پر پڑی کرسی پر شاہ زمان ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔کمرے میں بلکل خاموشی تھی۔

"لڑکی پسند آئی اور جا کر سیدھا راشتہ مانگ آئے صاحبزادے۔"

خاموشی کو توڑتے تیمور خانزادہ بولے۔

"بابا صرف بتایا تھا رشتہ نہیں مانگا۔"

ازمیر ابھی بھی نظریں جھکا کر بولا۔

"تو وہ بھی مانگ لیتے کس نے روکا تھا؟ماں باپ کی کیا ضرورت جب خود ہی سارے کام کر لیتے ہو۔بہت بڑے ہو گئے ہو نا۔"

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ کی بات پر ازمیر نے مدد طلب نظروں سے ارمش کو دیکھا۔

"بابا بھائی کے منہ سے نکل گیا تھا۔ میر بھائی سے کنٹرول نہیں ہوا کہ مرحا آپی نے انہیں بھائی کہا تھا۔ تو اپنے دل کی بات فٹ سے بتا دی سمپل۔"

ارمش انتہائی اطمینان سے بولی۔ ازمیر کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم نے بہت مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔ جبکہ شاہ زمان کھل کر مسکرایا۔

"نہیں بابا ایسی بات نہیں ہے۔"

ازمیر فوراً صفائی دیتے بولا۔

"ارے بھائی شرمائے مت یہی بات ہے میں بتا تو رہی ہوں۔ آپ نے خود تو مجھے وکالت کرنے کا کہا تھا اور رشوت کے طور پر آئسکریم بھی کھلائی تھی تو بس پھر مجھے بولنے دیں نا۔"

ارمش معصومیت سے آنکھیں مٹکاتی بولی۔ ازمیر نے اُسے گھورا۔

"اچھا تو یہاں رشوت بھی دی گئی ہے بہت خوب۔"

تیمور خانزادہ طنزیہ انداز میں بولے۔

"بابا پلیز میں مرحا کو پسند کرتا ہوں۔میری کوئی غلط نیت نہیں ہے۔میں اُسے اپنا ہمسفر بنانا چاہتا ہوں۔ایک پاک رشتہ چاہتا ہوں۔"

ازمیر تیمور خانزادہ کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا۔اپنے دونوں ہاتھوں سے اُن کے ہاتھ تھام کر نظریں ملا کر بولا۔

"وقتی پسند گی ہے یا زندگی بھر کیلئے۔"

www.novelsclubb.com

اُنہوں نے سوال کیا۔

"زندگی بھر کیلئے ہے۔شاید پسند گی سے کچھ زیادہ ہے۔لیکن جو بھی ہے مجھے بس وہی چاہیے۔"

ازمیر پختہ لہجے میں بولا۔

"....اگر وہ نا ملی تو"

اُنھوں نے جان کر بات اُدھوری چھوڑی۔

"تو ازمیر خانزادہ کبھی کسی کا نہیں ہو گا۔"

تیمور خانزادہ کو ازمیر کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی نظر آئی۔

"یعنی محبت کرنے لگے ہو؟"

اِس بار وہ نرمی سے بولے۔

"قابلِ محبت لوگوں سے محبت ہی کی جاتی ہے۔مجھے اُس پاکیزہ دل لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔ہاں مجھے اُس کی پاکیزگی سے عشق ہو گیا ہے۔"

ازمیر کے انداز سے صاف معلوم تھا کہ اُسے مرحا خان سے عشق ہے۔

"تو ٹھیک ہے تمہارے اعتماد کو دیکھتے ہوئے میں خود تمہارا نکاح مرحا سے کرواؤ گا۔"

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ ازمیر کا ہاتھ دبا کر بولے۔ اُن کی بات پر ازمیر کی آنکھ سے تشکر کا ایک آنسو گرا۔ جسے اُس نے مسکراتے ہوئے صاف کیا۔ باقی سب بھی مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"ویسے اب وہ کل کی پارٹی میں آئیں گیں نا۔"

زرمین بیگم کے کہنے پر ارمش نے مسکرا کر ثبات میں سر ہلایا۔

<>><>><>><>><>><>><>><>><>><>><>><>><>><>><>><<

مرحا لیپ ٹاپ اُٹھائے اپنی میلز چیک کر رہی تھی۔ اُس کے ساتھ ہی صوفے پر مریرہ بیٹھی تھی جو کوئی بُک پڑھ رہی تھی۔ مرحا نے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹائی اور

غیر ارادی طور پر مریرہ کی طرف دیکھا۔ مگر اُس پر نظر پڑتے ہی وہ یکدم کھٹکی۔ مریرہ کا پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا تھا۔ لیکن اُس کی نظریں پھر بھی بُک پر تھی۔ مرحا لیپ ٹاپ بند کرتی مریرہ کی طرف مڑی۔

"مریرہ کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟"

مرحا کے پوچھنے پر مریرہ نے آنسو سے بھری نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔

"یہ عشق اُدھورا کیوں رہ جاتا ہے؟ عشق اتنا ظالم کیوں ہوتا ہے؟"

مریرہ کی بات پر مرحا نے گہرہ سانس بھرا۔ کیونکہ مریرہ پھر سے کوئی ناول پڑھ رہی تھی اور اب وہ اپنے دماغ میں موجود اُلجھنیں مرحا کے ذریعہ سُلجھانے والی تھی۔

"عشق کبھی اُدھورا نہیں ہوتا۔ وقت اِسے اُدھورا بنا دیتا ہے۔ کبھی ہجر کی ڈور تھما کر تو کبھی زندگی کی ڈور چھین کر"

مرحا اُس کے ہر سوال کا جواب دینے کیلئے ہی تو تھی۔

"مجھے نہیں پسند عشق میں جدائی۔ یا ہجر کی طویل راتیں۔"

مریرہ کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ مرحا نے آگے بڑھ کر نرمی سے اُس کے آنسو پونچھے۔

"ہجر اور جدائی تو کسی کو بھی پسند نہیں ہوتا۔ پھر چاہے وہ کسی کردار کی کہانی ہو یا حقیقت ہو۔"

وہ مسکرائی۔

"میں چاہتی ہوں مجھے بھی عشق ہو۔ مگر میرا عشق مکمل ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ اگر میرے عشق میں جدائی یا ہجر آئے تو وہ مجھے نا سہنی پڑے۔ میں چاہتی ہوں میرا عشق یا تو ملیحہ اور وجدان کی طرح امر ہو جائے یا پھر عمر جہانگیر کی طرح میرے مرنے سے زندگی کی کہانی جی اُٹھے۔"

مریرہ کے کہنے پر مرحا نے دہل کر اُس کی طرف دیکھا۔

"ایسے مت کہو مریرہ خدا نا کرے تمہیں کبھی عشق ہو یا تمہیں ہجر اور جدائی سہنی پڑے۔یا کبھی تمہیں کچھ ہو۔"

مرحا نے اُسے گلے لگایا۔

"نہیں ایسی دعا مت کریں میرے لیے۔میں چاہتی ہوں کہ خدا کرے مجھے عشق ہو۔مگر پاک عشق ہو۔میں عشق کرنا چاہتی ہوں۔میں عشق میں کھونا چاہتی ہوں۔مجھے عشق لفظ سے اتنا عشق ہے کہ میں چاہتی ہوں مجھے عشق ہو۔"

مریرہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولی۔اُس وقت مرحا کو اُس کے عشق سے خوف آیا۔اُس کے جنونی انداز سے خوف آیا۔اُس نے دل میں اُس کی یہ خواہش کبھی نا پوری ہونے کی دعا کی۔مرحا خان نے آج مریرہ خان کے عشق کا جنونی انداز دیکھا تھا۔اُس عشق کا جس کا ابھی کوئی وجود ہی نہیں تھا۔اگر مریرہ کو سچ میں عشق ہو گیا تو.....

آگے کا سوچ کر ہی مرحا نے خوف سے جھرجھری لی۔اور بے اختیار مریرہ کو خود میں بھینچ لیا۔

»«

پارٹی اپنے پورے عروج پر تھی۔ایسا معلوم ہو رہا تھا خانزادہ حویلی میں رنگوں کا ہجوم پھیل گیا ہے۔یہ حویلی نئے طرز کی بہت خوبصورت بنی تھی۔جو اس وقت روشنیوں سے جگمگا رہی تھی۔سب لوگ ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔تیمور خانزادہ براؤن شلوار قمیض میں تیار کھڑے آج بھی جوان لگ رہے تھے۔اُن کے پہلو میں کھڑی زرمین بیگم پستہ رنگ کی ساڑھی پہنے بہت حسین لگ رہی تھی۔اُن سے تھوڑا فاصلے پر ارمش لیمن کلر کے فراک میں کُھلے بالوں میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اُس کے ایک طرف ازمیر کھڑا تھا جو

ارمش کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔کریم کلر کی شلوار قمیض پہنے کندھوں پر کالی شال ڈالے وہ غضب ڈھا رہا تھا۔جبکہ دوسری طرف شاہ زمان کھڑا تھا جو بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے بلیک ہی شال کندھوں پر ڈالے ہر لڑکی کا دل دھڑکا رہا تھا۔مگر چہرے پر وہی بیزار تاثرات تھے۔وہ تینوں مثالی بہن بھائی تھے۔تینوں ہی بہت خوبصورت تھے۔اور یہ خوبصورتی اُنہیں وراثت میں ملی تھی۔

"میر بھائی بھابھی نہیں آئی ابھی تک۔"

ارمش ازمیر کو تنگ کرنے کیلئے بولی۔

"لگتا ہے کل والی بات دل پر لے لی ہے۔"

ازمیر نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"اِس لیے کہتے ہیں زیادہ شوخیاں نہیں مارنی چاہیے۔"

شاہ زمان بھی بیچ میں بولا۔

"جب تمہارے ساتھ یہ سب ہو گا نا تب پوچھوں گا۔"

ازمیر اپنا حساب چکاتے بولا۔ شاہ زمان کا چہرہ بلکل بے تاثر ہو گیا۔ مگر پھر فوراً ہی خود کو کنٹرول کرتا بولا۔

"مجھے یہ فضول چونچلے نہیں پسند۔ لڑکیوں کے آگے پیچھے گھومنا زہر لگتا ہے مجھے۔ شاہ زمان خانزادہ کبھی عشق کے چکروں میں نہیں پڑا تھا اور نا ہی کبھی پڑے گا۔"

شاہ زمان کی بات پر ارمش اور ازمیر نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"عشق دستک دے کر نہیں ہوتا کہ جناب اپنا دل بند کیجیے میں آپ کے دل میں آنے لگا ہوں۔ عشق تو بے اختیار جذبہ ہے۔ جو اچانک حملہ کرتا ہے اور آپ چاہ کر بھی اِس سے نہیں بچ سکتے۔"

ازمیر کی بات پر شاہ زمان نے سر جھٹکا۔

اور میرے دل میں ایسا جذبہ کبھی پیدا ہی نہیں ہو گا۔اگر ایسا کبھی ہوا تو میں اُسے "
"جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دوں گا۔

ازمیر نے اُسے افسوس بھری نظروں سے دیکھا۔

اتنے بڑے بول نہیں بولنے چاہیے زمان صاحب۔بعض دفعہ یہی بول آپ کی "
"قسمت کا پھندا بن جاتے ہیں۔

ازمیر سنجیدگی سے بولا۔شاہ زمان کے بولنے سے پہلے ہی ارمش نے اُس کی توجہ سامنے کی طرف کروائی جہاں سے مرحا اور مریرہ آرہی تھیں۔ازمیر کے تاثرات فوراً بدلے۔ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے اُس کے چہرے پر احاطہ کیا۔

مرحا ہلکے انگوری کلر کے ڈریس میں سیم کلر کا حجاب پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی۔اُس کے ساتھ چلتی مریرہ نے چاکلیٹ کلر کا فراک پہنا تھا اور ساتھ سیم کلر کا حجاب پہنے وہ بھی ہمیشہ کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی۔دھیرے دھیرے چلتی وہ دونوں اب قریب آچکی تھیں۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ سب؟"

مرحا نرم سے لہجے میں مسکرا کر بولی۔ازمیر کی طرف اُس نے غلطی سے بھی نہیں دیکھا تھا۔یہی بات ازمیر کو مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی۔

"واعلیکم اسلام بھامیرا مطلب آپی ہم تو بہت پیارے ہیں آپ بتائیں؟"

ارمش مرحا کو بھابھی بولتے رُکی اور فوراً آپی بولا۔

"ہم بھی بہت پیارے ہیں۔انکل آنٹی نظر نہیں آرہے۔"

جواب مریرہ کی طرف سے آیا۔

www.novelsclubb.com

"ہم اِدھر ہیں بچوں۔"

زرمین بیگم تیمور خانزادہ کے ساتھ اُن کی طرف آتے ہوئے بولی۔مرحا اور مریرہ سے وہ مسکرا کر پیار سے ملے۔

"آنے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی نا؟"

تیمور خانزادہ نے پوچھا۔

"نہیں انکل عباد بھائی کو ایڈریس سمجھ آگئی تھی تو وہ ہمیں چھوڑ گئے ہیں۔ کوئی پرابلم نہیں ہوئی ہمیں۔"

مریرہ کی بات پر شاہ زمان نے چُبھتی نظروں سے اُسے دیکھا۔

"عباد کون؟؟؟"

"جی اے ایس پی عباد ملک ہمارے پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے بڑے بھائی بھی ہیں۔ سمجھ لیں ہمارے گھر کے ہی فرد ہیں۔"

مریرہ کے لہجے میں عباد کیلئے عزت اور احترام صاف نظر آرہا تھا۔ شاہ زمان نے بیزاری سے نظریں گُھمائی۔

"اچھا بچوں آپ لوگ انجوائے کرو ہم زرا باقی مہمانوں سے مل لیں۔"

www.novelsclubb.com

دونوں میاں بیوی دوسرے مہمانوں سے ملنے چلے گئے۔ازمیر فون کال سننے سائیڈ پر گیا کیونکہ یہاں شور بہت تھا۔ارمش مرحا سے باتیں کر رہی تھی۔مریرہ یہاں وہاں نظریں گُھماتی سب کو دیکھتی تھوڑا آگے آئی۔ایک دم اپنے آگے آنے کا احساس ہوتے ہی وہ مڑی۔اپنے سامنے آتے شاہ زمان کو اچانک دیکھ کر وہ ڈری۔

"یہ ہائی کلاس پارٹی ہے۔یہ تمبو لپیٹ کر آنی کی کیا ضرورت تھی؟پوری پینڈو لگ رہی ہو۔"

شاہ زمان استہزایہ انداز میں بولا۔غصّے سے مریرہ کے چہرے پر سُرخی جھلکی۔

"پینڈو ہو گے آپ خود۔جسے یہ بھی نہیں پتہ کہ حجاب اِن تمام ہائی کلاس لوگوں کے کپڑوں سے بہتر ہے۔"

سب مہمانوں کی طرف اشارہ کرتی وہ غصّے سے گویا ہوئی۔

"زبان تو تمہاری قینچی سے بھی تیز چلتی ہے۔"

شاہ زمان کو شاید خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ مریرہ سے بات جان کر بڑھا رہا تھا۔

"ہاتھ پیر بھی بہت اچھے چلتے ہیں۔اگر کوئی اپنی لیمٹس کراس کرے تو۔"

مریرہ سامنے والے بندے کو دیکھ کر زرا اونچی آواز میں بولی۔جو کب سے اُسے گھور رہا تھا۔شاہ زمان نے اُس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور نا محسوس انداز میں مریرہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"دنیا بہت ظالم ہے سنبھل کر۔خاص طور پر ان ہائی کلاس لوگوں سے تو دور ہی رہنا۔یہ سونے کے پیالے میں زہر پِلاتے ہیں۔"

نجانے وہ کس احساس کے زیرِ اثر کہہ گیا تھا۔اپنی بات پر چونکتا وہ بے تاثر چہرہ کیے تیز تیز قدم اُٹھاتا وہاں سے نکل گیا۔مریرہ نے حیرت سے اُسے جاتے دیکھا۔پھر کندھے اچکاتی مرحا اور ارمش کے قریب چلی آئی۔

«»«»»«»«»«»«»«»«»»«»«»«»«»«»

"میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی سنا تم نے۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔ تمہارے وجود سے۔ مر کیوں نہیں جاتے تم۔ تا کہ میری زندگی میں سکون ہو۔"

گہرے گہرے سگریٹ کے کش لیتا وہ اِن آوازوں سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ مگر یہ آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ وہ چاہ کر بھی اِن سے پیچھا نہیں چھڑا پا رہا تھا۔ آخر غصّے سے سگریٹ زمین پر پھینکی۔

"نکال دیا تمہیں اپنی زندگی سے خوش ہو جاؤ۔ چھوڑ دو میرا پیچھا اب۔"

شاہ زمان چِلا کر بولا۔ میوزک کے ہائی والیم کی وجہ سے اُس کی آواز کمرے سے باہر نہیں گئی۔ ویسے بھی اُس کا کمرہ ساونڈ پروف تھا۔

"نفرت ہے مجھے سب سے نفرت ہے۔سب کی سب دوغلے ہو۔"

غصّے میں اُس نے واس اُٹھا کر دیوار میں دے مارا۔غصّے سے اُس کا تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔آنکھیں حد سے زیادہ سُرخ ہو چکی تھی۔غصّے اور بے بسی سے وہ اب پورے کمرے کو تحس نحس کر رہا تھا۔

یہ ماضی بھی بڑی عجیب چیز ہے۔کسی کیلئے خوشگوار ہوتا ہے اور کسی کیلئے عذاب ناک۔انسان چاہے کتنا بھی آگے کیوں نا بڑھ جائے۔ماضی کبھی بھی انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔دردناک یادیں انسان کو زندگی کے کسی بھی موڑ پر اُس کے ماضی میں پٹخ دیتی ہیں۔پھر چاہے وہ اُن سے پیچھا چھڑانے کی کتنی ہی کوشش کیوں نا کر لے۔وہ اِن سے پیچھا کبھی بھی نہیں چھڑا سکتا....

www.novelsclubb.com

اگلے ہی دن تیمور خانزادہ زرمین بیگم اور ارمش کے ساتھ دُراب خان کے گھر میں مرحا کے رشتے کیلئے حاضر تھے۔ مرحا اور مریرہ نے اِس موقعہ پر امّاں بی اور عباد کو فیصلے کا حق دیا اور بڑا بنایا۔ جس پر امّاں بی جزباتی ہو گئی تھی۔ ازمیر اور مرحا کے رشتے پر اُنہیں کیا اعتراض ہونا تھا۔ مریرہ بھی اِس رشتے سے خوش تھے۔ اِس موقعہ پر عباد نے بڑے بھائیوں والا رول باخوبی نبھایا۔ مرحا سے بھی اُس نے خود پوچھا تھا۔ اپنے اللہ پر سب کچھ چھوڑتے مرحا نے نم آنکھوں سے رضامندی دے دی تھی۔ تاہم مرحا کی رضامندی سے فوراً ہی رشتہ پکا ہو گیا۔ اور ایک ماہ بعد شادی کی ڈیٹ بھی فکس ہو گئی۔ جس پر ارمش نے ازمیر کو سرپرائز دینے کی نیت سے کچھ نا بتانے کا فیصلہ کیا۔ باقی سب کو بھی اُس نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اِس موقعہ پر دونوں بہنوں کو دُراب خان اور رابیل بیگم بہت یاد آ رہے تھے۔ تیمور خانزادہ نے دونوں

www.novelsclubb.com

کے سر پر ہاتھ رکھا۔ایک دوسرے سے ملتے دونوں ہی رونے لگیں۔باقی سب کی آنکھیں بھی نم ہو گئی۔

"بس بس کیا ہو گیا تم دونوں کو۔ابھی رخصتی تھوڑی ہو رہی ہے۔"

عباد نے ماحول بدلنے کیلئے مزاق کیا۔جس کے اثر میں دونوں ہی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"آپو کہاں تھا اُس دن آپ نے اپنے سُسرال والوں کیلئے ہی کھانا بنایا تھا۔مگر آپ مانی ہی نہیں۔اب دیکھ لیں میری بات صحیح نکلی۔"

مرحا کے گلے لگے وہ شرگوشی میں بولی۔مرحا نے نم آنکھوں سے ہی اُسے گھورا۔

جھٹ پٹ رشتہ طے کرتے ہی شادی کی ڈیٹ فکس کرتے تیمور خانزادہ اپنی فیملی کے ساتھ واپس جا چکے تھے۔عباد بھی سلمیٰ بیگم کے فون آنے پر گھر چلا گیا۔امّاں بی

بھی سونے کیلئے اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔لاؤنج میں اِس وقت صرف مرحا اور مریرہ ہی بیٹھے تھے۔

"آپو آپ خوش ہیں نا؟"

مریرہ نے اُس سے سوال کیا جو نجانے اپنے ہاتھوں میں کیا تلاش رہی تھی۔

"میں نے سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔میں اُس کے ہر فیصلے پر خوش ہوں۔"

وہ مسکرائی۔

"ویسے از میر بھائی آپ کو کیسے لگتے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

اُس نے پھر سے مرحا سے پوچھا۔

ظاہری طور پر تو وہ اچھے ہیں۔کسی بھی لڑکی کیلئے وہ بہترین آئیڈیل ہیں۔باقی" دلوں کا حال اللہ بہتر جانتا ہے۔اگر اُنہیں میری زندگی میں اللہ نے بھیجا ہے تو یقیناً "وہ میرے لیے بہترین ہیں۔

مرحا کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔ مریرہ اُس کو پرسکون دیکھتی خود بھی پرسکون ہو گئی۔

《》》》《》《》《》《》《》《》》《》《》《》《》《》

!!! ماما اور بابا کے نام ایک اور چھوٹا سا خط

www.novelsclubb.com

دیکھیں بابا ماما آپ کی مرحا آپ کی چڑیا کسی اور کے نام کے ساتھ جڑنے والی ہے۔ آپ لوگوں کو میرے اِس دن کا کتنا انتظار تھا۔ مجھے بھی اپنے اِس نئے سفر میں آپ دونوں کا ساتھ چاہیے۔ آپ دونوں کی بے شمار دعائیں چاہیے۔ میں آپ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دونوں کے سائے میں رخصت ہونا چاہتی ہوں۔مجھے اِس وقت آپ دونوں بہت .....یاد آرہے ہو

آنسو تیزی سے صفحہ بھگونے لگے تھے۔مرحا نے فوراڈائری بند کر دی۔وہ اپنے ماں باپ کے نام لکھے ہوئے چھوٹے سے خط پر آنسو نہیں گرنے دینا چاہتی تھی۔وہ اپنی یادوں میں آنسو نہیں لکھنا چاہتی تھی۔وہ آگے نہیں لکھ پا رہی تھی۔ تبھی خاموشی سے ڈائری دراز میں رکھ دی۔

www.novelsclubb.com

وہ بے چینی سے اِدھر سے اُدھر چکر کاٹ رہا تھا۔ سامنے صوفے پر شاہ زمان ترچھا بیٹھا اُکتائی ہوئی نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ جو نجانے کب سے بس چکر پر چکر کاٹ رہا تھا۔

"کیا یار بھائی بس کرو بیٹھ جاؤ۔ آ جائیں گیں وہ لوگ۔ اب تو زمین بھی گھسنے لگی ہے۔"

ازمیر نے شاہ زمان کی بات پر اُسے گھورا۔ پھر تھک کر صوفے کے کنارے پر ٹِک گیا۔

"یار اتنے دیر کیوں لگا رہیں ہیں وہ لوگ؟ اب تک تو رشتے کی بات کر دی ہو گی۔"

اُس کی بے چینی محسوس کرتے شاہ زمان نے مسکراہٹ دبائی۔ اتنا بے چین تو وہ آج سے پہلے کبھی نہیں لگا تھا۔

"ہو سکتا ہے انکار کر دیا ہو اُنہوں نے۔"

وہ ازمیر کو تنگ کرنے کیلئے بولا۔

"اللہ نا کرے۔"

ازمیر دہل کر دل پر ہاتھ رکھ کر بولا۔اُس کے انداز پر شاہ زمان نے بڑی مشکل سے قہقہ ضبط کیا۔

باہر گاڑی کے روکنے کی آواز پر ازمیر تیر کی تیزی سے دروازے کے قریب پہنچا۔سب سے پہلے ارمش اندر آئی اور سنجیدگی سے بِنا ازمیر کی طرف دیکھے وہ دھپ سے شاہ زمان کے ساتھ بیٹھی۔پھر اُس کے پلان پر عمل کرتے تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم اندر آئے اور وہ دونوں بھی خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئے۔ازمیر بے چینی سے تینوں کی طرف دیکھ رہا تھا مگر اُنہیں خاموش دیکھ کر خود ہی بولا۔

"بابا کیا ہوا؟؟؟"

ازمیر کے ہر انداز سے بیقراری جھلک رہی تھی۔

"سوری بیٹا میں تمہارا کام مکمل نہیں کر سکا۔"

تیمور خانزادہ کی بات پر ازمیر ایسے ہوا جیسا گویا پتھر ہو۔اُس کی آنکھیں ضبط سے سُرخ ہو رہی تھی۔بِنا کچھ کہے وہ باہر کی طرف جانے لگا جب تیمور خانزادہ کی آواز نے اُس کے قدم جکڑے۔

"لیکن میں اپنا کام کر آیا ہوں۔تیار ہو جاؤ ایک ماہ بعد تمہاری شادی ہے۔"

وہ ایک جھٹکے سے اُن کی طرف مڑا۔

اب میرے بیٹے کی دعاؤں نے رنگ لانا تو تھا۔انشاءاللہ پورے ایک ماہ بعد مرحا"

"ہمارے گھر ہو گی۔

زرمین بیگم مسکرا کر بولی۔اُن کی بات سنتے ازمیر تیزی سے باہر بھاگا۔

"اِسے کیا ہوا ہے؟"

وہ پریشانی سے بولی۔جبکہ تیمور خانزادہ نے اُنہیں تسلی دی۔

www.novelsclubb.com

میں اچھے سے جانتا ہوں وہ کہاں گیا ہو گا۔ فکر نہیں کرو تھوڑی دیر میں لوٹ آئے"
"گا۔

اُن کی بات پر زرمین بیگم کچھ پُر سکون ہوئی۔

سجدے میں گرا وہ اپنے رب کا شکریہ ادا کر رہا تھا جس نے اُس کی خواہش کو حقیقت بنایا تھا۔ آنسو لڑی کی صورت میں اُس کی آنکھوں سے گر رہے تھے۔ لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔ شکرانے کے نفل ادا کرتے ازمیر نے سلام پھیرا۔ اُس کے چہرے کی چمک مزید بڑھ گئی تھی۔ دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے تو لبوں سے کوئی لفظ ہی نا ادا ہوا۔ بس بِنا آواز پیدا کیے شکر نکلا۔ آنسو اب بھی اُس کی انکھوں سے

نکل رہے تھے۔ مگر ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ تھی۔ دونوں ہاتھ منہ پر پھیرتا وہ کھڑا ہوا۔ مسجد کے امام جو کب سے ازمیر کو نفل پڑھتے اور سجدے میں گرا دیکھ رہے تھے اُس کے دعا مانگنے کے بعد اُس کے قریب آئے۔

"کیا بات ہے بیٹا ماشاءاللہ بہت خوش لگ رہے ہو؟"

"جی بس سمجھ لیں بہت آج مجھے خوبصورت خزانہ مل گیا ہے۔ بس دعا کریں جلد اپنی منزل بھی مل جائے۔"

"وہ جو اوپر بیٹھا رب ہے نا۔ وہ سب دیکھ رہا ہے۔ اُس سے مانگو گے وہ عطا کرے گا۔ جو ملا ہے اُس پر شکر کرو گے وہ خوش ہو کر تمہیں اور نوازے گا۔ رب کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔"

"بے شک بہت شکریہ امام صاحب۔ میں اب چلتا ہوں۔"

ازمیر آنکھیں صاف کرتا اُن سے ہاتھ ملاتا باہر نکلا۔

»«

دوسری طرف وہ بھی سجدے میں تھی۔اپنا ہر فیصلہ اللہ کے سپرد کر کے وہ پر سکون تھی۔"کیونکہ جو لوگ اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑتے ہیں وہ کبھی مایوس نہیں ہوتے۔"

دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتے اُس کے ہاتھ کپکپائے تھے۔

یا اللہ میں بہت گناہگار ہوں۔ مگر پھر بھی میں آپ کے در پر اپنی جھولی پھیلا کر آئی ہوں۔ازمیر سے رشتہ اگر آپ کے حکم سے ہوا ہے تو اِس پاک رشتے میں برکت ڈالیے گا۔میرے دل میں آپ نے ازمیر کی محبت ڈالی ہے۔تو مجھے اِس محبت کو نبھانے کی ہمت بھی دیجیے گا۔"

www.novelsclubb.com

مرحا چہرہ پر ہاتھ پھرتی اُٹھی۔اپنے آنسو پونچھتے وہ جائے نماز طے لگانے لگی۔دوپٹہ نماز کی طرح اب بھی اُس کے چہرے کے گرد تھا۔صاف شفاف چہرہ کسی بھی آرائش سے پاک تھا۔وہ اپنے نام کی طرح اللہ کا نور ہی تو تھی۔جب تک اپنی ہر بات وہ اللہ سے نہیں کہتی تھی اُسے سکون نہیں آتا تھا۔یہ عادت اُس نے رابیل بیگم سے اپنائی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اُس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔جبکہ وہ بھاگتی ہوئی بار بار اُس سے دور ہو رہی تھی۔چاروں طرف پھول ہی پھول تھے۔

"رُک بھی جاؤ فری۔اب میں تھک گیا ہوں۔اِدھر آؤ میرے پاس۔"

وہ پھولی ہوئی سانسوں سے بولا۔

"ہاہاہاہا تمہیں لگتا میں تمہارے پاس آنا چاہتی ہوں۔"

فریحہ فاصلے پر کھڑی استہزیہ انداز میں بولی۔ شاہ زمان نے بے بسی سے اُسے دیکھا۔

"جانتی ہو نا کتنی محبت کرتا ہوں تم سے پھر کیوں دور جا رہی ہو مجھ سے؟"

"مگر میں تو تم سے بہت دور جا چکی ہوں بہت دور۔"

ایک دم منظر بدلا جہاں چاروں طرف پھول تھے اب وہاں چاروں طرف کھنڈر ہی کھنڈر تھے۔ شاہ زمان نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تم صرف نفرت کے ہی قابل ہو۔"

زہر لود لہجے میں وہ بولی۔ وہ سُن کھڑا اُسے دیکھنے لگا۔ کہ اچانک وہ غائب ہو گئی۔

"نہیں فریحہ ایسا مت کہو پلیز۔ واپس آؤ۔"

شاہ زمان اُسے ڈھونڈنے کیلئے بھاگا۔ مگر اچانک اُسے کسی کی سسکیوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ رُکا اور آواز کے تعاقب میں نظریں گُھمائی۔ ایک طرف کونے پر اُسے سُرخ آنچل دیکھا۔ مگر اُس لڑکی کی شاہ زمان کی طرف پیٹھ تھی۔

"اللہ پاک میں تھک گئی ہوں۔ پلیز مجھے مزید امتحان میں مت ڈالیں۔ میرا مسیحا بھیج دیں۔"

وہ جو کوئی بھی تھی اللہ سے شکوے کر رہی تھی۔ شاہ زمان اُس کی بلکل پیچھے جا کر کھڑا ہوا۔ وہ لڑکی ایک دم مڑی۔ اور اُس لڑکی کو دیکھتے شاہ زمان شاکڈ ہوا۔

"...تم"

www.novelsclubb.com

شاہ زمان کی آواز پر مریرہ نے پلکیں جھپکائی۔

"آپ میرا مسیحا ہیں۔ آپ کو اللہ نے میرے لیے بھیجا ہے۔"

اُس کا چہرہ کسی بھی آرائش سے پاک تھا۔آنسو اُس کی آنکھوں سے موتی کی صورت میں گر رہے تھے۔مگر شاہ زمان کو دیکھتی وہ مسکرا کر ہی تھی۔

ایک جھٹکے سے اُس کی آنکھ کُھلی۔پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔گہری گہری سانسیں لیتے شاہ زمان نے آس پاس ٹٹولا۔سائیڈ لیمپ آن کرتے وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"آپ میرا مسیحا ہیں۔آپ کو اللہ نے میرے لیے بھیجا ہے۔"

کسی نے اچانک اُس کے قریب سرگوشی کی۔شاہ زمان نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔وہ اب بھی خواب کے زیرِ اثر تھا۔

"نہیں میں کسی کا مسیحا نہیں ہوں۔میں صرف نفرت کے قابل ہوں۔"

www.novelsclubb.com

خود سے بڑبڑاتا وہ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔ایک نظر گھڑی پر دیکھا جہاں گھڑی تین کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔اب اُسے باقی کی رات جاگ کر گزارنی تھی۔

»«

آج اُن کی میٹینگ حیدر علی کے ساتھ تھی۔مرحا اور مریرہ وقت سے پہلے ہی آفس پہنچ چکی تھیں۔اُنھوں نے ازمیر سے لون لینے کی بجائے اپنے کچھ شیئرز اے۔ایس گروپ آف انڈسٹری کو بیچ دیے تھے۔جس کے باعث اُن کے بزنس میں کچھ بہتری آئی تھی اور اب وہ ازمیر کے ساتھ ہی کام کر رہیں تھیں۔وہ دونوں میٹنگ روم کی طرف بڑھی جب سامنے سے ازمیر اور شاہ زمان آتے ہوئے دیکھائی

دیے۔شاہ زمان کو دیکھتے مریرہ کو اپنا حلق تک کڑوا ہوتا محسوس ہوا۔پتہ نہیں کیا تھا جو اُسے شاہ زمان سے عجیب سی چڑ ہونے لگی تھی۔

"ہیلو بیوٹیفل لیڈیز۔"

ازمیر چہک کر بولا آخر چہکتا بھی کیوں نا سامنے اُس کی ہونے والی بیوی اُس کی محبت کھڑی تھی۔

"وی آر ناٹ لیڈیز بھائی وی آر گرلز۔"

مریرہ نے تصحیح کی۔ازمیر نے ہونٹوں کو گول (اوکے) کے انداز میں سکیڑے۔شاہ زمان مریرہ پر نظریں جمائے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔یا شاید وہ ابھی بھی رات والے خواب کے زیرِ اثر تھا۔مریرہ نے اُسے خود کو دیکھتا پا کر گھورا۔اُس کے گھورنے پر وہ چونکا۔اور فوراً نظروں کا زاویہ بدلا۔

"ہیلو مسٹر علی۔"

مریرہ بولی۔وہ بلیک پینٹ کوٹ پہنے آنکھوں پر گلاسز لگائے اُن کے پاس آیا۔

"..... ہیلو مس"

"مریرہ آئی ایم مریرہ خان اینڈ شی اِز مائے سسٹر مرحا خان۔وِی آر دا آونر آف خان برینڈز۔ہی از از میر خانزادہ اینڈ ہی از شاہ زمان خانزادہ۔دے آر دی سن آف تیمور خانزادہ فروم اے۔ایس گروپ آف انڈسٹریز۔دی آر السو آور بزنس پاڑنرز۔"

مریرہ نے ایک ہی سانس میں سب بولا۔جس پر سامنے والے کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"نائس ٹو میٹ یو مس مریرہ خان۔آئی ایم حیدر علی فروم علی انٹرپرائزز۔"

علی نے مسافت کیلئے ہاتھ مریرہ کے آگے کیا۔شاہ زمان نے مریرہ کو دیکھا جو اُس کا بڑھا ہوا ہاتھ دیکھ کر ہچکچا رہی تھی۔شاہ زمان نے فوراً علی کا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما۔

"نائس ٹو میٹ یو ٹو مسٹر علی ہمارے گھر کی لیڈیز ہاتھ نہیں ملاتی۔"

بے تاثر چہرے میں کہتا وہ سامنے والے کو بہت کچھ باور کرا چکا تھا۔ مریرہ نے تشکر بھری نظروں سے اُسے دیکھا۔

"میرا خیال ہے میٹنگ سٹارٹ کر لیں۔"

ازمیر کہتا ہوا میٹنگ روم میں داخل ہوا۔ اُس کے پیچھے ثبات میں سر ہلاتی مر حا اندر گئی۔ اسد نے سلگتی نگاہوں سے شاہ زمان کو دیکھا اور اندر بڑھ گیا۔

"تھینک یو۔"

آہستہ سے بِنا اُسے دیکھے مریرہ کہتے ہی اندر بڑھ گئی۔ شاہ زمان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی مگر دوبارہ نارمل ہوتا وہ بھی اندر بڑھا۔

‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››

آنکھوں پر گلاسز لگائے وہ مال سے نکلی تھی۔ سارے بیگ ڈرائیور کو پکڑا کر وہ ابھی گاڑی میں بیٹھنے ہی لگی تھی کہ کوئی تیزی سے اُس کا پرس چھین کر بھاگا۔

"رُکو..... کوئی ہے؟..... پلیز ہیلپ می۔"

سب کچھ وہی چھوڑتی ارمش اُس چور کے پیچھے بھاگی۔ اُس کا ڈرائیور بھی اپنی چھوٹی بی بی کو ایسے بھاگتا دیکھ کر فوراً سامان رکھتا اُس کے پیچھے بھاگا۔

"اوئے رک جاہل انسان۔ میرا بیگ واپس کر۔"

بھاگتے بھاگتے وہ پارکنگ ایریا میں آ چکے تھے۔ وہ آدمی جس نے ارمش کا پرس پکڑا تھا اُس نے اپنی جیب سے چاقو نکالا۔ ڈرائیور نے اُس آدمی کو تقریباً پکڑ لیا تھا۔ مگر اُس آدمی نے چاقو زور سے ڈرائیور کے بازو پر مارا۔ یہ سنسان جگہ تھی۔ ارمش نے ڈر کر زوردار چیخ ماری۔ جبکہ ڈرائیور درد سے بے حال ہوتا زمین پر گر چکا تھا۔

عباد کسی کیس کے سلسلے میں مال آیا تھا۔ پارکنگ میں اپنی گاڑی نکالتے ہوئے وہ چیخ کی آواز سن چکا تھا۔ فوراً آواز کا تعاقب کرتا وہ ارمش تک پہنچا۔ وہ آدمی اب چاقو لیے ارمش کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن ارمش کی پھٹی ہوئی نظریں ڈرائیور پر تھی جس کا بازو خون میں رنگ چکا تھا۔ عباد جلدی سے اُس آدمی کی طرف بڑھا۔ اور ایک زوردار پنچ اُس کے منہ پر مارا۔ پولیس کو سامنے دیکھ اُس آدمی نے بھاگنے کی کوشش کی جسے ناکام بناتے ہوئے عباد نے اُسے خوب پیٹا۔ اپنے ساتھ موجود دوسرے کارندوں کے حوالے اُس آدمی کو کرتے ہوئے وہ ڈرائیور کو بھی ہاسپٹل پہچانے کا انتظام کر چکا تھا۔ اُن سب کے جانے کے بعد وہ ارمش کی طرف بڑھا جو خوفزدہ نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم ٹھیک ہو۔"

ارمش نے بامشکل ثبات میں سر ہلایا۔

"چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔ آئندہ اکیلی مت نکلنا۔"

عباد کہہ کر آگے بڑھا مگر اُسے ساتھ نا پا کر مڑا۔جو ابھی بھی اپنی جگہ پر جمی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"ممیرا بیگ۔"

عباد کے مڑنے پر وہ منہ بنا کر بولی۔عباد نے ایک نظر پیچھے گرے بیگ جو دیکھا پھر جا کر وہ بیگ اُٹھایا اور ارمش کو پکڑایا۔

ایسا کون سا خزانہ بھرا ہے اِس بیگ میں جس کے پیچھے تم ایک چور کے پیچھے بھاگی"

"اور اپنے ڈرائیور کو بھی زخمی کروا دیا۔

ساتھ چلتے وہ معمولی انداز میں بولا۔

وہ اِس میں میری چاکلیٹ تھی۔مال میں اِن چاکلیٹس کا سٹاک ختم ہو گیا تھا تو یہ"

"میرے پاس آخری تھی۔

اُس کے کہنے پر عباد ایک جھٹکے سے رُکا۔

"تم نے ایک چاکلیٹ کیلئے اتنا خطرہ مول لیا؟"

وہ بے یقینی سے بولا۔ارمش نے معصومیت سے ثبات میں سر ہلایا۔عباد کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

"تم پاگل ہو کیا؟؟؟"

وہ ابھی بھی بے یقین تھا۔اُس کی بات پر ارمش کو تپ چڑھی۔

"اوہ ہیلو مسٹر پولیس والے زیادہ پرسنل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ ایک چاکلیٹ میرے لیے بہت قیمتی تھی۔مال والوں نے کہا ہے دو دن بعد نیو سٹاک آئے گا چاکلیٹ کا تو میں دو دن کیسے رہتی اپنی پیاری چاکلیٹ کے بغیر۔اور تم نے مجھے بچا کر زیادہ احسان نہیں کیا۔ڈیوٹی ہے یہ تمہاری۔تھوڑا عوام کی مدد کر لو گے تو گِھس نہیں جاؤ گے۔آئے بڑے ہنہہ۔ارمش خانزادی کو ہلکا نہیں لینا سمجھے۔"

غصّے سے وہ بولتی تیز تیز قدم اُٹھاتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔عباد منہ کھولے اُسے دیکھ رہا تھا جو اُسے نان سٹاپ سنا کر گئی تھی وہ بھی صرف ایک چاکلیٹ کیلئے۔

"چلو بھی مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔"

گاڑی کی بیک سیٹ سے سر نکال کر وہ عباد سے مخاطب ہوئی۔

"نوکر نہیں ہوں میں تمہارا جو ایسے حکم دے رہی ہو۔"

عباد بیک سیٹ کے قریب پہنچ کر بولا۔

"نوکر نہیں ہو تبھی ایسے کہہ رہی ہوں نوکر ہوتے تو شاید ایسے نا بولتی۔"

وہ سکون سے بولی۔جبکہ عباد گہری سانس لیتا فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔

"آگے آکر بیٹھو۔"

وہ چبا کر بولا۔

www.novelsclubb.com

میں اجنبیوں کے ساتھ آگے نہیں بیٹھتی۔اور تم پر تو مجھے بھروسہ بھی نہیں ہے"

"مسٹر پولیس والے۔

ارمش کی بات پر اُس نے کچھ سنانے کا سوچا مگر زبان دانتوں کے بیچ میں دبا کر خود کو روک دیا۔اور چپ چاپ گاڑی سٹارٹ کی۔ارمش کو اُس کے گھر ڈراپ کرتا گاڑی وہیں کھڑی کر کے وہ رکشے پر پولیس سٹیشن گیا۔

چل بیٹا عباد مدد کرنا تجھے ہی مہنگا پڑ گیا ہے۔وہ بھی ایک عجیب لڑکی کی مدد جو الٹا"

"مجھے اکڑ کر دیکھا رہی تھی۔

رکشے میں بیٹھا وہ خود سے بڑبڑایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ علی کچھ عجیب نہیں لگا۔"

وہ اور مریرہ میٹنگ ختم ہونے کے بعد حیدر علی کو باہر تک چھوڑنے آئے تھے۔

"آپ کو تو سب ہی عجیب لگتے ہیں۔"

مریرہ نے سر جھٹکتے بولا۔

"رات کو میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔"

اُس کی بات نظر انداز کرتا شاہ زمان بولا۔

اب یہ نا کہنا خواب میں مجھے دیکھا تھا۔اور میں آپ سے اظہارِ محبت کر رہی "تھی۔

www.novelsclubb.com

مریرہ نے اُس کی بات کا مزاق اُڑایا۔ مگر اپنی بات پر غور کرتی زبان دانتوں تلے دبائی۔ شاہ زمان نے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ روکی۔

"نہیں بس ایسے ہی عجیب خواب تھا۔ مگر اتنا بھی عجیب نہیں تھا۔"

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے اندر جا رہے تھے۔

"چلو جی آپ کیلئے ہر چیز ہی عجیب عجیب ہے۔"

مریرہ منہ بنا کر بولی۔

"مگر تم سے عجیب کچھ نہیں ہے تمبو والی ماسی۔"

شاہ زمان نے اُس کے حجاب کو نشانہ بنایا۔

"میرے حجاب کو کچھ مت بولیے گا۔"

مریرہ نے سنجیدگی سے اُسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ویسے تم حجاب کیوں لیتی ہو مطلب آج کے زمانے میں؟"

"کیونکہ حجاب میرے اللہ کو پسند ہے۔اور عورت کی خوبصورتی اُس کے حجاب سے ہی ہوتی ہے۔"

شاہ زمان کو اُس کی بات نے ماضی میں دھکیلا۔

فری کتنی بار بولا ہے باہر جاتے ہوئے کم از کم دوپٹہ لے لیا کرو۔ایسے ناجایا کرو"

"مجھے نہیں پسند۔

"میں اب تمہاری پسند پر چلو گی کیا؟اور یہ تمبو مجھ سے نہیں لیا جاتا۔"

فریحہ نے دوپٹے کو دیکھ کر نخوت سے سر جھٹکا۔

"سمجھ گئے مسٹر۔"

www.novelsclubb.com

مریرہ کے آواز دینے پر وہ سوچوں سے باہر آیا۔شاہ زمان کی آنکھوں کا رنگ بدلا۔چہرہ ایک دم بے تاثر ہو گیا جبکہ آنکھوں میں سرد پن اُتر آیا۔اُس کی طرف مڑتا وہ سرد لہجے میں بولا۔

تم سب ایک جیسی ہوتی ہو گھٹیا اور دو نمبر کی۔پیسے کیلئے کسی حد تک بھی جا سکتی ہو"

"تم سب۔اِس لیے مجھے بیوقوف مت بنانا۔

شاہ زمان تیز تیز قدم اُٹھاتا باہر چلا گیا۔جبکہ مریرہ اُس کی حرکت پر ہکا بکا رہ گئی۔

"عجیب پاگل انسان ہے۔میں اب کبھی اِس سے بات نہیں کروں گی۔"

خود سے کہتی وہ اندر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"شکریہ مرحا مجھے اپنی زندگی میں جگہ دینے کیلئے۔"

ازمیر نے اُس کی طرف دیکھا جو ٹیبل سے فائل جمع کر رہی تھی۔

میں بڑے بڑے دعوے تو نہیں کروں گا مگر اتنا ضرور کہوں گا زندگی کے ہر موڑ"

"پر آپ مجھے اپنا ہمقدم پائیں گیں۔

اُس کے جواب نا دینے پر وہ دوبارہ بولا۔

اگر آپ ہمیشہ ہر موڑ پر میرے ہمقدم رہیں گیں تو آپ مجھے بھی ہمیشہ مخلص اور"

"وفادار پائیں گیں۔ جزاک اللہ آپ کا۔

مرحا کہتی ہوئی باہر چلی گئی۔اُس کے جانے کے بعد ازمیر کھل کر مسکرایا۔

"کیا بات ہے بھئی بڑا مسکرایا جا رہا ہے؟"

مریرہ جو ابھی اندر آئی تھی ازمیر کو مسکراتا دیکھ کر بولی۔

"الحمدللہ بس دیکھ لو۔"

"کہیں میری آپو نے لفٹ تو نہیں کروائی جو ایسے مسکرا رہے ہیں؟؟؟"

مریرہ نے مشکوک نظروں سے اُسے دیکھا۔اُس کی بات پر ازمیر نے قہقہ لگایا۔

واہ گڑیا تمہیں تو سب معلوم ہوتا ہے۔ ویسے ابھی صرف نو لفٹ کا بورڈ ہٹایا ہے"

"تمہاری آپو نے۔ لفٹ کروانا باقی ہے یار۔

ازمیر بے چارگی سے بولا۔

"صبر کریں صبر.... صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے بچے۔"

ازمیر نے اُس کی بات پر سر کو خم دیا۔ پھر دونوں ہنسنے لگے۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان ٹیرس پر کھڑا پھر سے سگریٹ نوشی میں مصروف تھا۔ یہ زندگی اُس کیلئے ہی اتنے عجیب کیوں تھی۔ اپنے صبح والے رویے کو یاد کرتے وہ شرمندہ ہو رہا

تھا۔ کیا ضرورت تھی مریرہ سے ایسے بات کرنے کی۔ اُس بیچاری نے تو بس اپنی بات کہی تھی اور بدلے میں اُسے کتنا کچھ سننے کو مل گیا۔ اب وہ معافی بھی کیسے مانگے آخر اپنی انّا کا بھرم بھی تو قائم رکھنا تھا۔

"یہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

اپنے آپ سے سوال کرتے اُس نے آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھائی۔

"اب کیا ہو گیا؟"

پیچھے سے آتے ازمیر نے بولا۔ شاہ زمان نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اُسے دیکھا پھر فوراً ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو نیچے پھینک کر بوٹ کی نوک سے مسلا۔ کیونکہ ازمیر کو سگریٹ سے سخت چڑ تھی۔

"تم باز نہیں آو گے نا؟ کیوں کرتے ہو تم اپنے ساتھ ایسا؟"

"کیا کروں بھائی عادت ہو گئی ہے۔"

عادت بدلنے کیلئے ہی ہوتی ہیں۔کب تک تم فریحہ کو یاد کرتے اِسے حال میں رہو" "گے ؟وہ جا چکی ہے زمان۔تم سب بھول کر اب آگے بڑھو۔

فریحہ کے نام پر شاہ زمان کی آنکھیں سُرخ ہوئی۔

میں اُسے بھول چکا ہوں۔اور آگے بھی بڑھ چکا ہوں۔میری زندگی میں اب اُس" "کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

کہاں بڑھے ہو تم آگے ؟سارا دن تم اُس کی یادوں میں مجنوں بنے پھرتے ہو۔ہر" کسی سے جھگڑتے رہتے ہیں۔غصّے میں ماما اور بابا کی بھی نہیں سنتے۔ارمش کو آج کل فُل اگنور کر رہے ہو۔سگریٹ پر سگریٹ پی کر اپنی صحت برباد کر رہے

"ہو۔ایسے آگے بڑھے ہو؟

"تو اور میں کیا کروں بھائی؟"

ایسے نہیں ہوتا زمان۔مجھے یہاں ڈیڈ نے بھیجا ہے تم سے بات کرنے کیلئے۔اور" مجھے بھی اُن کی بات کافی حد تک ٹھیک لگی ہے۔ تمہیں بھی اُن کی بات مان لینی "چاہیے۔

ازمیر نے رُک کر اُس کی طرف دیکھا۔

"پوری بات بولیں بھائی۔"

" باباچاہتے ہیں کہ تم شادی کر لو۔"

ایک ہی سانس میں بول کر وہ اب شاہ زمان کے تاثرات جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔جو ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھے۔

"اِس سب سے کیا ہو گا؟"

شاہ زمان کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

www.novelsclubb.com

دیکھو زمان شادی کے بعد تمہاری لائف سیٹ ہو جائے گی۔ تم خوش رہو"
گے۔ کوئی ہو گا جو تم سے محبت کرے گا تمہارا خیال رکھے گا۔اور ڈاکٹر کا بھی یہی
مشورہ ہے۔ تو بابا نے یہی فیصلہ کیا ہے میری اور تمہاری شادی ایک ہی دن ہو
"جائے۔ تم کیا کہتے ہو؟

جب سارے فیصلے کر لیے ہیں تو مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ بس اتنا بتا"
"دیں کون ہے وہ جس کی زندگی آپ لوگ برباد کرنے والے ہیں؟

اُس کا چہرہ ابھی بھی سپاٹ تھا۔

"مریرہ خان۔"

ازمیر کی بات پر شاہ زمان نے ایک جھٹکے سے اُس کی طرف دیکھا۔ مریرہ اور اُس کی شادی کیسے ہو سکتی ہے؟ مریرہ تو ایک پاک لڑکی تھی اور وہ... وہ تو صرف نفرت کے قابل تھا۔ سُرخ نگاہوں سے ازمیر کو دیکھتا بِنا کچھ کہے وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا باہر

www.novelsclubb.com

کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے ازمیر نے اُسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ گاڑی کی چابی اُٹھاتا چلا گیا۔

››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›

مریرہ اور مرحابرات کا ڈریس لینے مال آئیں تھیں۔ مریرہ اُسے اتنے سارے ڈریسز دیکھا چکی تھی مگر مرحا کو ایک بھی پسند نہیں آرہا تھا۔ کیونکہ جو بھی اُسے پسند آتا یا تو وہ آستینوں کے بغیر ہوتا یا اُس کا دوپٹہ نیٹ کا ہوتا۔ جبکہ مرحا کو پوری آستینوں والا ایک ایسا جوڑا چاہیے تھا جس سے وہ اپنا حجاب کیری کر سکے۔

آپو یہ والا ڈن کریں۔ دیکھیں اِس کے بازو بھی فُل ہے اور دوپٹہ بھی نیٹ کا نہیں" ہے۔ بہت خوبصورت لگے گا یہ آپ پر۔"

مریرہ نے مرحا کی توجہ ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے اور چولی پر کروائی۔ ریڈ چولی پر گولڈن کلر کا ہلکا سا کام تھا جبکہ اُس کے لہنگے پر کافی زیادہ کام تھا۔ مرحا کو وہ ڈریس پہلی نظر میں ہی پسند آگئی۔ تبھی اُس نے دکاندار کو پیک کرنے کا کہا۔ جس پر مریرہ نے شکر کا سانس لیا۔ ورنہ ابھی اُنہیں اور گھومنا پڑتا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

آئیندہ میری توبہ جو آپ کے ساتھ شاپنگ پر گئی۔ یارا اتنی مشکل سے آپ کو" "چیزیں پسند آتی ہیں۔

گھر کے قریب پہنچ کر اُنہوں نے رکشہ رکوایا۔ رکشے والے کو پیسے پکڑا کر وہ فوراً ہی مرحا کی طرف مڑی۔

مریرہ گھر چل کر باتیں کیا کرو۔راستے میں ہی شروع نا ہو جایا کرو۔اچھی بات"
"نہیں ہوتی یہ۔

مرحانے اُسے گھورا۔جس پر وہ منہ بنا کر چلنے لگی۔

لو جی اب کس عاشق کے ساتھ سیر سپاٹے کر کے آرہے ہو تم دونوں؟دیکھوں"
لڑکیوں یہ شریف علاقہ ہے۔تم دونوں آوارہ لڑکیاں اِس علاقے کی باقی لڑکیوں کو
"بھی بگاڑ رہی ہو۔یہ طور طریقے یہاں نہیں چلیں گیں۔

سامنے والے گھر سے کوئی عورت نکل کر بولی۔مرحانے مریرہ کو ٹھنڈا رہنے کا
اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

دیکھیں آنٹی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ہم بس شاپنگ کرنے گئے تھے۔آپ ایسے"
"ہم پر الزام نہیں لگا سکتی۔

مریرہ کو چپ کراتی مرحا خود آگے آئی۔ سارے لوگ ہی آس پاس سے نکل کر جمع ہونے لگے تھے۔

"ہاں ہاں غلط تو ہم سمجھتے ہیں نا تم لوگ تو بہت پاکباز ہو نا۔ ماں باپ کا کفن بھی ابھی میلا نہیں ہوا ہو گا اور تم دونوں کی حرکتیں سب کے سامنے تھیں۔ اب تو نجانے کیا گل کھیلا رہی ہو تم دونوں۔"

"ارے ایسی لڑکیوں کا کوئی دین ایمان نہیں ہوتا۔ جو امیر کبیر لڑکا نظر آیا چل پڑتی ہیں اُس کے ساتھ۔ اب تو ماں باپ بھی نہیں تو کُھلی آزادی ملی ہوئی ہیں اِنہیں۔ اللہ معاف کرے تم جیسی بیغیرت لڑکیوں کو۔ جنہیں مرے ہوئے ماں باپ کا بھی خیال نہیں ہوتا۔"

اُن میں سے ایک عورت کانوں کو ہاتھ لگا کر بولی۔ سلمیٰ بیگم بھی اپنے گھر سے نکل کر دونوں کو دیکھ رہی تھی مگر وہ بھی اُن کی حمایت میں کچھ نا بولی۔

بس آنٹی ایک لفظ اور مت کہیے گا۔ہم دونوں آپ لوگوں کا لحاظ کرتیں ہیں اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ لوگ ہمارے کردار کو نشانہ بنائیں۔ہم کتنی پاک دامن ہیں اِس بات کا گواہ ہمارا اللہ ہے۔آپ لوگوں کو کسی کو جج کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

مریرہ اونچی آواز میں بولی۔

"مریرہ بس کرو چلو گھر۔"

مرحا اپنے آنسو ضبط کرتی اُسے روکنے لگی۔

نہیں آپو آج بات کرنے دیں مجھے۔کون سی آوارہ گردی دیکھ لی ہے آپ لوگوں نے ہماری۔اپنے گھر میں رہتی ہیں ہم۔اپنے باپ کا آفس چلاتی ہیں۔آپ جیسے لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم زندہ ہیں۔ایک روپے بھی آپ لوگوں سے نہیں مانگتے۔اپنا کھاتے ہیں۔بھیک نہیں مانگتے۔دوسروں کے محتاج نہیں ہیں ہم۔اِسی بات کی وجہ سے آوارہ ہیں ہم۔اگر یہی آوارہ گردی ہے تو آپ کی بیٹیاں جو کرتی

ہیں وہ کیا ہے؟ عالیہ آنٹی آج آپ کی بیٹی کسی لڑکے کے ساتھ مال میں گھوم رہی تھی۔ کیا وہ لڑکا اُس کا بھائی تھا، باپ تھا یا شوہر؟ اب جائیں پوچھیں اپنی بیٹی سے کون تھا وہ جس کا ہاتھ پکڑ کر وہ پورے مال میں دندناتی پھر رہی تھی؟ پہلے اپنے گھر کی "بیٹیوں پر نظر رکھیں پھر اِدھر آ کر ہم سے سوال جواب کیجیے گا۔ چلیں آپو۔

مرحا کا ہاتھ پکڑتی وہ اندر چلی گئی۔ جبکہ عالیہ نامی خاتون جو دونوں کو آوارہ کہہ رہی تھی اب سب سے نظریں چڑاتی اپنی گھر میں گھس گئی۔ آہستہ آہستہ سب ہی وہاں سے غائب ہو گئے۔ سلمیٰ بیگم اپنے گھر جانے کی بجائے کچھ سوچتے ہوئے مرحا اور مریہ کے گھر کی طرف بڑھیں۔

www.novelsclubb.com

آپو یہی آپ کے رونے کی وجہ سے اِن لوگوں کی انگلیاں زیادہ اُٹھنے لگی ہیں۔ بہادر" "بنے ورنہ یہ لوگ جینے نہیں دیتے۔

گھر آتے ہی وہ مرحا کے سر ہوئی۔ جو آنسو بہا رہی تھی۔ امّاں بی بھی سارا تماشہ دیکھ چکی تھی۔ اب وہ بھی مرحا کو حوصلہ دے رہی تھیں۔

"مریرہ ہم تو کسی کو کچھ نہیں کہتے پھر یہ لوگ ہمیں بد کردار کیوں کہتے ہیں؟"

مرحا ہچکی لیتے بولی۔

"کیونکہ وہ دوسروں کو اپنے سے آگے بڑھتا نہیں دیکھ سکتے آپو۔وہ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہم لڑکیاں ہو کر اپنے پیڑوں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔اُن کی بیٹیوں کی طرح گھر میں بیٹھی مفت کی روٹیاں نہیں توڑ رہی۔ہمیں جینا ہے اِنہی لوگوں کی باتیں سُن کر۔کیونکہ ہم اکیلے رہتے ہیں اور آج کے معاشرے میں اکیلی لڑکی لوگوں کی نظر میں بد کردار ہوتی ہے۔مگر ہمیں اپنا کردار آئینے کی طرح شفاف رکھ کر اِن لوگوں کے الزامات اِنہی کے منہ پر مارنے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

مرحا کے دونوں ہاتھ پکڑ کر وہ اُسے سمجھا رہی تھی۔وقت انسان کو اپنی عمر سے زیادہ تجربہ دے ہی دیتا ہے۔یہ بات آج مریرہ کی باتوں نے ثابت کر دی تھی۔

"مگر تم ایسے سب سے لڑنے نا لگ جایا کرو مریرہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

بات جب اپنی عزت پر آئے تو گونگوں کو بھی بولنا پڑتا ہے۔ ورنہ یہ دنیا جینے کے سارے حقوق چھین لیتی ہے۔"

مرحا کے آنسو صاف کرتے اُس کے خود کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔ سلمیٰ بیگم کے گھر میں داخل ہونے پر وہ مرحا کا ہاتھ چھوڑتی کھڑی ہوئی۔ اور اُن کی طرف مڑی۔

"کوئی کسر رہ گئی ہے تو آپ بھی پوری کر لیں۔"

مریرہ اُن کے سامنے آئی۔ سلمیٰ بیگم نے اِک نظر اُسے دیکھا پھر مرحا کو دیکھا۔ پھر جا کر مرحا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

مجھے معاف کر دو بچوں میں بس دوسروں کی باتوں میں آگئی تھی۔ مگر اب مجھے احساس ہو گیا ہے۔ میں نے بہت بُرا سلوک کیا تم لوگوں کے ساتھ۔ مجھے تو اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔"

اُن کی بات پر مرحا اور مریرہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مائیں معافیاں مانگتے نہیں دعائیں دیتی اچھی لگتی ہیں۔"

مرحا نے مسکراتے ہوئے اُن کے کندھے پر سر ٹِکایا۔اور اشارے سے مریرہ کو پاس آنے کا کہا۔مریرہ بھی آنکھیں صاف کرتی مسکراتی ہوئی دوسری طرف سے اُن کے کندھے پر سر ٹِکا چکی تھی۔

"شکریہ بچوں۔اب سے تمہاری ماں تمہارے ساتھ ہے۔تم لوگ اکیلے نہیں ہو۔"

اُنہوں نے دونوں کو گلے لگایا۔امّاں بی سمیت وہ چاروں نم آنکھوں سے مسکرائے۔آخر اُنہیں آج اپنی غلطی کا احساس ہو ہی گیا تھا۔اور احساس تو جتنے جلدی ہو اتنا ہی زیادہ اچھا ہوتا ہے۔

وہ سڑک کے کنارے گاڑی روکے آج کے واقعہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ازمیر کی بات سننے کے بعد وہ مریرہ سے بات کرنے اُس کے گھر گیا تھا۔گاڑی گھر سے تھوڑا دور پارک کرتے وہ پیدل ہی چلنے لگا۔گھر کے قریب پہنچ کر وہ رُکا۔اُن کے گھر کے قریب عورتوں کو مرحا اور مریرہ پر الزام تراشہ کرتے دیکھ کر اُس کے ماتھے پر بل پڑے۔وہ حیرت سے اُن کی باتیں سنتا وہیں رُک گیا۔جس حوصلے اور ہمت سے مریرہ نے اُن سب کو جواب دیا۔وہ شاہ زمان کیلئے کافی متاثر کن تھا۔اُس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو رو رو کر حال خراب کر چکی ہوتی۔مگر وہ مریرہ خان تھی۔دوسروں کی بولتی بند کروانے والی۔شاہ زمان کو اُس کا کانفیڈنس پسند آیا۔اُن دونوں کے گھر میں جانے کے بعد وہ بھی خاموشی سے وہاں سے نکل آیا۔اُسے یہ باہمت لڑکی بھا گئی تھی۔اب اُسے فیصلہ کرنا تھا۔اپنے فیصلہ پر ڈٹے

رہنے کی مہر لگاتا وہ گاڑی سٹارٹ کرتا گھر کی طرف روانہ ہوا۔آخر سب کو اُس نے اپنے فیصلے سے آگاہ بھی تو کرنا تھا۔

››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›

"مرحا...مریرہ کوئی ہے گھر پر؟"

عباد پورے گھر میں دونوں کو ڈھونڈتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"کچن میں آجائیں عباد بھائی۔"

کچن سے مرحا کی آتی آواز پر وہ کچن کی طرف بڑھا۔سامنے کا منظر دیکھ کر وہ حیرت کے مارے دروازے پر ہی جم گیا۔کیونکہ سامنے ہی سلمیٰ بیگم چولہے پر کچھ بنا رہی تھی۔جبکہ مرحا اور مریرہ چیئرز پر بیٹھی اُن سے باتوں میں مصروف تھی۔

"اوہ تیری خیر یہ کیا معجزہ ہو گیا۔امی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

سلمیٰ بیگم کو دیکھتے عباد حیرانگی سے بولا۔

"یہ صرف آپ کی امی نہیں ہیں۔ہماری بھی امی ہیں۔اور آج ہماری امی ہمارے لیے بریانی بنا رہی ہیں۔"

"یا اللہ امی آپ چڑیلوں کے گھر پر ہیں۔یہ دونوں وہی ہیں امی جو آپ کے بیٹے پر تعویز کرتی تھیں۔اب آپ اُن کیلئے بریانی کیسے بنا سکتی ہیں؟"

عباد ڈرامائی انداز میں بولا۔ سلمیٰ بیگم نے اُسے گھورا۔

"دماغ خراب ہو گیا تھا تب میرا۔تمہاری ڈرامے بازی تو میں سہی سے نکالتی ہوں۔کوئی بریانی نہیں ملے گی تمہیں۔یہ بس میری بیٹیوں کیلئے ہے۔"

سلمیٰ بیگم کی بات پر عباد منہ کھولے اُنہیں دیکھنے لگا۔جبکہ مرحا اور مریہ ہنسنے لگی۔

"اچھا معاف کریں انہیں۔ہم تھوڑی سی بریانی کھلا دیں گیں اِن کو بھی۔"

www.novelsclubb.com

مرحا اپنے بھائی پر ترس کھاتی بولی۔عباد بھی سر ہلاتا وہیں کرسی گھسیٹ کر وہیں بیٹھ گیا۔باتوں کے دوران سلمیٰ بیگم نے بریانی بنائی۔مریرہ اور عباد کی نوک جھوک بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔امّاں بی کو بھی وہ لوگ اُن کے کمرے سے لے آئے۔سب نے مل کر خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔کھانے کے بعد سلمیٰ بیگم کو دونوں بہنوں نے یہی روک لیا۔جبکہ عباد واپس اپنے گھر ہی گیا۔

www.novelsclubb.com

!!!ماما اور بابا کے نام

دیکھیں بابا مایہ دنیا والے آپ کے جانے کے بعد کس طرح آپ کی بیٹیوں پر انگلیاں اُٹھا رہے ہیں۔کیسے یہ لوگ ہمیں ذلیل کرتے ہیں۔میں جانتی ہوں مریرہ سب کی باتوں کا جواب دے سکتی ہے۔میں نہیں دے سکتی جواب مجھے ذلت اور رسوائی سے خوف آتا ہے۔مگر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اِس وقت وہ اپنے کمرے میں بیٹھی رو رہی ہو گی۔وہ مضبوط بننے کے ڈرامے کرتی ہے اصل میں اُس کا دل چڑیا کی طرح چھوٹا سا ہے۔میں فوراً سے رو کر دل ہلکا کر لیتی ہوں مگر وہ دل میں بات چھپا کر اکیلے میں روتی ہے۔اور اکیلے میں رونا سب کے سامنے رونے سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔کاش آپ دونوں اتنے جلدی نا جاتے کاش.....

www.novelsclubb.com

مرحا

ڈائری بند کرتی وہ اُٹھ کر کھڑکی میں آکر کھڑی ہو گئی۔ چاند کی روشنی میں اُس کا چہرہ مزید دمک رہا تھا۔ آنکھوں میں بے پناہ اُداسی تھی۔ آسمان پر نگاہیں ٹِکا کر وہ اپنی سوچوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ہر انسان جیسا نظر آتا ہے ویسا نہیں ہوتا۔ یہاں ہر کوئی خود پر مختلف خول چڑھا کر گھوم رہا ہوتا ہے۔ ہر کسی کے چہروں پر مسکراہٹ ہو گی مگر اُس مسکراہٹ کے پیچھے کوئی اپنی بے بسی چھپا رہا ہو گا تو کوئی اپنے وجود پر لگے زخم۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف اُس کی توقعہ کے عین مطابق مریرہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آنسو تھے کہ رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ رو رو کر آنکھیں لال ہو چکیں تھیں۔

کاش اُس کا بھی کوئی مسیحا ہوتا جو اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے اندھیروں سے نکالتا۔ یہ سوچتے ہی مریرہ تلخی سے مسکرائی۔ سب سے بڑا مسیحا اُس کے ماں باپ تھے جو اُنہیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔ اب کون سا مسیحا اُسے اندھیرے سے نکالتا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

"تو تم فیصلہ سنانے آئے ہو؟"

وہ زمین پر نظریں جما کر بیٹھا تھا جب ازمیر بولا۔ ایک نظر ازمیر کو دیکھ کر اُس نے ثبات میں سر ہلایا۔

"...مجھے یہ رشتہ منظور ہے مگر"

"مگر... کیا؟"

www.novelsclubb.com

"مگر میری ایک شرط ہے۔"

"کیسی شرط۔"

"وہ میں صرف مریرہ کو بتاؤ گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی زمان؟"

ازمیر زچ ہوا۔ہر وقت ہی اُس کی عجیب ضدیں ہوتی تھیں۔

وہ شرط میں صرف مریرہ کو بتاؤ گا مگر اُس سے پہلے آپ فریحہ والی ساری سچائی"

"اُسے بتائیں گیں۔پھر ہی میں شادی کروں گا۔

www.novelsclubb.com

وہ ڈھیٹ بنا بولا۔ازمیر نے اُس ڈھیٹ کو گھورا۔

"اچھا بابا بتادوں گا۔اور کچھ؟"

"نہیں فلحال یہی بہت ہے۔"

پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ اب چاروں طرف نظریں گُھما رہا تھا۔ازمیر کو اپنے چھوٹے بھائی پر بے حد پیار آیا۔کیسے اُس نے اتنی مشکلیں دیکھی تھی اپنی زندگی میں۔ازمیر نے بے اختیار اُسے گلے لگایا۔

"بھائی کیا ہو گیا ہے؟ یہ میں ہوں آپ کا بھائی۔مرحا نہیں ہوں میں۔"

وہ شرارت سے بولا۔ازمیر نے زور سے اُسے دھکا دیا۔مگر اُس کو ہنستا دیکھ کر خود بھی ہنسنے لگا۔

"میرے بغیر یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

ارمش اندر آتے ہوئے دونوں کو دیکھ کر بولی۔

"تمہارے میر بھائی مجھے مرحا سمجھ کر گلے لگا رہے تھے۔"

شاہ زمان لب دبا کر اپنی مسکراہٹ روکتا سنجیدگی سے بولا۔

"ہنہہ میرے میر بھائی آپ کی طرح نہیں ہیں شاہو بھائی۔"

ارمش بجائے شاہ زمان کا ساتھ دینے کے ازمیر کا ساتھ دیتے بولی۔ جس پر شاہ زمان جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

"نامیں کیا لوگوں کے گلے لگتا پھر رہا ہوں؟"

ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر وہ ارمش سے بولا۔ ازمیر نے فٹافٹ سے ہاں میں سر ہلایا۔

"توبہ توبہ یہ دن دیکھنے سے پہلے میں لنڈن کیوں نہیں چلا گیا۔ استغفراللہ میں سیدھا سادھا سا انسان ہوں۔"

دونوں کانوں کو ہاتھ لگ کر شاہ زمان بولا۔ ازمیر اور ارمش کا ہنس ہنس کر بُرا حال تھا۔ وہ تینوں جب جب بھی ساتھ ہوتے تھے تب تب ڈراموں کے سٹاک اور اُن کے قہقے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

گاڑی کا حشر نشر ہوا پڑا تھا۔ہر طرف خون ہی خون تھا۔سب لوگ رو رہے تھے۔دو جنازے ایک ساتھ اُس گھر کی چوکھٹ سے اُٹھ رہے تھے۔وہ رونا چاہتی تھی چیخنا چاہتی تھی مگر اُس کی آواز کہیں دب گئی تھی۔

"...نہیں ں ں ں ں س... بابا ااا.....ماما اااا"

مریرہ ایک زوردار چیخ مارتے ہوئے اُٹھی۔ نفی میں سر ہلاتی وہ زور زور سے رو رہی تھی۔مرحا اکثر اُس کے ساتھ ہی سوتی تھی تبھی اُس کے ڈر کر اُٹھنے پر وہ فوراً اُٹھی۔اور اُسے سنبھالنے لگی جو زور زور سے رو رہی تھی۔ایک وہی تو تھی جو خود جتنی مرضی تکلیف میں ہو مگر مریرہ کو ہمیشہ سنبھالنے کیلئے تیار رہتی تھی۔

"مریرہ میری جان صبر کرو۔ایسے مت رو پلیز۔"

آپو مجھے ماما بابا کے پاس جانا ہے۔وہ وہاں سارا خون تھا۔اُن کو تکلیف ہو رہی ہو گی۔وہ مجھے اپنی گڑیا کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔مجھے جانا ہے اُن کے پاس۔"

مریرہ ہچکیاں لیتی مرحا کو دیکھتی بول رہی تھی۔اُسے اِسطرح روتا دیکھ کر مرحا بھی رونے لگی۔امّاں بی اُن کی آواز سُن کر ساتھ والے کمرے سے آچکی تھی۔

"اِدھر دیکھ میری دھی۔اگر تو رونے کی بجائے اُن کیلئے دعا کرے گی تو اُنہیں سکون ملے گا۔چل شاباش رومت۔پتہ ہے جب اولاد روتی ہے نا تو ماں باپ قبر میں اپنی اولاد کیلئے تڑپتے رہتے ہیں۔تو اُنہیں اور تکلیف دی گی ایسے رو کر؟"

امّاں بی کی بات کر مریرہ کو رونا بند ہوا مگر آنسو اب بھی اُس کی آنکھ سے گر رہے تھے۔

"چل اُٹھ وضو کر اور نماز پڑھ لے نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔میں بھی نماز پڑھنے جا رہی ہوں۔"

امّاں بی نماز پڑھنے چلی گئی۔وہ دونوں بھی خود پر ضبط کرتی آنکھیں صاف کرتی وضو کرنے لگیں۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

وہ چاروں آج فیکٹری کا چکر لگانے آئے تھے۔خان برینڈز میں اور اے۔ایس گروپ آف انڈسٹری میں جو بھی کپڑے ڈیزائن ہوتے تھے اُس کا کپڑا اِسی فیکٹری میں بن کر آتا تھا۔پھر اے-ایس گروپ آف انڈسٹری وہ سارا کپڑا مختلف برینڈز میں سپلائے کرتی تھی اور خود بھی وہ کپڑا اپنی ڈیزائننگ کیلئے استعمال کرتی تھی۔شاہ زمان اُنہیں فیکٹری کے مختلف حصوں کی معلومات ساتھ ساتھ دے رہا تھا۔ازمیر یہاں پہلے بھی آچکا تھا مگر مرحا اور مریرہ آج پہلی دفعہ آئی تھیں۔وہ دونوں اِرد گرد کا جائزہ لیتی ہر چیز کا اچھے سے معائنہ کر رہی تھی۔کام سے فارغ ہو کر اُنہوں نے

وہیں آفس میں بیٹھ کر لنچ کیا۔ لنچ سے فارغ ہوتے وہ ابھی بیٹھے تھے کہ حیدر علی کو اندر آتے دیکھ کر وہ چاروں حیران ہوئے۔

"میں آفس گیا تھا تو پتہ چلا آپ لوگ یہاں ہیں۔ مجھے مریرہ میرا مطلب مس مریرہ سے کچھ کام تھا تو بس پھر ایڈریس لے کر میں بھی سیدھا یہی آ گیا۔"

مریرہ پر نظریں جمائے وہ بولا۔ شاہ زمان کو نجانے کیوں یہ آدمی شروع دن سے ہی عجیب لگتا تھا۔ اُس کا مریرہ کو مسلسل دیکھنا شاہ زمان کو اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر سب کی موجودگی کی وجہ سے وہ خاموش تھا۔

"جی کہیے مسٹر حیدر علی کیا کام ہے آپ کو؟ ویسے آپ کی انفورمیشن کیلئے بتا دوں یہاں آفس کے لوگوں کے علاوہ کسی کا بھی آنا منع ہے۔"

مریرہ تیز لہجے میں بولی۔

علی اگر آپ مجھے صرف علی کہیں گیں تو مجھے اچھا لگے گا۔اور جو بات کرنی ہے وہ" سب کے سامنے نہیں ہو سکتی۔کیا ہم سائیڈ پر چل سکتے ہیں؟اِف یو ڈانٹ مائینڈ "پلیز۔

اُس کے پوچھنے پر مرحا کے ماتھے پر بل پڑے مگر وہ خاموش رہی۔جبکہ مریرہ سب سے ایکسکیوز کرتی اُس کی بات سننے اُس کے ساتھ چلی گئی۔

پتہ نہیں ایسی بھی کیا بات تھی جو سب کے سامنے نہیں ہو سکتی تھی۔مرحا مریرہ" "سے کہو اپنا خیال رکھے مجھے یہ بندہ ٹھیک نہیں لگ رہا۔

ازمیر کی آواز پر مرحا نے ثبات میں سر ہلاتے اُس کی طرف دیکھا۔مریرہ کو گئے پانچ منٹ ہو گئے تھے جب شاہ زمان اپنی جگہ سے اُٹھا۔اُس سے زیادہ انتظار نہیں ہوا تو وہ اُنہی کے پیچھے باہر گیا۔حیدر علی مریرہ کے ساتھ فیکٹری کے بیک سائیڈ پر بات کرنے گیا تھا۔شاہ زمان کے دل میں سو طرح کے وہم آ رہے تھے۔نجانے کیوں

اُسے حیدر علی کا مریرہ کو ایسے لے جانا کسی سازش کا حصّہ لگ رہا تھا۔ تیز تیز چلتا وہ بیک سائیڈ پر پہنچا جب سامنے کا منظر دیکھ کر اُسے اپنا خون کھولتا محسوس ہوا۔

»»«««»»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

"کہیے مسٹر حیدر علی کیا بات ہے؟"

اِدھر اُدھر محتاط انداز میں دیکھتی وہ کچھ فاصلے پر رُکی۔ یہ جگہ کافی سنسان سی تھی۔ آخر ایسی بھی کیا بات تھی جو اُسے حیدر علی یہاں لے آیا تھا۔ حیدر علی کی آواز پر مریرہ کی سوچوں کو بریک لگی۔

"میں نے کہا نا آپ مجھے علی کہیں۔"

حیدر علی بے تکلفی سے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کام کی بات کریں پلیز۔"

ماتھے پر بل ڈالے وہ سنجیدگی سے بولی۔

"کام کی بات یہ ہے کہ میں آپ کو پسند کرتا ہوں۔ گرل فرینڈ تو تم بنو گی نہیں بہت پارسا لگتی ہو تو آفر یہ ہے کہ تم مجھ سے نکاح کر لو۔"

اُس کی گھٹیا بات پر مریرہ کا دل کیا اُس کا منہ نوچ لے۔

"اپنی حد میں رہیں مسٹر حیدر علی۔ مجھے آپ کی کسی بھی آفر میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ آئندہ میرے راستے میں مت آیئے گا۔"

ایک ایک لفظ چبا کر اپنی بات کہتی وہ اندر بڑھنے لگی۔ حیدر علی نے تیزی سے ایک ہاتھ پکڑ کر اُسے روکا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اُس کا دوپٹہ کھینچا جو حجاب کی طرح اُس نے پہنا تھا۔ دوپٹہ اُترتے ہی اُس کے کالے بال آبشار کی طرح اُس کی پشت پر پھیل گئے۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان نے غصّے سے اپنی ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی۔ مریرہ کا دوپٹہ نیچے زمین پر گرا تھا۔اُس کی اِس حرکت پر وہ صرف ایک منٹ کیلئے سُن ہوئی۔ صرف ایک منٹ کیلئے کیونکہ دوسرے اگلے منٹ میں اُس کا ہاتھ اُٹھا اور سامنے والے کے چہرے پر نشان چھوڑ چکا تھا۔ شاہ زمان جو غصّے میں اُن کی طرف بڑھ رہا تھا مریرہ کی اِس حرکت پر رُک گیا۔

"اللہ نے مرد اور عورت کے درمیان حدود مقرر کیں ہیں۔اور اِن حدود کو توڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ تم ایک گھٹیا انسان ہو۔ تمہیں لگتا ہے تم کچھ بھی کرو گے تو میں برداشت کر لوں گیں۔ نہیں مسٹر علی میں اپنے حجاب اور اپنے کردار کی طرف بڑھتے ہر ہاتھ کو توڑنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ آئیندہ کسی لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے یا کچھ بھی کرنے سے پہلے اِس تھپڑ کو یاد رکھنا۔"

انگلی اُٹھا کر مریرہ نے اُسے وارن کیا۔اور جُھک کر زمین سے اپنا دوپٹہ اُٹھایا۔اِس سے پہلے وہ جاتی حیدر علی نے پھر سے اُس کا بازو اپنے شکنجے میں لے لیا تھا۔

"ہاہاہاہا تمہیں لگتا ہے میں تمہارے اِس فلسفے سے ڈر جاؤں گا۔بلکہ اب تو تمہیں اِس تھپڑ کا بھی حساب دینا ہو گا۔نکاح کی آفر کی تھی نا اب ایسے ہی رہنا میرے ساتھ۔"

ایک بازو پر گرفت مضبوط کرتا وہ مریرہ کا دوسرا ہاتھ مروڑ کر اُس کی کمر سے لگا چکا تھا۔مریرہ مسلسل اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔یہاں تک کہ بازو میں اُٹھتے درد سے اُس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔شاہ زمان کی غصّے سے رگیں تن گئیں۔اُس نے اپنا ہاتھ زور سے بند کر کے کھولا۔اُس کی ہاتھوں کی رگیں واضح طور پر پھڑ پھڑا رہی تھیں۔وہ تیزی سے اُن کی طرف بڑھا۔شاہ زمان کو اپنی طرف آتا دیکھ کر مریرہ مدد کیلئے چلائی۔اُن کے قریب پہنچتے ہی شاہ زمان نے ایک ہاتھ سے مریرہ کے دونوں ہاتھ علی کے ہاتھوں سے نکلوائے۔جبکہ دوسرے ہاتھ

سے ایک زوردار پنچ علی کے منہ پر مارا۔ جس کی وجہ سے وہ زمین بوس ہوا۔ شاہ زمان نے نظریں جھکائے زمین پر گرا مریرہ کا دوپٹہ اُٹھایا۔ اور بِنا اُس کی طرف دیکھے ہاتھ آگے کیا۔ مریرہ نے کانپتے ہاتھوں سے دوپٹہ لیا اور فوراً حجاب کی طرح اپنے چہرے کے گرد لپیٹ لیا۔ حیدر علی دوبارہ زمین سے کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ شاہ زمان کو پنچ مارنے کیلئے قریب آیا جسے شاہ زمان نے ناکام بناتے ہوئے اُس کے منہ پر دوبارہ ہٹ کیا۔ حیدر علی کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا۔ شاہ زمان نے اُسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر ایک زوردار کِک اُس کے پیٹ میں ماری۔ وہ اوندھے منہ زمین پر گرا۔ اُس کو وہیں چھوڑتا شاہ زمان مریرہ کا ہاتھ پکڑتا فیکٹری کے اندر والے حصّے کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

مرحا اور ازمیر دوسرے حصّے میں تھے۔ تبھی شاہ زمان اُسے اِس حصّے میں لایا تھا۔ اُس نے کرسی گھسیٹ کر اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مریرہ پہلے ہی خوف زدہ تھی۔ اِس لیے خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

شاہ زمان نے اُس سے پوچھا۔ مریرہ نے بامشکل ثبات میں سر ہلایا۔

"تم بھی ایک نمبر کی بیوقوف لڑکی ہو۔ کیا ضرورت تھی اکیلے اُس کی بات سننے آنے کی۔"

آس پاس چکر کاٹتا وہ غصّے میں بھرا مریرہ سے بولا۔

"ہاں ہوں میں بیوقوف۔ آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ اپنی حفاظت کرنا جانتی ہوں میں۔ آپ کی مدد کا شکریہ۔"

اپنے آنسو صاف کرتی وہ اُٹھی۔ خوف کافی حد تک ختم ہو چکا تھا۔

"ہاں اگر حفاظت کرنا جانتی تو ایک تھپڑ کے بعد ایک لات بھی مارتی اُسے۔ اُس کے بعد تین چار اور لاتیں مارتی اُسے نا کہ اِس طرح آنسو بہاتی۔"

شاہ زمان نے سر جھٹکا۔ مریرہ نے گھور کر اُس سنگ دل شخص کو دیکھا۔

"میرے آنسو میری مرضی۔"

زور سے رگڑ کر مریرہ نے آنکھیں صاف کیں۔وہ شاہ زمان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

"اچھا کسی کو اِس بارے میں مت بتانا۔اتنی مار کھانے کے بعد یہ دوبارہ کچھ نہیں کرے گا۔تمہارے بتانے سے سب پریشان ہو جائیں گیں۔"

"پتہ ہے مجھے۔نہیں بتاؤں گی سب کو۔آپ کے احسان کا شکریہ ہنہہ۔"

طنزیہ انداز میں کہتی وہ پیر پٹختی مرحا اور ازمیر والے حصّے میں چلی گئی۔اُس کی اِس روہے پر شاہ زمان نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"ہم کل چلیں گیں اُن کے گھر رشتے کیلئے۔"

ڈنر کرتے تیمور خانزادہ نے اعلان کیا۔زرمین نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر شاہ زمان کو مبارکباد دی۔ تیمور خانزادہ اور ازمیر بھی اپنی اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے اُسے مبارک دے رہے تھے۔آخر میں ارمش خوشی سے اُس کے پاس آئی۔

"مبارک ہو بھائیو۔دیکھیں میری دعائیں رنگ لے آئیں۔"

شاہ زمان سپاٹ چہرے لیے سب سے مبارکباد لے رہا تھا۔وہ سب دوبارہ ڈنر میں مصروف ہو گئے تھے مگر شاہ زمان کی حلق سے نوالہ نہیں اُتر رہا تھا۔ابھی اُس نے مریرہ کو شرط بھی بتانی تھی۔نجانے شرط سننے کے بعد وہ اُس سے شادی کرے گی بھی یا نہیں۔

"کیا زمان کی ایسے شادی کرنا ٹھیک رہے گا؟"

زرمین بیگم فکر مندی سے بولی۔

"ہاں ڈاکٹر نے بھی یہی مشورہ دیا تھا ایسے اُس کی لائف میں چینج آئے گا تو وہ اور بھی جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔"

تیمور خانزادہ زرمین بیگم کا ہاتھ تھپتھپاتے بولے۔ دروازے کے قریب کھڑے شاہ زمان نے دل گرفتگی سے یہ سنا۔ اُس کے ماں باپ اُس کی وجہ سے پریشان تھے۔ مگر وہ بھی کیا کرتا وہ خود بھی مجبور تھا۔

"ماما آپ فکر نا کریں مریرہ بہت اچھی لڑکی ہے وہ زمان کو سنبھال لے گی۔"

ازمیر کی آواز بھی کمرے سے گونجی۔

"لیکن اگر اُس نے سچ سننے کے بعد زمان کو چھوڑ دیا تو؟"

زرمین بیگم نے زمان کے دل کی بات کہہ ڈالی۔

"نہیں وہ ایسی نہیں ہے۔ جہاں تک میں اُسے جان چکا ہوں وہ بہت سمجھدار ہے۔ زمان کیلئے اُس سے بہترین لائف پارٹنر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"ہاں بیگم ازمیر صحیح کہہ رہا ہے۔ اور زمان کو بھی ایسے ہی انسان کی ضرورت ہے جو اُس سے محبت کرے نا کہ اُس کا استعمال کرے۔"

شاہ زمان بس اتنا سننے کے بعد اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ اِس کے آگے کچھ نہیں سننا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اب اندر اگلی گفتگو کیا ہونے والی ہے۔

www.novelsclubb.com

رات کا دوسرا پہر تھا جب تین چار سائے تیزی سے اُس گھر میں گھسے۔ گارڈز کو بیہوش کرتے وہ اندر داخل ہوئے۔ پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ وہ چاروں سائے ایک کے بعد ایک کمرے کی تلاشی لے رہے تھے۔ مریرہ کو آج ہوئے حادثے کے خوف کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اِس لیے اُس نے اپنے کمرے کی بجائے مرحا کے ساتھ سونے کا فیصلہ کیا۔ مگر وہاں بھی نیند اُس کی آنکھوں سے کافی دور تھی تبھی وہ مرحا کے سونے کے بعد کھڑکی میں آ کر کھڑی ہوئی۔ اپنی ہی سوچوں میں وہ بُری طرح غرق تھی کہ دروازوں کے کھولنے بند ہونے کی آواز نے اُسے چونکنے پر مجبور کیا۔ محتاط انداز میں وہ قدم اُٹھاتی کمرے کے دروازے کے قریب آئی۔ لاک پر ہاتھ رکھ کر اُس نے پہلے لاک لگایا پھر احتیاطاً کنڈی بھی لگا دی۔ باہر کسی کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"علی یار کہاں ہے تیری والی؟ پورا گھر چھان لیا ہے۔ تو نے کہا تھا اُس کی بہن بھی ساتھ ہو گی مگر اب وہ دونوں ہیں کہاں؟ اور کتنا خوار ہونا پڑے گا؟"

www.novelsclubb.com

باہر سے آتی آوازوں نے مریرہ کو خوف سے کانپنے پر مجبور کر دیا۔وہ گھٹیا شخص یہاں تک پہنچ گیا تھا۔جلدی سے وہ مرحا کی طرف بڑھی اور اُسے اُٹھا کر سب بتایا۔اُس کی بات سنتے مرحا نے خوف سے اُس کی طرف دیکھا۔

"اب کیا ہو گا مریرہ؟"

یہی بات تو مریرہ کو بھی معلوم نہیں تھی کہ اب کیا ہو گا؟ کیا کرنا چاہیے؟عباد کا خیال آتے ہی اُس نے بجلی کی رفتاری سے فون اُٹھایا۔قدموں کی آوازیں اب اوپر کی طرف بڑھ رہی تھی۔عباد شاید سو رہا تھا تبھی وہ فون نہیں اُٹھا رہا تھا۔ایک دفعہ دو دفعہ آخر تیسری مرتبہ میں اُس کی سوئی ہوئی آواز سپیکر سے گونجی۔

"ہیلو کون ہے بھئی؟رات کے اِس وقت بھی چین نہیں ہے تم لوگوں کو۔سب کو تھانے میں ڈال دوں گا اگر دوبارہ تنگ کیا تو۔"

نجانے وہ نیند میں کس کا فون سمجھ کر بولا تھا۔

"عباد بھائی پلیز میں ہوں مریرہ میری بات سنیں۔"

مریرہ کی سرگوشی پر عباد نے وقت دیکھا جو دو کی سوئی عبور کر چکا تھا۔ آنکھیں مسلتا وہ اُٹھ کر بیٹھا۔

"سب خیر ہے نا مریرہ اِس وقت فون کیسے کیا؟"

عباد کی پریشان آواز پر مریرہ کا ضبط ٹوٹا۔ اپنی آواز کو مدھم رکھنے کی کوشش میں اُس نے ساری بات عباد کو بتائی۔ اُنہیں جلدی آنے کا کہہ کر عباد خود بھی تیزی سے اپنی گن اُٹھاتا باہر نکلا اور اُن کے گھر کی طرف بڑھنے سے پہلے باقی کے اہم اقدامات کرنے لگا۔ دوسری طرف مرحا ازمیر کو کال کر چکی تھی۔ اُس کی بات سنتے ہی ازمیر کی ساری نیند بھک سے اُڑی۔ فٹافٹ گاڑی کی چابیاں اُٹھاتا وہ باہر کی طرف بھاگا۔ شاہ زمان جو نیند نا آنے کی وجہ سے باہر لان میں ٹہل رہا تھا اُسے ایسے پریشانی میں باہر جاتا دیکھ کر اُس سے استفار کرنے لگا۔ ازمیر نے جلدی سے ساری بات اُسے بتائی۔ شاہ زمان کی رگیں دوبارہ تن چکی تھی۔ گاڑی کی چابی لیتا وہ خود

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔اور ازمیر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔وہ غصّے میں گاڑی بھگا نہیں اُڑا رہا تھا۔

عباد کے آنے سے پہلے ہی وہ چاروں مرحا اور مریرہ کے کمرے تک پہنچ چکے تھے۔اور دھڑا دھڑ دروازے بجا رہے تھے۔کیونکہ دروازہ لاک تھا۔ساتھ والے کمرے میں بھی لاک لگا تھا۔اُس میں امّاں بی تھی۔تینوں وجود اندر بیٹھے خوف سے کپکپا رہے تھے۔مرحا نے مریرہ کو گلے لگایا ہوا تھا اُس کے باوجود وہ دونوں کانپ رہی تھی۔

"ابے کیا آرام سے دروازے بجا رہے ہو توڑ دے دونوں دروازے۔"

ایک اور باہر سے آتی آواز پر مریرہ نے مرحا پر اپنی گرفت مزید مضبوط کر دی۔دونوں بہنیں آنکھیں میچ کر بیٹھی آنے والے وقت سے خوفزدہ تھیں۔

ارے یہ تو بڑھیا ہے۔بتا بڑھیا دونوں لڑکیاں کہاں ہیں ورنہ گولی سے اُڑا دیں" "گیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک اور آواز پر مرحا اور مریرہ دونوں نے بیک وقت آنکھیں کھولی۔ شاید اُنہوں نے امّاں بی والا دروازہ توڑ دیا تھا اور اب وہ اِس کمرے کا دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"...آپو امّاں بی"

مریرہ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ مرحا نے بِنا کچھ کہے اُسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اتنے میں دروازہ ٹھاہ کی آواز سے کھلا۔

"ارے میری چڑیا یہاں چُھپی بیٹھی تھی۔"

حیدر علی پہلے اندر آیا۔ پیچھے اُس کے تین دوست بھی ساتھ تھے۔ اُس نے کھینچ کر مریرہ کو مرحا سے الگ کیا جبکہ دوسرے نے مرحا کو پکڑا۔

"اب تو دیکھے گی اپنے تھپڑ کا انجام وہ بھی سب کے سامنے۔"

بالوں سے پکڑ کر وہ گھسیٹتا ہوا مریرہ کو باہر لایا۔ پیچھے مرحا چیخی مگر منہ پر پڑنے والے تھپڑ سے اُسے اپنا دماغ سُن ہوتا محسوس ہوا۔ مریرہ کو گھسیٹتا وہ لاونج میں لایا۔ اُس کے بالوں پر گرفت کمزور نہیں کی تھی۔ مریرہ کو لگا اُس کے بال جڑ سے اکھڑ رہے ہیں۔ سامنے امّاں بی کو بندھا دیکھ کر مریرہ بے تابی سے اُن کی طرف بڑھی۔ جب حیدر علی نے اُس کے بالوں کو جھٹکا دے کر اُسے روکا۔

"خبردار کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلا تو وہیں مارا جائے گا۔"

ہاتھ میں پسٹل پکڑے عباد تیزی سے اندر داخل ہوا۔ پیچھے ہی پولیس کے پانچ چھ حوالدار تھے۔ جنہیں آتے ہوئے وہ فون کر کے فوراً بُلا چکا تھا۔ مرحا اور مریرہ کو بِنا حجاب کے دیکھ کر عباد نے اپنا غصّہ بامشکل ضبط کیا۔ خود بھی نظریں جھکاتا وہ باقی سب کو بھی نظریں جھکانے کا اشارہ کر چکا تھا۔ وہ ملک کا محافظ ہونے کے ساتھ ساتھ اُن دونوں کا بھی محافظ تھا۔ مرحا اپنی جگہ پھڑ پھڑا رہی تھی۔ مریرہ اپنی جگہ حیدر علی کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ہاہاہاہوشیار بننے کی کوشش وہ بھی حیدر علی کے ساتھ۔اب دیکھو میں کرتا کیا"
ہوں تمہارے ساتھ۔اگر ہم سے کسی پر بھی گولی چلی تو یہ دونوں بہنیں جان سے
"جائیں گیں۔

ایک ہاتھ سے مریرہ کے بالوں پر گرفت مضبوط کرتا وہ دوسرے ساتھ سے اُس کی
گردن پر چاقو رکھ چکا تھا۔مرحا ایک دم چلائی۔حیدر علی کے اشارے پر اُسے عباد
کی طرف دھکیلا گیا۔اِس سے پہلے وہ گرتی اندر آتے ازمیر نے جلدی سے اُسے
تھاما۔

دیکھو یہ لڑکی لے لو۔مگر میری چڑیا تو میرے ساتھ ہی جائے گی۔ویسے کتنے یار"
"ہیں تمہارے چڑیا اور کس کس کو بُلایا ہے؟

مریرہ کی گردن پر چاقو کی نوک سے دباؤ دیتا حیدر سب کی طرف دیکھ کر بولا۔

"لگتا ہے صبح والی مار بھول گیا ہے تو کمینہ انسان۔چھوڑ مریرہ کو۔"

شاہ زمان غصّے سے غرایا۔اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حیدر علی کی گردن مروڑ کر رکھ دے۔

"نانانا چیخنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہیں تو سارے بدلے یہی سب کے سامنے لے لوں گا۔رہی بات صبح والی مار کا بدلہ تو اُس کا ایک چھوٹا سا نمونہ ابھی دیکھا دیتا ہوں۔"

حیدر نے کہتے ہی چاقو ایک منٹ کیلئے گردن سے ہٹا کر مریرہ کے بازو میں مارا۔مریرہ کے ساتھ ہی مرحا کی چیخ بھی پورے گھر میں گونجی۔درد کی وجہ سے مریرہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"خبردار کوئی میری طرف نہیں بڑھے گا اور اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا ورنہ یہیں اِس کا کام تمام کر دوں گا۔"

حیدر علی کے باقی دوستوں کو پولیس والے پکڑ چکے تھے اور اب اُسی کی طرف بڑھ رہے تھے۔عباد نے اُنہیں رُکنے کا اشارہ کیا۔کیونکہ حیدر علی نے مریرہ کی گردن پر چاقو کا دباؤ بڑھا دیا تھا۔

اُس کا دیہان پولیس کی طرف تھا جس کا فائدہ اُٹھاتے شاہ زمان نے دوسری طرف سے اُس کو زوردار لات ماری۔لات لگنے سے مریرہ پر اُس کی گرفت کمزور ہوئی۔شاہ زمان نے فوراً اُسے اپنی طرف کھینچا۔پولیس والے جلدی سے آگے بڑھ کر حیدر علی کو اپنی تحویل میں لے چکے تھے۔

"تم اِسے لے کر تھانے جاؤ اور خوب اِن چاروں کی خاطر داری کرنا میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔"

اُن کو روانہ کرتا عباد مریرہ کی طرف متوجہ ہوا۔مرحانے بھاگ کر اُسے صوفے پر بٹھایا۔بازو پر لگا زخم اتنا گہرہ نہیں تھا۔امّاں بی جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس لائی۔مرحانے کانپتے ہاتھوں سے اُس کے زخم پر مرہم لگایا اور پٹی باندھی۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

گلے میں جھولتے دوپٹے اب وہ دونوں سر پر اُوڑھ چکی تھی۔لاؤنج میں ایک صوفے پر مرحا اور اُس کے کندھے پر سر رکھے مریہ بیٹھی تھی۔ساتھ والے سنگل صوفے پر امّاں بی اور اُن کے سامنے والے صوفے پر عباد اور ازمیر بیٹھے تھے۔شاہ زمان مریہ کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا اُس کا زرد چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"اب یہاں رہنا محفوظ نہیں ہے میرا خیال ہے تم لوگ ہمارے ساتھ چلو۔"

ازمیر کی آواز نے خاموشی کو توڑا۔

نہیں تم لوگوں کے گھر یہ کیسے جائیں گیں میرا مطلب میں اِن کا بھائی ہوں تو یہ "میرے گھر چلی چلیں۔

عباد کو اُس کا فیصلہ پسند نا آیا تبھی بولا۔

"نہیں آپ دونوں رہنے دیں ہم یہی ٹھیک ہیں۔"

مریرہ کمزور سی آواز میں بولی۔ شاہ زمان نے اُسے گھورا جسے چوٹ کھا کر بھی سکون نہیں تھا۔

"عباد ہم جانتے ہیں کہ تم پولیس والے ہو مگر بعض اوقات تمہاری نائٹ ڈیوٹی بھی تو ہوتی ہے۔ ویسے بھی میری اور مرحا کی شادی ہونی ہے تو میں بابا سے بات کر کے کل ہی نکاح رکھوا دیتا ہوں۔ اور تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بات اگر مریرہ کی ہے تو اُس کا بھی کوئی حل نکل آئے گا۔"

www.novelsclubb.com

"ازمیر بیٹا بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ عباد تو خود اکثر اپنی ڈیوٹی پر ہوتا ہے تیری ماں پیچھے اکیلی کیسے دونوں بچیوں کی حفاظت کرے گی۔"

امّاں بی نے ازمیر کی بات سے اتفاق کیا۔

"تم دونوں سارا سامان پیک کرو ہم تمہیں لے کر ہی جائیں گیں۔"

ازمیر کے کہنے ہر دونوں اُٹھ کر اپنے اپنے کمروں میں چلی گئیں۔امّاں بی بھی اُن کی مدد کروانے کیلئے اُن کے پیچھے گئی۔

"میں زرا تھانے میں اُن چاروں کا پکا بندوبست کرتا آؤں۔"

عباد کہتا ہوا باہر چلا گیا۔لاؤنج میں اب صرف شاہ زمان اور ازمیر ہی رہ گئے تھے۔ازمیر نے اُس کی طرف دیکھا۔وہ نجانے کن سوچوں میں بیٹھا زمین کو گھور رہا تھا۔ازمیر نے اُسے کچھ کہنے کی بجائے صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک ایک بیگ کے ساتھ نمودار ہوئیں۔ازمیر اُنہیں دیکھتا فوراً کھڑا ہوا۔آگے بڑھ کر اُس نے امّاں بی، مریرہ اور مرحا کے ہاتھ سے بیگ لیا اور اُن کو ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھا۔مریرہ اپنے بازو میں اُٹھتی ٹھیس کی وجہ سے آرام آرام سے چل رہی تھی۔شاہ زمان صوفے سے اُٹھ کر اُس کے سامنے آیا۔

"مجھے معاف کر دو۔ میری لاپرواہی کی وجہ سے تمہیں ساری مشکل کا سامنا کرنا۔"

آپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں۔ آپ نے تو مجھے پہلے بھی بچایا تھا اور اب بھی"

"آپ نے ہی میری جان بچائی ہے۔ شکریہ آپ کا۔

مریرہ ہلکا سا مسکرا کر بولی۔ شاہ زمان نے زمین سے نگاہیں ہٹا کر اُسے دیکھا۔ پھر سر کو خم دیتے اُسے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ خود اُس کے پیچھے چلنے لگا۔ سب کے باہر آنے کے بعد مرحانے مین گیٹ کو باہر سے لاک کیا۔ اچھی طرح لاک چیک کرنے کے بعد وہ گاڑی کی طرف بڑھی۔ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر شاہ زمان اور ازمیر بیٹھے تھے جبکہ بیک سیٹ پر مریرہ، مرحا اور اماں بی بیٹھے تھے۔ سب کے بیٹھتے ہی گاڑی خانزادہ حویلی کی طرف روانہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

حویلی پہنچنے تک صبح کی آذان ہو چکی تھی۔پورچ کراس کر کے حویلی کے دروازے سے سب سے پہلے شاہ زمان اندر گیا۔اُس کے پیچھے ازمیر بیگز اُٹھا کر اندر داخل ہوا۔جبکہ وہ تینوں پیچھے تھے۔

"وہیں رُک جاؤ تم دونوں۔کہاں آوارہ گردیاں کر کے آرہے ہو؟"

تیمور خانزادہ کی گرجدار آواز نے اُنہیں وہیں دروازے پر روک دیا۔

"یہ بیگ کس کے ہیں؟"

زرمین بیگم بیگز دیکھ کر بولی۔اتنے میں پیچھے سے مرحا اور مریرہ امّاں بی کے ساتھ دروازے پر آ کر اُن کے ساتھ رُکی۔

"ارے آپ لوگ اِس وقت سب خیر تو ہے؟"

وہ اِس وقت اُن سب کی آمد پر حیران ہوئے۔

www.novelsclubb.com

بابا میں سب بتاتا ہوں آپ اِنہیں اندر تو آنے دیں۔ مریرہ کو چوٹ لگی ہے وہ زیادہ "
"دیر کھڑی نہیں ہو سکتی۔

شاہ زمان کے کہنے کرنے پر زرمین بیگم نے آگے بڑھ کر مریرہ کو سہارا دیا۔ پھر سب لاؤنج میں رکھے گولائی میں رکھے صوفوں کی طرف بڑھے۔ اُن کے بیٹھتے ہی شاہ زمان نے حرف باحرف ساری بات اُن کے زیرِ گوش کی۔

بچوں ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اب یہ گھر آپ لوگوں کا بھی ہے اور امّاں بی "
آپ بھی ہمارے ساتھ ہی رہیں گیں۔ ازمیر آج شام میں ایک چھوٹی سی نکاح کی تقریب کا انتظام کرو۔ اور مولوی صاحب کو دو نکاح نامے بنانے کا کہنا۔ ایک ازمیر خانزادہ اور مرحا خان کے نام کا اور دوسرا شاہ زمان خانزادہ اور مریرہ خان کے نام
"کا۔

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ کی بات پر سب خاموش ہو گئے۔ جبکہ وہاں بیٹھے دو نفوس کا لگا کہ وہ اب سانس نہیں لے سکیں گیں۔ تیمور خانزادہ اُٹھ کر مریرہ کے پاس آئے اور اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"دیکھو بیٹا میں تمہارا باپ نہیں ہوں نا ہی میں اُس کی جگہ لے سکتا ہوں۔ دُراب صرف میرا دوست نہیں تھا میرا بھائی بھی تھا۔ اِس لیے میں چاہتا ہوں کہ دُراب اور رابیل بھابھی کی دونوں نشانیاں میرے گھر میں میرے پاس رہیں۔ اُمید ہے آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

اُنہوں نے اپنی بات کے اختتام پر مرحا کی طرف دیکھا۔

"انکل مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ مریرہ سے پوچھ لیں۔ کیونکہ زندگی اِسی نے گزارنی ہے۔"

"اگر یہ فیصلہ آپ نے کیا ہے تو کچھ سوچ کر ہی کیا ہو گا۔ آپ ہمارے بڑے ہیں آپ کو پورا حق ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

اپنے ذات کا اتنا اہم فیصلہ کرتے مریرہ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو چکی تھی۔ شاہ زمان کو لگا اب وہ سانس نہیں لے سکے گا۔اِس لیے وہ تیزی سے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"جیتی رہو خوش رہو۔ سدا سلامت رہو۔"

اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے اُنھوں نے دعائیں دی۔ زرمین بیگم نے ملازموں کو آواز دے کر نیچے والے کمرے کھلوائے۔

www.novelsclubb.com

»«

نیچے والے پورشن میں کل چھے کمرے تھے۔ جن میں سے تین ماسٹر بیڈ روم تھے۔اور ایک ہی لائن میں تھے۔ایک بیڈ روم تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم کے

پاس تھا۔اُن کے ساتھ والا بیڈ روم ارمش کا تھا۔اور اُس کے ساتھ والا اب مریرہ اور مرحا کیلئے کھولا گیا تھا۔ باقی کے تین کمرے سامنے والی قطار میں تھے۔ جن میں دو گیسٹ روم تھے اور ایک سٹور تھا۔امّاں بی کو اُن ہی میں سے ایک گیسٹ روم دیا گیا تھا۔ جبکہ درمیان میں جدید طرز کا بنا خوبصورت سا لاؤنج تھا۔ جس میں درمیان میں گولائی میں چاکلیٹ رنگ کے بڑے بڑے صوفے پڑے تھے۔اِن صوفوں کے بلکل سامنے بڑی سی ڈائینگ ٹیبل پڑی تھی۔ جس کی نچلی سطح اور کرسیاں چاکلیٹ کلر کی تھی۔ جبکہ ٹیبل کی اوپری سطح شیشے کی تھی۔اُس کے ساتھ ہی گولائی میں خوبصورت سی سیڑھیاں اوپر کی طرف جاتی تھی۔نیچے سارے لاؤنج کی تھیم ڈارک براؤن تھی۔ جبکہ اوپر والے پورشن کے لاؤنج کی تھیم لائٹ براؤن تھی۔نیچے لاؤنج کے دوسری طرف سارے کمرے عبور کر کے ایک بیٹھک بنائی گئی تھی۔ جو باہر سے آئے مردوں کیلئے استعمال ہوتی تھی۔اور اُسی بیٹھک کے ساتھ

www.novelsclubb.com

ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔جو باہر گارڈن میں کھلتا تھا۔نیز خانزادہ حویلی خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھی۔اُس کی ہر چیز اپنی خوبصورتی اور قیمتی ہونے کا اعلان کرتی تھی۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

ٹیرس پر کھڑے سگریٹ پر سگریٹ پھونکتے اُس کی آنکھیں خطرناک حد تک لال ہو چکی تھی۔کیسے وہ اُسے اپنی زندگی میں شامل کر سکتا ہے؟وہ تو صرف نفرت کے قابل ہے۔پھر محبت جیسے پاک رشتے کو کیسے نبھا سکے گا؟وہ بھی اُس لڑکی سے جو خود محبتوں کا پیکر تھی۔فریحہ کے بعد اُس نے اپنے دل کے دروازوں کو ہمیشہ کیلئے بند کر دیا تھا۔

"میرے کیے فیصلوں پر بھروسہ نہیں ہے؟"

تیمور خانزادہ اُس کے ساتھ آ کر کھڑے ہوئے۔ شاہ زمان نے اُنہیں دیکھتے ہی فوراً سگریٹ ایش ٹرے میں مسلی۔

"آپ پر پورا بھروسہ ہے مگر خود پر نہیں ہے۔"

مریرہ اچھی بچی ہے اُسے بھی اِس ظالم دنیا میں کسی سہارے کی ضرورت ہے۔اور"
"مجھے یقین ہے تم دونوں ایک دوسرے کیلئے بہترین ثابت ہو گے۔

"میں کسی کا سہارہ بننے کے قابل نہیں ہوں۔"

کسی کے جانے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی زمان۔ فریحہ تمہارے قابل نہیں"
تھی۔ وہ تمہاری کم عمری میں کی گئی ایک غلطی تھی۔اور غلطیاں سُدھاری جاتی
"ہوں۔

مگر میں اپنے دل کا کیا کروں۔ جو مجھے کہتا ہے کہ میں صرف نفرت کے قابل"
"ہوں۔

"اپنے دل سے فریحہ کو نکال دو اور مریرہ کو جگہ دو۔ پھر دیکھنا سب سہی ہو گا۔"

میرے دل کے دروازے زنگ آلود ہو چکے ہیں۔اور زنگ لگے دروازے آرام" "سے نہیں کُھلتے۔

اُس نے قرب سے آنکھیں موندی۔ تیمور خانزادہ نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے حوصلہ دیا۔

زندگی میں کوئی بھی چیز ناممکن نہیں ہوتی۔انسان جو چاہتا ہے وہ کر سکتا ہے بس" "اُسے اپنی ڈکشنری سے ناممکن لفظ مٹانے کی ضرورت ہے۔

"آپ اُسے سچ بتا دیں بابا۔ میں اُسے اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا۔"

ابھی وہ اِس حالت میں نہیں ہے زمان۔آج ہوئے حادثے کی وجہ سے وہ اپ" سیٹ ہے۔ نکاح کے بعد آرام سے بتا دینا۔وہ ایک سمجھدار لڑکی ہے اُمید ہے سب "سمجھ جائے گی۔

اُنہوں نے شاہ زمان کے کندھے پر تھپکی دی اور وہ اُن کے گلے لگ گیا۔اب اُسے پیچھے دیکھنے کی بجائے آگے بڑھنا تھا۔اُسے زندگی کی ریس میں لوزر نہیں ونر بننا تھا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

نکاح کی ساری تیاریاں ہو چکی تھی۔ گولڈن کلر کا لہنگا پہنے وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔زرمین بیگم نے صبح پارلر سے لڑکیاں بلوا کر مہندی لگوانے کا کہا تھا۔مرحا کے دونوں ہاتھوں پر بھر بھر کر مہندی لگائی گئی تھی۔کیونکہ آج اُس کے نکاح کے ساتھ ہی رُخصتی بھی تھی۔ مگر اُس نے بازو کے درد کا بہانا کر کے صرف ہاتھوں کی بیک سائیڈ پر ایک ایک گول ٹِکہ بنوایا تھا۔ جس کا رنگ اِس وقت بہت گہرا آیا تھا۔ بازو کا درد تو ایک بہانہ تھا حقیقت میں تو اُس کا اپنا دل نہیں تھا مہندی لگوانے کا۔دل ہوتا بھی کیسے اُس کی زندگی ایک دم بدلنے والی تھی۔دونوں کو تیار

بھی پارلر والی لڑکیوں نے کیا تھا۔ مرحا نے اپنا ڈیپ ریڈ لہنگا پہنا تھا جو اُس نے اُس دن مارکیٹ سے خریدا تھا۔ جبکہ مریرہ کیلئے زرمین بیگم جا کر خود گولڈن کلر کا لہنگا لائی تھی۔ مرحا برائڈل میک اپ میں غضب ڈھا رہی تھی۔ کم تو مریرہ بھی نہیں لگ رہی تھی۔ لائٹ سے میک اپ میں سر پر گولڈن چنری اُوڑھے وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔

کاش یہ سب ایسے نا ہوتا تو آج وہ بھی خوش ہوتی۔ پتہ نہیں شاہ زمان خوش بھی تھا یا نہیں۔ وہ تو اُسے گھٹیا اور دو نمبر لڑکی سمجھتا تھا۔ نجانے اب اُس نے اِس رشتے کیلئے کیسے ہاں کر دی؟

www.novelsclubb.com

اپنے عکس پر نظریں جمائے وہ یہی سب سوچ رہی تھی جب آئینے میں مرحا کا عکس اُبھرا۔ اُس پر نظریں پڑتے مریرہ اُداسی سے مسکرائی۔

اپنا ہر فیصلہ اللہ پر چھوڑ دو گڑیا۔ پھر دیکھنا زندگی کتنی حسین ہو جائے گی۔ بس" "آنکھیں بند کرو اور ایک گہرا سانس لے کر اُس رب کی رضا میں راضی ہو جاؤ۔

مرحا نے اپنی تھوڑی اُس کے کندھے پر رکھی۔

"میں اُس کے فیصلے پر راضی ہوں آپو۔بس دل اُداس ہے۔شاید آج ہم دونوں کے اتنے بڑے دن پر ماما بابا کی کمی زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔"

مریرہ نے بھی اُس کے سر پر اپنا سر ٹکایا۔

"تو ہم لوگ ہیں نا۔جانتے ہیں ماں باپ کی کمی پوری نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی آج ہم لڑکے والے نہیں لڑکی والے بنیں گیں۔"

زرمین بیگم سلمیٰ بیگم کے ساتھ اندر آئیں۔اُن کے پیچھے ارمش بھی تھی۔رائل بلیو کلر کے پاؤں کے چھوتے فراک میں وہ خود ایک شہزادی لگ رہی تھی۔بال سٹریٹ کر کے دونوں طرف سے آگے ڈالے ہوئے تھے۔

"اور میں تو آج دلہنوں کی بہن ہوں۔"

ارمش مسکرا کر بولی۔وہ دونوں بھی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

تھوڑی ہی دیر میں عباد مولوی کے ساتھ آیا۔زرمین بیگم نے اُن دونوں پر لال رنگ کی چنری سے گھونگھٹ اُوڑھا۔سب سے پہلے مرحا کا نکاح ہوا۔تین دفعہ قبول ہے بول کر اُس نے ازمیر کو ہمیشہ کیلئے اپنی زندگی میں شامل کر لیا تھا۔کانپتے ہاتھوں سے اُس نے سائن کیے۔اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے عباد نے بڑے بھائی ہونے کا فرض نبھایا۔مریرہ بھی اُس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔مرحا کے نکاح کے بعد اُسکا نکاح ہوا۔مولوی صاحب کے پوچھنے پر اُس کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔کتنا مشکل ہوتا ہے اپنے تمام حقوق و فرائض کسی دوسرے کے نام کر دینا۔مرحا نے اُس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا۔مریرہ نے چونکتے ہوئے گھونگھٹ میں سے اُس کی طرف دیکھا۔اُس نے سامنے پڑے کاغذات کی طرف اُسے متوجہ

کرایا۔اِن کاغذات پر سائن کرنے سے وہ ہمیشہ کیلئے شاہ زمان کے ساتھ بندھ جاتی۔ پین اُٹھا کر سائن کرتے اُس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔ نکاح کے بعد دعا کروائی گئی۔عباد مولوی صاحب کو دعا کے بعد باہر تک چھوڑنے گیا۔ مرحا اور مریرہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر خوب روئی۔اُن کو روتا دیکھ کر باقی سب کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

دوسری طرف ازمیر جنتا نکاح نامے پر دستخط کرنے کیلئے بے تاب تھا اُتنا شاہ زمان سکون سے بیٹھا تھا۔اُس کا چہرہ کسی بھی قسم کے جزبات سے عاری تھا۔ازمیر نے جلدی جلدی قبول ہے بول کر کاغذات پر دستخط کیے۔اُس کی جلد بازی دیکھ کر سب مسکرا رہے تھے۔ شاہ زمان جب اپنے کاغذات پر دستخط کرنے لگا ....اُس کی آنکھوں کے سامنے ایک ہی چہرہ آیا۔فریحہ کا چہرہ

www.novelsclubb.com

اُس کا چہرہ آنکھوں کے آگے آتے ہی شاہ زمان سے دستخط کرنا مشکل ہو گیا۔اپنے آپ پر جبر کرتے اُس نے جلدی سے سائن کیے۔مولوی صاحب کے دعا منگواتے ہی وہ تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔

››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›

وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔دروازہ لوک کرتے وہ ہر چیز کمرے کی تہس نہس کر چکا تھا۔بے بسی سے تھک کر وہیں بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر وہ زمین پر ہی بیٹھ گیا۔

"کیوں فریحہ کیوں کیا میرے ساتھ ایسا؟کیا قصور تھا میرا جو تم نے مجھے ایسی سزا سنائی تھی؟"

جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائی۔ گہرے گہرے کش لیتا وہ سگریٹ کے دھوائیں میں اپنے سوالوں کے جواب ڈھونڈ رہا تھا۔ فریحہ اُس کی زندگی سے کب کی جا چکی تھی اب مریرہ اُس کی زندگی کا حصّہ بن گئی تھی۔ مریرہ کو سب سچ بتانے کا سوچتا وہ سگریٹ بجھا کر اُٹھا۔ آئینے میں دیکھتے ہاتھوں سے ہی اپنے بال درست کیے اور کپڑے جھاڑتا باہر نکلا۔

www.novelsclubb.com

مرحا کو سلمیٰ بیگم باہر لے گئی تھی۔ مریرہ نے باہر جانے سے منع کر دیا تھا۔ ساری رات جاگے رہنے اور کچھ ٹینشن لینے کی وجہ سے اُسے بخار ہو گیا تھا۔ شاہ زمان بھی باہر نہیں تھا تبھی اُس نے بھی باہر جانا ضروری نا سمجھا۔ مرحا کے چہرے پر نیٹ کا لال رنگ کا گھونگھٹ تھا۔ ازمیر نے کریم کلر کی شیروانی زیب تن کی تھی۔ باہر

لان میں ہی سٹیج بنایا گیا تھا۔ مہمان اتنے زیادہ نہیں تھے بس قریب کے ہی رشتہ داروں کو بُلایا گیا تھا۔ایک طرف سے سلمیٰ بیگم نے اُسے پکڑا تھا جبکہ دوسری طرف سے ارمش نے اُسے تھاما تھا۔ سہج سہج سٹیج کی طرف قدم اُٹھاتی وہ ازمیر کے دل کی تاروں کو چھیڑ رہی تھی۔اُس نے مرحا کو تھامنے کیلئے ہاتھ بڑھایا مگر وہ شرارت سے ارمش نے پکڑ لیا۔

"دیکھو میر بھائیو۔پہلے پیسے دو پھر اپنی دلہن لے لو۔"

اُس کی مطالبے پر ازمیر نے حیرت سے آئیبرو اچکائے۔

"تم میری بہن ہو۔اور یہ رسمیں دلہن کی بہن کرتی ہے۔"

اُس نے جیسے یاد دلایا۔

ہاں مگر آج کیلئے میں دلہن کی بہن ہوں۔اور یہاں اپنے اور مریرہ آپی کے پیسے" " لینے کیلئے کھڑی ہوں۔ جلدی سے نکالیں بیس ہزار۔

ازمیر نے ایک نظر سامنے کھڑی مرحا کو دیکھا پھر جیب سے پیسے نکال کر اُس کے حوالے کیے۔

"میری دلہن کھڑی کھڑی تھک رہی ہے۔ تبھی دیے ہیں۔"

اپنا ہاتھ اُس سے چھڑواتے اُس نے جتایا۔ مرحا کا ہاتھ تھام کر اُسے اوپر کھینچا اور بیٹھنے میں مدد کی۔

"نکاح مبارک ہو۔"

بیٹھتے ہی دھیرے سے اُس نے مرحا کے قریب سرگوشی کی۔ جسے ہلکا سا سر کو خم دے کر اُس نے قبول کیا۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو مسٹر پولیس والے کیسے ہیں آپ؟"

عباد یہاں وہاں دیکھنے میں مصروف تھا جب ارمش کی آواز پر اُس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اوہ مس خانزادی میں بلکل ٹھیک ہمیشہ کی طرح فٹ آپ بتائیں۔"

میری چھوڑیں بس اتنا سُن لیں جن لوگوں کو کل آپ نے پکڑا ہے نا اُنہیں جیل" سے نکلنے نا دینا۔ میری پیاری بھابھیوں کو ہرٹ کیا تھا اُنہوں نے۔ خوب پیٹائی کرنا "اُن کی۔

ارمش دانت پر دانت جما کر بولی۔

"آپ خود کیوں نہیں آجاتی تھانے۔ مل کر ماریں گیں اُنہیں۔"

عباد ہاتھ باندھ کر بولا۔

www.novelsclubb.com

ہنہہ مجھے لوگوں پر جلدی ترس آجاتا ہے۔یونو آئی ایم ویری رحم دل۔تو یہ مار" کٹائی مجھ سے نہیں ہوتی۔اِس لیے میرے حصّے کا بھی آپ ہی مارنا اُنہیں مسٹر "پولیس والے۔

بال جھٹکتی وہ ایک ادا سے بولی۔عباد نے دلچسپی سے اُسے دیکھا۔

جو آپ کا حکم خانزادی صاحبہ یہ پولیس والا آپ کی خدمت کیلئے ہی تو چوبیس گھنٹے" "حاضر ہوتا ہے۔

اُس نے طنز کیا۔

ہمم شاباش ایسے ہی چوبیس گھنٹے کام کر کے اپنی تنخواہ حلال کریں۔عوام بھی" "خوش سرکار بھی خوش اور یہ خانزادی بھی خوش۔

ایک ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ کرتی وہ بولی۔عباد نے سیر ئسلی والے انداز میں آئیبرو اچکا کر اُسے دیکھا۔اُس کے دیکھنے پر وہ کندھے اُچکاتی وہاں سے غائب ہوئی۔

تمام رسموں رواج کے بعد اُسے ازمیر کے کمرے میں بٹھایا گیا۔ وہ بیڈ پر بیٹھی پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ باہر سے آتی ازمیر اور ارمش کی آواز پر وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔ شاید ارمش اُس کا راستے روکنے کے پیسے لے رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں خاموشی چھا گئی۔ اور ازمیر اندر آیا۔ مرحا کے ساتھ بیٹھتے اُس نے سلام کیا۔ جواب میں مرحا نے سر ہلایا۔ مرحا کا گھونگھٹ اُٹھا کر کچھ دیر تو وہ اُس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر بِنا کچھ کہے سائیڈ ٹیبل کی دراز سے ایک ڈبی نکالی۔ ڈبی کو کھولتے ہی اُس میں ایک خوبصورت سا بریسلٹ تھا۔ جس کے درمیان میں اے اور ایم لکھا تھا۔ ازمیر نے بریسلٹ مرحا کے ہاتھ میں پہنایا۔

مرحا میں چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ شکرانے کے نفل ادا کریں۔ کیا آپ"
"میرے ساتھ ادا کریں گیں نوافل؟

ازمیر کے پوچھنے پر مرحا نے ہاں میں سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد ازمیر جائے نماز پر آگے کھڑا تھا اور مرحا اُس سے کچھ فاصلے پر پیچھے کھڑی شکرانے کے نفل ادا کر رہی تھی۔ دونوں ہی اپنے رب کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔ آج ازمیر کو اُس کی منزل مل گئی تھی اور مرحا کو بھی اُس کے رب نے مایوس نہیں کیا تھا۔ کیونکہ جو فیصلے اللہ کے سپرد کر دیے جائیں اُن کے نتائج کبھی غلط نہیں ہوتے۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان ارمش کی مدد کے ذریعے سب سے چُھپ کر اُس سے ملنے آیا تھا۔ وہ آج ہی مریرہ کو سارا سچ بتانا چاہتا تھا۔ اندر آ کر دروازہ لاک کرتے وہ مڑا۔ مگر مریرہ کو بیڈ کے ساتھ زمین پر ویسے ہی دلہن کے لباس میں بیٹھا دیکھ کر اُسے تشویس ہوئی۔ مریرہ آنکھیں موند کر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ آہٹ ہونے پر بھی اُس نے آنکھیں نا کھولی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

شاہ زمان اُس کے قریب جا کر بولا۔ کوئی بھی جواب نا ملنے پر اُس نے مریرہ کو ہاتھ سے پکڑ کر ہلانا چاہا۔ مگر اُس کا ہاتھ پکڑتے ہی شاہ زمان کو شدید حدت کا احساس ہوا۔

"تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔"

وہ پریشانی سے بولا۔ مریرہ نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا پھر فوراً ہی کھڑی ہو گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں ٹھیک ہوں۔آپ یہاں کیسے ؟"

بخار کی زیادتی کی وجہ سے اُس کی آواز تھوڑی سی بھاری ہو گئی تھی۔

"تم ٹھیک نہیں ہو۔تم نے کچھ کھایا؟ مجھے معلوم ہے نہیں کھایا ہو گا۔رُکو میں کچھ منگواتا ہوں۔کچھ کھا کر پھر مڈیسن کھا لینا۔"

وہ فکر مندی سے بولا۔مریرہ اُس کی فکر مندی پر حیران ہوئی۔کہاں وہ اُس سے نفرت کرتا تھا اور کہاں اب وہ اُس کی فکر کر رہا تھا۔

"تم جاؤ چینج کر لو تب تک کھانا آ جائے گا۔"

وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اُسکا اور مریرہ کا بہت گہرا رشتہ ہو۔بخار سے اُس کی ہمت ختم ہو رہی تھی۔ تبھی چُپ چاپ چینج کرنے چلی گئی۔اُس کے آنے تک شاہ زمان ملازمہ کے ہاتھ کھانا منگوا چکا تھا۔

"میرا کچھ کھانے کو دل نہیں کر رہا آپ پلیز یہ سب لے جائیں۔"

مریرہ کھانے کو دیکھ کر بولی۔

"دیکھو مریرہ میں جانتا ہوں یہ نکاح جن حالات میں ہوا ہے وہ تمہارے لیے ناقابلِ قبول ہے۔اور میرا بھی یہی حال ہے۔"

دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ تھوڑا آگے ہو کر بولا۔مریرہ اُس کے ساتھ کچھ فاصلے پر نظریں کھانے کی ٹرے پر ٹِکائے بیٹھی تھی۔

"آپ کے ساتھ زبردستی کی ہے انکل نے؟"

دونوں کی نگاہیں ملی۔ایک کی آنکھوں میں دھتکارے جانے کا خوف تھا تو دوسرے کی آنکھوں میں سچائی بتانے کی بے چینی تھی۔

"وہ تو تمہارے ساتھ بھی ہوئی ہے۔"

اُس نے اپنی نگاہیں زمین پر مرکوز کیں۔

"آپ مجھے دو نمبر اور گھٹیا کیوں سمجھتے ہیں؟"

اُس کی آواز نم ہو گئی تھی۔ شاہ زمان نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔

"نہیں میں خود کو نفرت کے قابل سمجھتا ہوں۔"

لہجہ بلکل سرد تھا۔

"مگر آپ نے مجھے وہ سب کہا تھا۔"

مریرہ نے اپنی بات پر زور دیا۔

تم اچھی لڑکی ہو مگر میں بہت بُرا ہوں۔ تم ایک پاکیزہ دل ہو جبکہ میں قابلِ"

"... نفرت

www.novelsclubb.com

اُس کی آنکھوں میں دیکھتے شاہ زمان بولا۔ اُس کے سرد انداز پر مریرہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوئی۔

"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ میں سمجھ نہیں پا رہی۔"

مریرہ اُلجھی۔

ابھی تم آرام کرو۔ باقی باتیں بعد میں سمجھاؤ گا۔ یہ نکاح ایک شرط پر ہوا ہے۔ جو" جلد تمہیں معلوم ہو جائے گی۔ ابھی یہی سمجھ لو کہ یہ ایک قسم کی کنٹریکٹ میرج "ہے۔ اب زیادہ سوچنا مت چلتا ہوں۔

مریرہ نے پلکیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

بس یہی جان لو کہ میں شاہ زمان خانزادہ خود سے محبت نہیں نفرت کرتا" "ہوں۔ اِس لیے مجھ سے دور رہنا۔

اپنی بات کہتے اُس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ جب مریرہ کی بات نے اُس کے قدم جکڑے۔

www.novelsclubb.com

آ گر آپ خود سے نفرت کرتے ہیں تو میں مریرہ خان خود سے محبت کرتی" "ہوں۔ اور میرے نزدیک خود سے نفرت کرنے والے بزدل ہوتے ہیں۔

نجانے اُس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی تبھی وہ بِلا جھجک بولی۔

"شاہ زمان خانزادہ کبھی بزدل نہیں تھا اور نا ہی کبھی ہو گا مریرہ خان۔"

شاہ زمان اُس کی بات سنتا تیزی سے اُس کی طرف مڑا۔

"تو پھر خود سے نفرت کرنا چھوڑ دیں خانزادہ صاحب۔"

مریرہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔

میری زندگی میں دخل مت دو لڑکی۔ورنہ تمہیں خود سے محبت کی بجائے نفرت" "ہو جائے گی۔

تیز تیز قدم اُٹھاتا وہ وہاں سے جا چکا تھا۔اُس کے جانے کے بعد مریرہ وہیں صوفے پر ایک دم سے بیٹھی۔شاہ زمان کی باتیں اُسے مزید اُلجھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اگلی دن ناشتے کی میز پر سب موجود تھے۔ مریرہ بخار کی وجہ سے اپنے کمرے میں تھی۔ اور یہی بات شاہ زمان کو بے چین کر رہی تھی۔ شاید وہ رات میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔ کم از کم اُس کی طبیعت کا ہی خیال کر لیتا۔ پتہ نہیں اُس نے دوائی کھائی بھی تھی یا نہیں۔

"زمان کھانا کھالو بیٹا۔"

زرمین بیگم کی آواز پر اُس کی سوچوں کو محور ٹوٹا۔ وہ فوراً کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ مرحا پہلے ہی مریرہ کے پاس اُس کے کمرے میں تھی۔

"میں نے آج شام میں ایک چھوٹا سا ریسیپشن رکھا ہے از میر اور مرحا کا۔ نکاح افراتفری میں ہوا تھا تو کسی کو بُلانے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ اِس لیے اب شام میں کچھ مہمانوں کو مدعو کیا ہے۔ سب تیار رہنا۔"

تیمور خانزادہ نیپکن سے اپنا منہ تھپتھپاتے اُٹھے۔ اُن کے جانے کے بعد ارمش کی شرارتی رگ فوراً پھڑ پھڑائی۔

"ماما میر بھائیو کے ساتھ لگے ہاتھوں شاہو بھائیو کے بھی ہاتھ پیلے کروادیں۔"

"کیوں تم نے کیا پھوپھو فساد اُبننا ہے۔"

اپنی سوچوں سے نکلتے بے دیہانی میں شاہ زمان کے منہ سے پھسلا۔

"ہاہاہاہاہاہا اوہ بھائی واہ۔ابھی کل نکاح ہوا ہے اور یہاں ارمش کو پھوپھو بعد میں اور فساد اُپہلے بنانے کی پلینگ بھی شروع ہو گئی ہے۔"

میر بھائیو کم کھی کھی کریں۔مرحابھابھی نے بہت مشکل سے گھاس ڈالی ہے۔ کہیں یہ ناہو پورا ہی بائیکوٹ کردیں۔ویسے بھی ارمش خانزادی کے منہ سے نکلی بات فوراً پوری ہوتی ہے۔شاہو بھائیو اسکی بہترین مثال ہیں۔"

دانتوں سے سیب کترتی وہ ازمیر کو جتا رہی تھی۔ازمیر نے فوراً اُس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑے۔کیونکہ وہ مرحا سے اب بائیکوٹ نہیں کر سکتا تھا۔

"کون سی مثال؟"

شاہ زمان نا سمجھی سے بولا۔اِس سے پہلے ارمش کا پول کُھلتا سامنے سے مریرہ اور مرحا آتے دیکھائی دیے۔ارمش نے جان بچنے پر فوراً شکر کیا۔

"ماما مریرہ کو سمجھائیں نا اتنا تیز بخار ہے اور میڈم کو آفس جانے کی پڑی ہے۔میری تو نہیں ہی سُن رہی آپ ہی کچھ کہیں۔"

مرحا بے چارگی سے زرمین بیگم سے بولی۔ازمیر کی دیکھا دیکھی مرحا بھی زرمین بیگم کو ماما اور تیمور خانزادہ کو بابا کہنے لگ گئی تھی۔شاہ زمان نے چور نظروں سے مریرہ کا جائزہ لیا۔وہ پہلے سے بھی کمزور لگ رہی تھی۔چہرہ کا رنگ بخار کی وجہ سے زرد ہو رہا تھا۔آنکھوں کے نیچے ہلکے نمایاں تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں بلکل ٹھیک ہو آنٹی۔آج بہت ضروری کام ہے آفس میں صادق صاحب کی کال آئی تھی۔میں جلدی آجاؤں گی۔"

"پر بیٹا تمہیں بخار ہے اور شام کو ریسیپشن بھی ہے مرحا کا۔اُس کی تیاری بھی تو کرنی ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوئی بات نہیں آنٹی میری فکر نا کریں میں ٹھیک ہوں۔اور شام سے پہلے آجاؤں"
"گی۔خدا حافظ۔

اپنا بیگ اُٹھاتی وہ باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔

رُکو باہر وائٹ مرسیڈیز کھڑی ہے اُس میں جا کر بیٹھ جاؤ۔میں بھی آفس ہی جا رہا"
"ہوں۔

بلیک کافی کا گھونٹ بھرتے وہ بولا۔مریرہ نے مڑ کر اُس ستمگر کو دیکھا۔جو رات کو خود سے دور جانے کا کہہ رہا تھا اور اب پھر سے ساتھ لے کر چلنا چاہتا ہے۔اپنی سوچیں جھٹکتی وہ خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ گئی۔اُس کے جاتے ہی وہ بھی کیز اُٹھاتا سب کو خدا حافظ کہہ کر باہر کی طرف بڑھا۔

گاڑی کا دورازہ کھولتے اُسے شدید حیرت ہوئی۔گاڑی بلکل خالی تھی۔غصّے میں اُس نے پورے پورچ میں نظر دوڑائی۔مگر شاید وہ جا چکی تھی۔غصّے سے کھولتا وہ گاڑی میں بیٹھا۔مین روڈ پر گاڑی پہنچتے ہی اُسے مریرہ پیدل جاتی دیکھائی دی۔شاہ زمان کو

اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا۔ مطلب اُس کے ساتھ جانے کی بجائے مریرہ نے پیدل جانے پر ترجیح دی۔ یعنی اُس کی بات کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔ سائیڈ پر گاڑی روکتا وہ تیزی سے اُس کی طرف بڑھا۔ مریرہ نے اپنے پیچھے گاڑی رُکنے کی آواز سُنی تھی مگر وہ وہم سمجھ کر دوبارہ چلنے لگی۔ لیکن جیسے ہی اُسے محسوس ہوا کہ کوئی مسلسل اُس کے پیچھے آرہا ہے وہ اور تیز تیز چلنے لگی۔ شاہ زمان نے اُس کی سپیڈ بڑھتے دیکھ کر خود کی سپیڈ بڑھائی اور ایک دم سے اُس کے سامنے آکر رُکا۔ مریرہ نے بروقت بریک لگائی ورنہ شاید وہ سیدھا شاہ زمان سے ٹکراتی۔

"یہ کیا حرکت ہے؟"

www.novelsclubb.com

"وہی تو یہ کیا حرکت ہے مِس خان؟"

اُس کے مِس کہنے پر مریرہ کو جی بڑھ کر غصّہ چڑھا۔

"میں مِس نہیں مسز خانزادہ ہوں۔"

اُس نے بِنا سوچے سمجھے بولا۔

"ویٹ ایور جو بھی ہو تم گاڑی میں بیٹھو۔"

بلیک پینٹ اور شرٹ پہنے، آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے وہ حکم دیتے بولا۔ دھوپ میں اُس کی سفید رنگت مزید دمک رہی تھی۔

"میں جو بھی نہیں ہوں سمجھے آپ۔ میں کسی غیر کی کار میں نہیں بیٹھتی۔"

وہ بھی ایسے کیسے آسانی سے مان جاتی۔ اپنی رات والی بے عزتی کا بدلہ بھی لینا تھا آخر۔

www.novelsclubb.com

"اوہ ریلی تو کیار کشے والے تمہارے ماموں کے بیٹے ہیں؟"

گلاسز اُتارتا وہ مزاق اُڑاتے لہجے میں بولا۔

"ماموں کے ہوں یا پھوپھو کے آپ کو کیا؟" "ہٹیں میرے راستے سے۔"

سنو لڑکی تمہارے راستے کچھ وقت کیلئے ہی سہی پر مجھ سے جڑ چکے ہیں۔اِس لیے "
"اپنے پھوپھو اور ماموں کے بیٹوں کو چھوڑو اور شرافت سے جا کر گاڑی میں بیٹھو۔

شاہ زمان کے کہنے پر مریرہ کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی۔جو شاہ زمان کی تیز نظروں سے بلکل بھی نا بچ سکی۔

"نہیں بیٹھو گی میں جو مرضی کر لیں۔"

نمی اپنے اندر اُتارتے وہ ضدی لہجے میں بولی۔

چیلنج کر رہی تم مجھے شاہ زمان خانزادہ کو۔سوچ لو مجھے ویسے بھی چیلنجز بہت پسند "
"ہیں۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میں کسی کو چیلنج نہیں کر رہی بس آپ کی کہی بات کا مان رکھ رہی ہوں۔"

مریرہ کے کہنے پر وہ نا سمجھی سے اُس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کون سی بات؟"

ارے خانزادہ صاحب اتنے جلدی بھول گئے۔ چچچچچ کم از کم اپنی کہی باتیں تو یاد" رکھ لیا کریں۔ خیر آپ نے خود سے دور رہنے کو بولا تھا اور میں وہی کر رہی "ہوں۔اب ہٹیے میرے راستے سے۔

سینے پر ہاتھ باندھتے اُس نے شاہ زمان کو باور کرایا۔ شاہ زمان کو بجائے غصّہ آنے کے اُس کی اچھی یاداشت پر ہنسی آئی۔ جسے وہ بڑے آرام سے ضبط کر گیا۔

یارا اتنی چھوٹی بات کیلئے تم گھنٹے سے مجھے روڈ پر دھوپ میں خوار کر رہی تھی۔دور" رہنے کا ہی کہا تھا میں نے۔اور اب بھی میں نے صرف گاڑی میں بیٹھنے کو بولا "ہے۔کچھ اور مت سمجھو لڑکی۔چُپ چاپ گاڑی میں بیٹھو۔

"جو بھی ہے مگر میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

وہ غصّے میں کچھ غلط بات نہیں بولنا چاہتی تھی۔ تبھی سائیڈ سے نکلتی آگے بڑھ گئی۔شاہ زمان نے پھرتی سے اُس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔اور زبردستی اُسے ساتھ لیے گاڑی کی طرف بڑھا۔ پیچھے وہ ہاتھ چھڑانے کی کوششیں کرتی رہی۔

اگر تم ضدی ہو تو شاہ زمان خانزادہ مہا ضدی ہے۔اور مجھے نا سننے کی عادت نہیں"
"ہے۔

اُس کو گاڑی میں زبردستی بیٹھاتا وہ ایک ہاتھ دروازے پر رکھ کر تھوڑا سا اُس کی طرف جھک کر بولا۔

نا سننے کی عادت ڈال لیجیے خانزادہ صاحب۔کیونکہ مریرہ خان صرف اپنے دل کی"
"سننے کی عادی ہے۔

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ نڈر انداز میں بولی۔

"یو مین مسز خانزادہ رائٹ۔"

اُس نے طنزیہ مسکراہٹ اُس کی طرف اُچھالی۔

"نو آئی سیڈ مریرہ خان اوکے۔"

وہ پُر سکون انداز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"اوکے مسز خانزادہ۔"

مسکراہٹ دباتا وہ گھوم کر اپنی جگہ پر آکر بیٹھا۔ گاڑی سٹارٹ کرتا وہ اُسے اپنی مسکراہٹ سے مزید چیڑا رہا تھا۔ مریرہ نے اُس وقت کو کوسا جب اُس کے منہ سے مسز خانزادہ نکلا تھا۔

"گاڑی آہستہ چلائیں پلیز۔"

تھوڑی دیر بعد ہی مریرہ کی آواز پر شاہ زمان نے اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑی ہوئی تھی۔ ماتھے پر پسینہ کی چند بوندیں جگمگا رہی تھی۔ اور لب کچھ پڑھنے میں مصروف تھے۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں ڈر لگ رہا ہے؟"

"نننہیں مجھے ڈر نہیں لگ رہا۔ بس یہ لگ رہا ہے کہ آپ مجھ سے پیچھا چھڑانے کے چکر میں مجھے باہر ہی نا گرا دیں۔"

خود پر ضبط کرتے اُس نے بات ہی بدل دی۔

ہنہہ میں نے اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنی ہے کیا۔ باہر صرف تم تھوڑی گرو گی" پوری گاڑی ہی الٹ جائے گی۔ پھر دونوں کے ہی ٹکرے ٹکرے ہو جانے "ہیں۔اِس لیے میں نارمل ڈرائیو کر رہا ہوں۔

سر جھٹکتا وہ گاڑی کی سپیڈ ہلکی کرتے ہوئے بولا۔ مریرہ نے اُس کی بات پر خوف سے تھوک نگلا۔

"...سنیے"

ازمیر صوفے پر بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا۔ مرحا کی آواز پر اُس نے موبائل سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا جہاں وہ پریشان صورت بنائے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا وہ مرحا سب ٹھیک ہے؟"

"یہ ڈریس دیکھیں۔"

مرحا نے پستہ رنگ کا عروسی جوڑا اُس کے سامنے پھیلایا۔

"کیا ہوا آپ کو پسند نہیں آیا؟"

"نہیں ازمیر یہ بات نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ ڈریس گود میں رکھتی اُس کے ساتھ ہی بیٹھی۔

"پھر کیا بات ہے؟"

ازمیر کو ابھی بھی سمجھ نا آیا کہ وہ آخر پریشان کس بات پر ہے۔

"یہ جو ڈریس ہے نا یہ بہت ہیوی ہے۔"

ڈریس پر نظریں جمائے بلآخر اُس نے بولا۔

"تو پرابلم کیا ہے؟"

"پرابلم یہ ہے کہ یہ ڈریس اتنا ہیوی ہے کہ میں اِسے بامشکل اُٹھا پا رہی تھی پہنوں گی کیسے؟"

مرحا پریشانی سے بولی۔

"جیسے سب پہنتے ہیں آپ بھی ویسے پہن لیجیے گا سمپل۔"

ازمیر مسکرایا۔

"لیکن میں گر جاؤں گی۔ کیونکہ اِس کے ساتھ اتنی بڑی ہیل والی شوز بھی ہے۔"

"مسز میں آپ کے ساتھ ہوں گا پریشان مت ہوں۔"

ازمیر نے اُس کا ہاتھ پکڑا۔

"آپ کو الہام ہو گا کہ مرحا گرنے والی ہے اِسے پکڑ لوں میں۔"

www.novelsclubb.com

مرحا کی بات از میر نے قہقہ لگایا۔

"ہاہاہا مرحا اتنی معصوم کیوں ہیں آپ؟"

"میں معصوم نہیں ہوں بس ڈر لگ رہا اگر گر گئی تو لوگ کتنا ہنسیں گیں۔ پتہ ایک دفعہ ہم ایک شادی میں گئے ماما بابا بھی ساتھ تھے۔ تب وہاں دلہن پاؤں مڑنے پر اتنے زور سے گری۔ سب ہنسنے لگ گئے۔ یہاں تک کے اُس کا دلہا بھی ہنس رہا تھا۔ میں اور مریرہ تو بہت زور سے ہنسے تھے۔"

مرحا منہ بنا کر بولی۔ ایسا کرتے وہ بہت کیوٹ لگی۔

"اچھا میں آپ کا ہاتھ پکڑ لوں گا پہلے ہی۔ پھر تو نہیں گریں گیں نا؟"

"اگر آپ میرا ہاتھ پکڑیں گیں تو مرحا کبھی نہیں گرے گی۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ اُس کے اظہار نے از میر کو اندر تک سرشار کر دیا۔

>>«<>>«<>>«<>>«<>>«<>>«<>>>>«<>>«<>>«<>>«<>>«<>>>>>

وہ شاہ زمان کو سوٹ دینے اُس کے کمرے میں آئی تھی۔ آفس سے آنے کے بعد وہ اب اُس کا سامنا کرنے والی تھی۔ شاہ زمان شاید واشروم تھا تبھی کمرہ خالی تھا۔ سوٹ بیڈ پر رکھ کر وہ مڑی ہی تھی کہ اُسے ٹیرس کا سلائیڈنگ ڈور کھلا ہوا نظر آیا۔ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتی وہ ٹیرس پر گئی جہاں کالے رنگ سے بنی پینٹنگ سوکھنے کیلئے پڑی تھی۔ پورے کینوس پر کالا رنگ بکھیرا گیا تھا۔ جبکہ درمیان میں سفید رنگ کے چھڑکاؤ سے ستارے بنائے ہوئے تھے۔ مریرہ کو پہلی ہی نظر میں وہ پینٹنگ بے حد حسین لگی۔

"تم .... تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

تولیے سے بال رگڑتا وہ سپاٹ چہرہ لیے اُس کے قریب آیا۔

"یہ پینٹنگ بہت خوبصورت ہے۔آپ نے کہاں سے لی ہے؟مجھے بھی ایسی لینی ہے۔"

مریرہ نے نظریں ابھی بھی پینٹنگ پر جمی تھی۔شاہ زمان نے ایک نظر پیچھے پڑی پینٹنگ کو دیکھا۔

"تمہیں اتنی پسند آئی ہے تو تم رکھ لو۔"

اُس کے اتنے آرام سے کہنے پر مریرہ حیرت سے اُس کی طرف مڑی۔

"مگر یہ بہت قیمتی ہو گی۔اور ویسے بھی یہ آپ کی ہے میں کیسے لے سکتی ہوں؟"

"میرے لیے یہ بہت معمولی پینٹنگ ہے۔میں دوسری بنالوں گا۔"

"یہ آپ نے بنائی ہے؟آپ کو پینٹنگ آتی ہے؟"

"کیوں میرے پینٹنگ کرنے پر پابندی ہے؟"

جواب کی بجائے اُلٹا سوال کیا گیا۔

"نہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کو پینٹنگ آتی ہے۔"

"معلوم ہوتا بھی تو تم کون سا میرا کچھ بگار سکتی ہو۔"

ہمیشہ کی طرح اُس کے جواب عجیب ہی ہوتے تھے۔

میں اب بھی آپ کا کچھ نہیں بگار رہی بس اتنا پوچھ رہی تھی کہ آپ کو پینٹنگ آتی" ہے۔اِس کا جواب آپ سیدھی طرح ہاں بول کر بھی دے سکتے تھے۔مگر نہیں ہر "بات پر بحث کرنا تو فرض ہے آپ کا۔

"باتیں چھوڑو کام بولو کیوں آئی ہو یہاں؟"

ہاں وہ آپ کا ڈریس آنٹی نے بھیجوایا تھا باہر میرا مطلب اندر بیڈ پر رکھا ہے۔اِسی" "کام سے آئی تھی جا رہی ہوں میں۔

مریرہ غصّے سے کہتی واپس کمرے کی طرف بڑھی۔

"...سنو"

شاہ زمان کی پکار پر وہ رُکی مگر مڑی نہیں۔

"یہ پینٹنگ لیتی جاؤ۔"

"نہیں چاہیے مجھے۔آپ رکھیں اپنی پینٹنگ سنبھال کر۔"

وہ شاہ زمان کی طرف مڑی۔اُس کی بات کر شاہ زمان نے مسکراہٹ دبائی۔پینٹنگ اُٹھاتا وہ مغرور چال چلتا اُس کے قریب گیا۔

"منہ دکھائی کا تحفہ سمجھ کر رکھ لو۔"

پینٹنگ اُسے پکڑا کر وہ سیٹی بجاتا بیڈ سے سوٹ اُٹھا کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہنہہ منہ دکھائی کا تحفہ مائی فٹ۔"

پینٹنگ کو بیڈ پر رکھتی وہ پیر پٹختی باہر چلی گئی۔

سب لوگ حال پہنچ گئے تھے۔ازمیر نے ڈارک بلیو پینٹ کوٹ پہنا تھا۔بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔اُس کے ساتھ کھڑے شاہ زمان نے بلیک پینٹ کوٹ پہنا تھا۔چہرہ پر چھائی سنجیدگی اُسے مزید پُرکشش بنا رہی تھی۔دونوں سٹیج پر کھڑے تھے۔اتنے میں عباد سٹیج پر اُن کے قریب آیا۔وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے وہ بھی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"خیر ہے ازمیر صاحب آج ولیمہ ہے اور دلہن آپ کے بغیر اینٹری کر رہی ہے۔"

اُسے اکیلا کھڑا دیکھ کر عباد شرارت سے بولا۔

"یہ میری جو ایک عدد بہن ہے نا یہ کارنامہ اُسی کا ہے۔"

www.novelsclubb.com

دانت پر دانت جمائے وہ بولا۔ کہاں اُس نے مرحا کا ہاتھ تھام کر اینٹری کرنی تھی اور کہاں اب وہ یہاں کھڑا اُس کا انتظار کر رہا ہے۔ ارمش نے اُس کے سارے خوابوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

"ہاں ہاں بھابھی کے آتے ہی میری بہن اب بُری لگے گی۔"

شاہ زمان بھی اُسے تنگ کرنے کی نیت سے بولا۔ اتنے میں حال کے دروازے پر سپوٹ لائٹ اوپن ہوئی۔ مختلف رنگوں کی سپورٹ لائٹ میں وہ پستہ رنگ کا عروسی جوڑا پہنے، سر پر ہم رنگ خوبصورت سا حجاب اُوڑھے دنیا کی سب سے حسین دلہن لگ رہی تھی۔ ازمیر نے پہلے کبھی کسی دلہن کو حجاب میں نہیں دیکھا تھا مگر مرحا کو دیکھنے کے بعد اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ حجاب میں زیادہ حسین لگتی تھی۔ اُس کے ایک طرف مریرہ بلیک کلر کی گھیر دار فراک پہنے ہم رنگ حجاب پہنے سپورٹ لائٹ میں نمایاں ہو رہی تھی۔ جبکہ دوسری طرف ارمش نے پنک کلر کی ٹیل والی میکسی پہنی تھی۔ بالوں کو اوپر سے سٹریٹ اور نیچے سے کرل کر کے

کھولے چھوڑے تھے۔آرام آرام سے چلتی وہ تینوں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ازمیر نے آگے بڑھ کر مرحا کا ہاتھ تھاما اور اُسے ساتھ لیے سٹیج کی طرف بڑھا۔ساتھ ساتھ چلتے وہ دونوں پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے۔مریرہ نے نم آنکھوں سے اپنی بہن کو دیکھ کر اُس کی دائمی خوشیوں کیلئے دعا کی۔

"تم کیوں رو رہی ہو؟"

اپنے قریب اچانک شاہ زمان کی آواز سُن کر وہ اُچھلی۔

"میں تو نہیں رو رہی۔"

فوراً سے آنکھیں صاف کرتی وہ مکر گئی۔

"اچھا اچھا پھر شاید تمہارے کاجل سے پانی بہہ رہا ہو گا۔"

شاہ زمان کا اشارہ اُس کے آنسوؤں کی طرف تھا۔

"...آپ کا مسئلہ"

"اسلامُ علیکم بیٹا۔"

مریرہ کی بات کسی خاتون کے آنے سے اُدھوری رہ گئی۔

"واعلیکم اسلام جی فرمایئے؟"

شاہ زمان اُن خاتون سے بولا۔ساتھ میں کھڑے اُس کے بیٹے کو بھی گھورا۔

"بیٹا تمہارا نام کیا ہے؟"

شاہ زمان کو اگنور کرتی وہ مریرہ سے بولی۔شاہ زمان کو اُن کا انداز عجیب لگا۔عجیب تو مریرہ کو بھی لگا۔مگر اُس نے نظر انداز کیا۔

www.novelsclubb.com

"میرا نام مریرہ ہے۔"

"اچھا ماشاءاللہ بہت پیارا نام ہے۔یہ میرا بیٹا ہے جمشید۔ماشاءاللہ سے کیمیل انجینئر ہے۔"

وہ خاتون اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ جو پہلے ہی مریرہ کو گھور رہا تھا۔ مریرہ نے شاہ زمان کی طرف دیکھا۔ وہ جمشید نامی لڑکے کو ہی دیکھ کم اور گھور زیادہ رہا تھا۔

"بیٹا تمہارا گھر کہاں ہے؟"

اِس بار وہ دونوں کو دیکھ کر بولی۔

"کیوں آنٹی کوئی کام ہے کیا؟"

شاہ زمان تیوری چڑھا کر بولا کیونکہ اُسے اب جمشید کا مسلسل مریرہ کو گھورنا غصّہ دلا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ارے بیٹا کام نہیں ہے بس تمہاری بہن مجھے بہت اچھی لگی ہے۔ میں اِس کا رشتہ "
"اپنے بیٹے جمشید کیلئے مانگنا چاہتی ہوں۔

اُن کے بہن کہنے پر مریرہ نے پوری آنکھیں کھول کر اُنہیں دیکھا۔ جبکہ شاہ زمان تیوری چڑھا کر اُن کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ آنٹی بہن نہیں ہے یہ میری بیوی ہے۔ کم از کم رشتہ مانگنے سے پہلے پوچھ تو لیا کریں۔"

شاہ زمان زرا سخت لہجے میں بولا۔ وہ خاتون فوراً شرمندہ ہو کر معزرت کرتی وہاں سے غائب ہوئی۔ اُن کے جانے کے بعد مریرہ کو اُن کی بات پر ہنسی آرہی تھی۔

"تمہارے کیوں دانت نکل رہے ہیں؟ زیادہ پسند آگیا ہے وہ جمشید تو بتادو."

شاہ زمان کڑے تیور لیے مریرہ کی طرف مڑا۔

"استغفراللہ پسند بھی یہی جمشید آنا تھا۔"

کانوں کو ہاتھ لگاتی وہ ایسے بولی جیسے سچ میں اُس کی شادی جمشید سے ہو رہی ہو۔

"تو تمہارے لیے کیا بِل گیٹس کا رشتہ آئے گا؟"

www.novelsclubb.com

"اُس کا ناسہی جہان، فارس یا سالار کا آجائے گا۔"

"اب یہ تینوں کون ہیں؟"

ناولوں کی دنیا کے ہیرو۔ بس میرے لیے اصل میں تینوں میں سے کوئی آ"
"جائے۔

شرم کرو تھوڑی مختصر عرصے کی بیگم شوہر سامنے کھڑا ہے اور تم نامحرم سے رشتے"
"جوڑنے کا سوچ رہی ہو۔

ہاں تو آپ نے تو ویسے بھی یہ نکاح کسی شرط پر کیا ہے تو آپ کو فرق نہیں پڑنا"
"چاہیے شاہ صاحب۔

www.novelsclubb.com

اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔ جبکہ شاہ زمان اُس کے شاہ کہنے پر سُن کھڑا رہ گیا۔ شاہ تو اُسے وہ بھی کہتی تھی تو کیا فریحہ کی طرح مریرہ بھی اُس سے نفرت کرے گی۔ یہ سوچتے ہی شاہ زمان کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔ وہ تیزی

سے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا باہر کی طرف بڑھا۔وہ شرمندہ ہوتی شاہ زمان سے اپنے لفظوں کی تلخی پر معافی مانگنے آرہی تھی اُسے ایسے جاتے دیکھ کر اُس کے پیچھے لپکی۔شاہ زمان پارکنگ ایریا میں آکر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتے اُس نے اپنا کوٹ اور ٹائی اندر پھینکیں۔اور جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

مریرہ کو اُس کی حالت پر تشویش ہوئی۔

"تم... تم بھی مجھ سے نفرت کرو گی۔جیسے وہ کرتی تھی۔"

سگریٹ نیچے پھینکتے اُس نے دونوں بازوؤں سے مریرہ کو جکڑا۔مریرہ کو وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں لگ رہا تھا۔

تم بھی ہر بات پر جھوٹ بولو گی۔رات کو پارٹیز کا بہانا کر کے لیٹ آؤ گی۔شرابیں"
"پیو گی ہاں۔دوسرے مردوں کے ساتھ رہو گی۔

شاہ زمان کی بات پر مریرہ نے ایک زوردار تھپڑ اُس کے منہ پر مارا۔وہ بھی جیسے ایک دم ہوش میں آیا۔اُس کے بازو چھوڑتا وہ زرا دور ہوا۔

پاگل ہو گئے ہیں آپ۔کیسی واہیات باتیں کر رہے ہیں؟ہوش میں تو ہیں"
آپ؟آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں ایسا کوئی کام کر سکتی ہوں۔مانا کہ آپ مجھے
"گھٹیا سمجھتے ہیں مگر میں ایسا کرنے سے پہلے مرنا پسند کرو گی۔

تیز تیز بولتے اُس کا سانس پھولنے لگ گیا تھا۔آنسو تیزی سے اُس کی آنکھوں سے گر رہے تھے۔نفی میں سر ہلاتی وہ حال کے اندرونی حصے کی طرف بھاگی۔شاہ زمان نے بے بسی سے گاڑی کے بونٹ پر مُکہ مارا۔ہمیشہ وہ فریحہ کی یادوں اور باتوں کی وجہ سے مریرہ کو ہرٹ کر دیتا تھا۔گاڑی میں بیٹھتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلا۔

<<<<<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>>

"ارمش بیٹا یہ مریرہ نظر نہیں آرہی کہاں ہے؟"

زرمین بیگم مریرہ کی غیر موجودگی محسوس کرتے ہوئے بولی۔

"میرے خیال سے وہ شاہو بھائی کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ وہ بھی نظر نہیں آرہے۔"

ارمش کہتی دوبار سیلفی لینے میں مصروف ہوگئی۔ مرحا بھی اُس کی بات سُن کر تھوڑا ریلیکس ہوئی کیونکہ وہ خود بھی مریرہ کو ڈھونڈ رہی تھی۔

مریرہ وہاں سے بھاگتی ہوئی واشروم گئی۔ جی بھر کر آنسو بہانے کے بعد وہ انکھیں صاف کرتی چہرے پر مسکراہٹ سجاتی حال میں داخل ہوئی۔ اِدھر اُدھر دیکھے بغیر وہ سیدھا سٹیج پر جا کر ازمیر اور مرحا کے ساتھ پڑی خالی چیئر پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں مریرہ؟"

مرحا اُس کی سُرخ آنکھیں دیکھ کر بولی۔ازمیر نے بھی سر موڑ کر اُسے دیکھا۔

"کچھ نہیں ہوا آپو۔بس سر میں درد ہو رہا ہے۔"

مریہ زبردستی مسکرا کر بولی۔

"تم اتنی دیر سے تھی کہاں؟"

"میں یہی تو تھی شاید آپ نے نہیں دیکھا۔"

"مگر تمہاری آنکھیں کیوں لال ہیں؟"

"آپو بازو میں درد ہے اور پھر سے بخار ہو رہا ہے۔ تبھی شاید آنکھیں لال ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں گڑیا فنکشن ختم ہو گیا ہے بس گھر چلتے ہیں۔"

ازمیر کی بات پر اُس نے بامشکل سر ہلایا۔ازمیر نے تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم کو بُلایا۔سارے مہمان ویسے ہی جا چکے تھے۔اِس لیے وہ لوگ بھی گھر کیلئے روانہ ہوئے۔

»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»

وہ ایک ہاتھ سے سگریٹ پینے میں مصروف تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"تم ایک پاگل انسان ہو۔"

"نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔سنائی کم دیتا ہے۔"

"نفرت ہے مجھے تم سے۔تم صرف نفرت کے قابل ہو۔"

فُل سپیڈ میں ڈرائیو کرتے اُس کے کانوں میں بس یہی آوازیں گونج رہی تھی۔رات کے تین بجے سنسان سڑک پر اُس کی گاڑی کبھی دائیں تو کبھی بائیں ہو رہی تھی۔وہ اِس وقت بلکل بھی اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے تم سے محبت کی تھی فریحہ۔اور تم نے مجھے اِس کی اتنی بڑی سزا دی۔"

بند ہوتی آنکھوں سے اُس نے سامنے سے آتے ٹرک کو دیکھا پھر اُس کی انکھوں کے آگے فریحہ کا سایہ لہرایا۔جو اُس پر ہنس رہی تھی۔ساتھ ہی اُسے مریرہ نظر آئی۔

"میں نے تمہاری وجہ سے اُسے بھی تکلیف پہنچائی۔"

مریرہ کا آنسو سے بھیگا چہرہ سامنے آتے ہی وہ تلخی سے مسکرایا۔اُس کے بعد اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ڈرائیو کرتے ہاتھ بلکل ساکت ہو چکے تھے۔اُس کی آنکھیں بند ہوتے ہی ایک زوردار دھماکا ہوا۔

www.novelsclubb.com

پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے یہ گدھا؟ کبھی سکون نہیں لینے دیتا۔آدھی آدھی رات" تک تو آوارہ گردیاں کرنی ہوتی ہیں اِس لڑکے کو۔دوبارہ فون ملاؤ ارمش اور کہو فوراً "گھر آئے۔

صبح کی اذانیں شروع ہو چکی تھیں مگر شاہ زمان کا کچھ آتہ پتہ نہیں تھا۔مریرہ بھی صوفے پر بیٹھی بے چینی سے گھڑی کو دیکھ رہی تھی جو پانچ سے اوپر کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔مرحا اُس کے سامنے سادہ سے سوٹ میں ملبوس بیٹھی زرمین بیگم کو تسلیاں دے رہی تھی۔تیمور خانزادہ صوفوں کے قریب کھڑے تھے۔ساتھ ہی ارمش کھڑی بار بار شاہ زمان کو کال ملا رہی تھی۔ازمیر بھی اُس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آ گئی زمان کی کال۔"

ازمیر اپنا فون رنگ ہونے پر بولا۔مگر سکرین پر عباد کا نمبر دیکھ کر چونکا۔اِس وقت عباد کی کال کیوں آ رہی تھی۔اُسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"میری بات کرا زرا گدھے سے۔"

تیمور خانزادہ آگے آئے۔

"بابا ایک منٹ عباد کی کال ہے۔"

ازمیر نے کہتے ہی کال اوکے کی۔

ہیلو عباد ہاں بولو سب ٹھیک ہے... کیا.... کب... کون سے ہاسپٹل... ٹھیک"

"ہے میں آتا ہوں۔

اُس کی بات سنتے ہی ازمیر کے چہرے کی ہوائیاں اُڑ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

زمان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔اُس کی حالت بہت خراب ہے۔ہمیں فوراً ہاسپٹل جانا"

"ہو گا۔

ازمیر تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔باقی سب بھی تیزی سے اُس کے پیچھے بھاگے۔

زندگی کبھی حسین تو کبھی غمگیں لگتی ہے۔وقت کبھی بھی ایک جیسا نہیں لگتا۔ کبھی ماضی کی یاد ستاتی ہے تو کبھی مستقبل کی فکر پریشان رکھتی ہے۔بس ایک سانحہ انسان کو عرش سے فرش پر پٹخ کی طاقت رکھتا ہے۔اور ہم اُس سانحے کی تکلیف دہ یادوں میں ڈوب کر اپنی باقی زندگی کی خوشیاں بھی کھو دیتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

باب دوم : ذاتِ نفی

ذ: ذرہ ذرہ بکّھرنے لگا ہوں

ا: ایک بار پھر سے ٹوٹنے لگا ہوں

تِ: تعلقِ زندگی چھوڑنے لگا ہوں

ن: نمی آنکھوں کی بہانے لگا ہوں

ف: فلسفہ اپنا سنانے لگا ہوں

ی: یہ میں پھر سے اپنی ذات کی نفی کرنے لگا ہوں

www.novelsclubb.com

ہاسپٹل میں خطرناک حد تک سناٹا تھا۔سب لوگ اندر آئی سی یو میں موجود شخص کیلئے دعا گو تھے۔ایک طرف چیئر زپر اپنے آنسو روکتے دعاؤں میں مشغول زرمین بیگم، مرحا اور ارمش بیٹھی تھیں۔ تیمور خانزادہ اُن کے بلکل سامنے والی چیئر پر بیٹھے تھے۔درمیان میں بے چینی سے ازمیر یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا۔جبکہ آئی سی یو کے پاس وہ بت بنی کھڑی تھی۔آئی سی یو کے دروازے کے پاس کھڑی مریہ نے دروازے پر بنے گول سے کھڑکی نما سوراخ سے اندر جھانکا جہاں وہ پوری دنیا سے بے خبر ہو کر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمان کی کار ٹرک سے نہیں ٹکرائی تھی۔ٹرک والے نے اُس کی کار دیکھ کر اپنا ٹرک موڑ لیا تھا۔مگر شاہ زمان کی کار مڑتے ٹرک سے ٹکرا کر درخت میں لگی تھی۔ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ کسی دماغی سٹریس کی وجہ سے وہ شاید پہلے ہی بیہوش ہو گیا تھا تبھی گاڑی کے شیشے اُس کے منہ پر نہیں لگے۔ مگر باقی اُسے بہت زیادہ چوٹیں آئیں

تھیں۔خاص طور پر اُس کا ایک بازو بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔حادثے ہونے پر لوگوں نے پولیس کو بُلایا تھا تبھی عباد بھی وہاں موجود تھا۔

"دیکھیں آپ کے پیشنٹ کچھ بہتر ہیں پر ابھی آپ دعا کریں۔جب تک اُنہیں ہوش نہیں آجاتا تب تک اُن کیلئے خطرے کی بات ہے۔"

ڈاکٹر کی بات پر مریرہ ایک دم سے باہر کی طرف بھاگی۔ازمیر اُسے جاتا دیکھ کر اُس کی پیچھے گیا۔مریرہ بھاگتی ہوئی ہاسپٹل کے بیرونی حصے میں آئی۔

"گڑیا رو کو کہاں جا رہی ہو؟"

ازمیر نے اُسے روکا۔مریرہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھا۔

"بھائی میں نے اُنہیں کچھ نہیں کہا تھا میرا یقین کریں۔"

کیا کہہ رہی ہو؟ مجھے پوری بات بتاؤ مریرہ تم حادثے سے پہلے اُس کے ساتھ تھی"

"نا؟ کیا ہوا تھا وہاں جو وہ اتنے سٹریس میں ڈرائیو کر رہا تھا؟

ہاں میں اُن کے ساتھ تھی۔ وہ پتہ نہیں عجیب عجیب باتیں کر رہے تھے۔ وہ کہہ "

"..... رہے تھے کہ

مریرہ نے حرف باحرف ساری بات ازمیر کے زیرِ گوش کی۔

"اِس میں تمہاری غلطی نہیں ہے گڑیا۔ یہ سب اُس کے جُرم کی سزا ہے۔"

مریرہ نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اُٹھا کر ازمیر کی بات کا مطلب جاننا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"کیسی سزا ازمیر بھائی؟"

"... ایک لڑکی سے دوستی کر کے اُسے اپنی زندگی میں شامل کرنے کی سزا"

"مطلب؟"

"لمبی بات ہے چلو وہاں بیٹھتے ہیں۔"

ازمیر اُسے ساتھ لیے سامنے درخت کے ساتھ بنے بنچوں کی طرف بڑھا۔

"یہ بات تب کی ہے جب زمان آج سے تین سال پہلے لنڈن کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں پڑھنے گیا تھا۔اور وہیں سے اُس کی سزا شروع ہوئی۔جو کچھ تب سے اب تک ہوا وہ آج تک اُس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔"

"ایسا کیا ہوا تھا ازمیر بھائی پلیز مجھے بتائیں۔"

مریرہ کی بات پر ازمیر نے گہرہ سانس لیا اور بات شروع کی۔

www.novelsclubb.com

»»«‹›»«‹›»«‹›»«‹›»»«‹›»«‹›»«‹›»»«‹›»«‹›»«‹›»«

(پاسٹ)

آنکھوں پر گلاسز لگائے وہ سیٹی کی دُھن بجاتا تیزی سے کلاس روم میں داخل ہو رہا تھا۔جب کسی سے بہت زور سے ٹکرایا۔لانگ سکرٹ کے ساتھ فُل نیٹ کے سلیوز والی ٹاپ پہنے وہ نزاکت سے اپنے بازو سہلا رہی تھی۔گولڈن رنگ کے بال جو اینڈ سے ریڈ کلر کے ڈائی ہوئے تھے اُن میں سے چند لٹیں اُس کے چہرے پر آ رہی تھیں جنہیں اُس نے اپنے ایک ہاتھ سے کانوں کے پیچھے کیا۔

"آر یو بلائینڈ؟ پتہ نہیں کیسے کیسے لوگ اتنی بڑی یونی میں پڑھنے آجاتے ہیں۔"

بازو سہلاتے فریحہ نے پہلے انگلش میں شاہ زمان سے کہا پھر اردو میں خود سے بڑبڑائی کیونکہ اُسے معلوم نہیں تھا کہ شاہ زمان کو بھی اُردو آتی ہے۔

"میڈم اندھا میں نہیں ہوں آپ ہیں۔اور ہاں اگر آپ جیسے لوگ اِس اتنی بڑی یونیورسٹی میں پڑھ سکتے ہیں تو مجھ جیسے لوگوں کیلئے یہ ایک معمولی بات ہے۔"

دوٹوک لہجے میں کہتا شاہ زمان کلاس میں داخل ہوا۔فریحہ نے ستائشی نظروں سے اُس کی پیٹھ کو گھورا۔وہ ایسا ہی تھا لڑکیوں سے الرجک۔لڑکیوں سے بات کرتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُسے عجیب سی اُلجھن ہوتی تھی کیونکہ اکثر لڑکیاں اُس سے فری ہونے کی کوشش کرتی رہتی تھی یہی بات اُس کے چڑنے کی وجہ بنتی تھی۔ تبھی وہ لڑکیوں سے دور بھاگتا تھا۔

"آپ کو اردو آتی ہے؟"

فریحہ حیرت سے اُس کے پیچھے لپکی۔

"نہیں میں چائنیز زبان بول رہا تھا۔"

اپنا بیگ ڈیسک پر رکھتے اُس نے گلاسز اُتار کر بیگ میں رکھیں۔ فریحہ بھی فوراً اُس کے ساتھ جُڑ کر بیٹھ گئی۔ شاہ زمان نے کوفت سے اُسے دیکھا۔ یہاں ہر بینچ پر دو دو لوگ بیٹھتے تھے تبھی فریحہ کے ساتھ بیٹھنے پر وہ کوفت زدہ ہوا۔

"میرا نام فریحہ ہے۔ آپ مجھے فری کہہ سکتے ہیں۔ آپ کا نام کیا ہے؟"

"شاہ زمان مگر میں آپ سے بات کرنے میں زرا بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ شکریہ۔"

اُس کو جواب دیتا شاہ زمان اپنا بیگ اُٹھا کر دوسرے بینچ پر جا کر بیٹھ گیا۔ جہاں پہلے سے ہی کوئی دوسرا لڑکا بیٹھا۔

"ہے تو بڑا اکڑو انسان مگر کوئی نہیں آخر فریحہ کی پسند ہے انوکھی تو ہو گی ہی۔"

لپسٹک سے رنگے ہونٹوں کو مزید رنگتی فریحہ آئینے میں دیکھتی بولی۔ شاہ زمان اپنی ڈیشنگ پرسنیلٹی کی وجہ سے اُسے پہلی نظر میں ہی پسند آ گیا تھا۔ اور بقول فریحہ کے کہ اُسے شاہ زمان کی ضد پسند آ گئی تھی تبھی وہ شاہ زمان کو بھی باقی لڑکوں کی طرح اپنے پیچھے لگانے کے منصوبے سے اُس کے ساتھ آ کر بیٹھی تھی۔ مگر اُس کے رویے نے فریحہ کو مزید اُس میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان گراؤنڈ میں آلتی پالتی مار کر بیٹھا پینٹنگ بنا رہا تھا۔ تیز تیز ہاتھ چلاتے وہ ہر تھوڑی دیر بعد سر اُٹھا کر آس پاس بھی نظر گھما لیتا تھا۔ پینٹنگ کا فائل ٹچ دیتا وہ پوری طرح اِس میں مگن تھا جب اپنے ساتھ کسی کی موجودگی محسوس کی۔ فریحہ بلکل اُس کے ساتھ بیٹھی اُسے پینٹنگ بناتا دیکھ رہی تھی۔ فریحہ کو دیکھتے ہی ایک دم شاہ زمان کی چہرے پر بیزاری آئی۔ فٹافٹ سے وہ اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔

"شاہ تم اچھی پینٹنگ کرتے ہو۔"

فریحہ اُس کے ساتھ ہی کھڑی ہوئی۔

"جانتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

بیزاری سے جواب دیتے اُس نے قدم آگے بڑھائے۔ فریحہ نے فوراً آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ پکڑا۔

"شاہ تم مجھ سے دور کیوں بھاگتے ہو میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔"

فریحہ کی بات پر شاہ زمان ایک جھٹکے اپنا ہاتھ چھڑاتا اُس کی طرف مڑا۔

"اپنی لیمٹس کراس مت کرو۔ لڑکی ہو لڑکی بن کر رہو۔ اپنی لیمٹس کراس کر کے خود کو دوسروں کی نظروں میں مت گراؤ لڑکی۔ اور مجھ سے تو سو قدم دور رہنا سمجھی۔"

اُنگلی اُٹھا کر اُسے وارن کرتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلا۔

"سو کیا ایک قدم بھی دور نہیں رہوں گی میں تم سے شاہ زمان۔ تم اب میری ضد بن چکے ہو۔ اور فریحہ خانزادی اپنی ضد پوری کرنا اچھے سے جانتی ہے۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔"

شاطرانہ مسکراہٹ سجائے وہ اِدھر اُدھر نظریں گھما کر بولی۔

www.novelsclubb.com

جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا تھا فریحہ کی دلچسپی شاہ زمان کی بیگانگی دیکھ کر مزید بڑھتی جارہی تھی۔ وہ ہر طرح سے شاہ زمان کے قریب آنے کی کوشش کر چکی تھی۔ فریحہ جان بوجھ کر اُس کے آس پاس رہنے لگی۔ کبھی جان کر اُس سے ٹکراتی کبھی اُس کے ساتھ بیٹھ جاتی۔

مگر وہ بھی شاہ زمان تھا۔ اپنے نام کی طرح وہ خود بھی وقت کا بادشاہ تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ وقت نے اُس بادشاہ کو خود میں قید کرنے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ تبھی اُس کے ساتھ سازشیں کرنے لگا تھا۔

شاہ زمان فریحہ کی ضد بن چکا تھا جسے وہ ہر حال میں پانا چاہتی تھی۔ تبھی اُس کو اپنی محبت کا یقین دلانے کیلئے فریحہ نے پاکستانی ڈریسنگ شروع کر دی۔ مگر دوپٹہ وہ تب بھی صرف گلے میں پٹی کی طرح ڈالتی تھی۔ وہ شاہ زمان سے ہر وقت اپنی محبت کا اظہار کرنے لگی۔ یہاں تک کے دو سال گزر گئے۔ وہ بھی شاہ زمان تھا اتنی آسانی سے کسی لڑکی کے جال میں نہیں پھنسنے والا تھا۔ جب فریحہ کو یقین ہو گیا کہ شاہ زمان باقی لڑکوں کی طرح اُس کی طرف مائل نہیں ہو گا تو اُس نے دوسرا حربہ آزمایا۔ وہ شاہ زمان کو دوستی کی پیشکش کرنے لگی۔ شاہ زمان نے فریحہ کے اتنے اصرار پر اُس سے دوستی کر لی۔ وہ فریحہ کی باتیں جنہیں پہلے نظر انداز کرتا رہتا تھا اب اُن کے مختصر جواب دینے لگا۔ اُس نے فریحہ کے کہنے پر اُس سے صرف دوستی کی تھی۔ اور یہی شاہ زمان کی زندگی کا سب سے بڑا جُرم بن گیا تھا۔ وہ صرف فریحہ کو دوست سمجھتا تھا۔ اور یہ بات اُس نے ازمیر کو بھی بتائی تھی۔

www.novelsclubb.com

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

"زمان تم نے فریحہ سے دوستی کر تو لی ہے مگر اپنی حدود کا خاص خیال رکھنا۔"

ازمیر فکر مندی سے بولا۔وہ اِس وقت شاہ زمان سے وڈیو کال پر بات کر رہا تھا۔

"بھائی آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟"

شاہ زمان سنجیدگی سے بولا۔

بات بھروسے کی نہیں ہے زمان۔بس پتہ نہیں کیوں مجھے فریحہ صحیح نہیں" لگی۔کچھ فیک سی لگی ہے۔ایسے لگتا ہے وہ اتنی اچھی ہے نہیں جتنی بننے کی کوشش "کرتی ہے۔

شاہ زمان ازمیر کو فریحہ کی پکچر دیکھا چکا تھا۔دو تین بار وڈیو کال پر بھی فریحہ اور ازمیر کی بات ہو چکی تھی۔فریحہ ازمیر سے ہنس ہنس کر بہت دوستانہ انداز میں بات

www.novelsclubb.com

کرنے کی کوشش کرتی تھی۔یہی بات ازمیر کو فریحہ کے بارے مشکوک کر رہی تھی۔کہ کوئی ایک دو دفعہ بات کرنے سے ہی اتنا فری کیسے ہو سکتا ہے۔

"کم آن بھائی ایسا کچھ نہیں ہے۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔وہ بس فرینڈلی ہے بہت۔اور ایسے سب سے ہنس کر باتیں کرنا اُس کی نیچر ہے۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو جیسے تم کہہ رہے ہو۔"

وہ مطمئن نہیں ہوا تھا مگر اپنے بھائی کیلئے خاموش ضرور ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اُس کی اور فریحہ کی دوستی کو تین ہفتے ہوئے تھے۔فریحہ اُس کے قریب رہنے کی ہمیشہ کوشش کرتی تھی مگر شاہ زمان اپنی حد اچھے سے جانتا تھا۔وہ اپنے دوستی جیسے رشتے کو خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"شاہ تم جانتے ہو میں تم سے اب محبت نہیں کرتی۔عشق کرتی ہوں۔میرا دل کرتا ہے کہ میں اپنی جان تک تم پر قربان کر دوں۔"

"پلیز فری ایسی باتیں مت کرو تم جانتی ہو نا ہم صرف دوست ہیں۔"

"ارے شاہ غصّہ مت کرو تم نے مجھ سے دوستی کر لی یہی بہت ہے۔اِس کیلئے شکریہ تمہارا۔"

www.novelsclubb.com

"کوئی نہیں بس اِس دوستی کو کبھی خراب مت کرنا۔"

"نہیں کروں گی۔اچھا سنو چونکہ پیپرز ختم ہو چکے ہیں تو مجھے گھر والے واپس آنے کا کہہ رہے ہیں۔مجھے اِسی ہفتے واپس پاکستان جانا پڑے گا۔"

فریحہ کا تعلق کوئٹہ سے تھا۔اُس کے گھر والے تھوڑے پُرانے خیالات کے مالک تھے۔فریحہ اُن کے خاندان کی پہلی لڑکی تھی جو ایسے باہر ملک پڑھنے آئی تھی۔اور وہ بھی اپنی ضد اور خود مختاری کی وجہ سے۔

"تو چلی جانا میں بھی پرسوں واپس جا رہا ہوں۔"

"کیا اور تم مجھے اب بتا رہے ہو؟"

"ہاں تو بتا دیا نا۔تم بھی اب واپس چلی جانا۔"

"مگر شاہ ہم پاکستان میں کیسے ملیں گیں۔میں تو تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

فری ایک بار سمجھایا ہے نا میرے سامنے ایسی فضول گوئی سے پرہیز کیا کرو۔جا رہا"

"ہوں میں اور تم بھی واپس چلی جاؤ۔یہی ہم دونوں کیلئے اچھا ہے۔

وہ غصّے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان نے اپنی دوستی کو ایک حد میں رکھا تھا۔اُسے فریحہ کے دور جانے سے کوئی غرض نہیں تھی۔جبکہ فریحہ اپنا پلین خراب ہونے پر جل کڑھ گئی۔اور اِس طرح فریحہ اور شاہ زمان دونوں واپس اپنے اپنے گھر پاکستان پہنچ گئے تھے۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

پاکستان آکر شاہ زمان فریحہ کو بلکل بھول چکا تھا۔اُس نے پاکستان آکر اپنا فون نمبر بھی چینج کر لیا تھا۔تبھی فریحہ چاہ کر بھی اُس سے رابطہ نہیں کر پائی۔

مگر شاید قسمت فریحہ پر مہربان تھی تبھی اُن کی دوبارہ ملاقات کوئٹہ میں موجود بڑی حویلی میں ہوئی۔بڑی حویلی میں تیمور خانزادہ کے والدین رہتے تھے۔مختیار

خانزادہ جو باباسائیں کے نام سے مشہور تھے وہ تیمور خانزادہ کے والد تھے اور اُن کا بڑی حویلی میں ایک الگ ہی رُعب تھا۔ جبکہ ممتاز بیگم بہت رحم دل خاتون تھی۔ بڑی حویلی میں مختیار خانزادہ اور اُن کی بیگم کے علاوہ تیمور خانزادہ کی ایک بیوہ بہن اپنی بڑی بیٹی کے ساتھ رہتی تھی۔ بڑی حویلی میں بس یہی چند افراد رہتے تھے۔ تیمور خانزادہ اپنے بزنس کی وجہ سے اسلام آباد رہتے تھے۔ تبھی وہ مصروفیت کی وجہ سے بہت عرصے بعد بڑی حویلی آئے تھے۔اُن کے آنے پر پوری حویلی میں جشن کا سماں تھا۔آخر آٹھ سال بعد بڑی حویلی کے چشم وچراغ آرہے تھے۔ مختیار خانزادہ اور ممتاز بیگم اپنے دونوں پوتوں اور اکلوتی پوتی کو دیکھنے کیلئے بے تاب تھے۔

www.novelsclubb.com

بڑی حویلی میں اُن کا استقبال بڑے شاندار انداز میں کیا گیا تھا۔اصل جھٹکا تو شاہ زمان کو تب لگا جب اُسے معلوم ہوا کہ فریحہ اُس کی پھوپھو کی بڑی بیٹی ہے۔چونکہ وہ شروع سے ہی اپنے کزنز یہاں تک کہ دوستوں سے بھی دور رہتا تھا تبھی وہ لنڈن

میں فریحہ کو نہیں پہچان سکا۔فریحہ لنڈن بھی مختیار خانزادہ کی وجہ سے گئی تھی۔کونکہ ایک وہی تو تھے جو اپنی نواسی کی محبت میں اُس کی ہر جائز اور ناجائز خواہشات پوری کرتے تھے۔فریحہ تو شاہ زمان کو دیکھ کر ایک دم کھل گئی۔جبکہ شاہ زمان نے صرف ہلکی سی مسکراہٹ سے اُسے ہیلو کہا۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

بڑی حویلی میں اُن کا تیسرا دن تھا جب مختیار خانزادہ نے فریحہ کے کہنے پر شاہ زمان اور فریحہ کی شادی کا اعلان کر دیا۔فریحہ نے مختیار خانزادہ کی لاڈلی نواسی ہونے کا بھرپور فائدہ یہاں بھی اُٹھایا تھا۔جب شاہ زمان نے یہ خبر سُنی تو اُس نے خوب واویلا مچایا۔

زمان تمہیں آخر مسئلہ کیا ہے؟ وہ تمہاری دوست ہے اگر بیوی بن جائے گی تو کیا"
"برائی ہے؟

ہمیشہ کی طرح ازمیر اُسے سمجھاتے بولا۔

بھائی وہ صرف دوست ہے اور میں اُس سے شادی کر کے اپنے دوستی خراب نہیں"
"کرنا چاہتا۔

"لڑکا لڑکی کبھی دوست نہیں ہوتے شاہ زمان خانزادہ۔"

ازمیر کی بات کر وہ واقع خاموش ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"مگر میں اُس سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔"

"پھر دوستی کیوں کی تھی؟"

"اُس نے اسرار کیا تھا۔"

اور تم تو چھوٹے بچے ہو جو کسی کی بھی باتوں میں آجاتے ہو۔ کسی لڑکی سے دوستی" "کر سکتے ہو مگر شادی نہیں واہ خانزادہ صاحب کیا بات ہے آپکی۔

ازمیر طنزیہ انداز میں کہتا ہوا چلا گیا۔ مگر وہ خاموش رہا۔ شاہ زمان اُس کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ پھر ایک دو دن بعد اُس نے شادی کیلئے رضامندی دے دی۔ پوری حویلی میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

www.novelsclubb.com

"...شاہ"

وہ چھت پر بیٹھا اپنی پینٹنگ مکمل کر رہا تھا۔ جب فریحہ پیلے جوڑے میں ملبوس اُس کے ساتھ آکر بیٹھی۔

"ہمممم"

بِنا سر اُٹھائے اُس نے مصروف انداز میں جواب دیا۔

"تم خوش ہو ہماری شادی سے؟"

"کیوں نہیں ہونا چاہیے؟"

"میں بھی بہت خوش ہو شاہ۔ تم نے میری زندگی میں آ کر مجھے مکمل کر دیا ہے۔"

اُس نے شاہ زمان کے کندھے پر سر ٹِکا یا۔ کینوس پر چلتے شاہ زمان کے ہاتھ تھمے۔ پل بھر کو وہ ٹھہرا پھر فوراً ہی برش وہیں چھوڑتا کھڑا ہو گیا۔ اُس کی اِس حرکت پر فریحہ نے حیرت سے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔ جواب ہاتھ سینے پر باندھے سکون سے سنجیدہ چہرہ لیے کھڑا تھا۔

"دیکھو فری ابھی نکاح نہیں ہوا اِس لیے تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ ایسے ملنا صحیح نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اوہو تم بھی ناشاہ۔اچھا بابا غصّہ مت کرو جا رہی ہوں میں۔ویسے بھی دو دن کی بات ہے۔"

فریحہ جاتے جاتے پھر سے مڑی۔

"شاہ میری قدر کیا کرو۔کیونکہ جو میری قدر نہیں کرتا پھر میں بھی اُس کی قدر نہیں کرتی۔یونو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔گڈ نائٹ۔"

"پاگل۔"

شاہ زمان سر جھٹکتا دوبارہ اپنی پینٹنگ کی طرف متوجہ ہوا۔وہ کوئی پروفیشنل پینٹر نہیں تھا مگر اُسے پینٹنگز بنانے کا جنون تھا۔چاہے اُس کا موڈ جیسا بھی ہو وہ پینٹنگ بنانا کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔پینٹنگ کرنا اُس کی زندگی کا سب سے اہم حصّہ تھا۔

مہندی کا دن تھا۔ شاہ زمان وائٹ شلوار قمیض پہنے ساتھ میں پیلے رنگ کی واسکٹ پہنے گلے میں پیلا ہی دوپٹہ ڈالے ایک دم تیار کھڑا فریحہ کا انتظار کر رہا تھا۔ نکاح ایک دن پہلے ہو چکا تھا۔ تبھی آج دونوں کی ایک ساتھ مہندی تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا کیونکہ اُس نے اِس رشتے کو قبول کر لیا تھا۔ وہ فریحہ سے محبت نا سہی پر عزت کا رشتہ تو بنا ہی سکتا تھا۔ اُس کے ساتھ کھڑے ازمیر نے صرف وائٹ شلوار قمیض پہنے گلے میں کالے رنگ کا دوپٹہ ڈالا تھا۔ جس میں وہ بے حد حسین لگ رہا تھا۔ شاہ زمان سے بات کرتے ازمیر نے کسی بات پر زوردار قہقہ لگایا۔ سامنے سے آتی لڑکیوں کے گھیرے میں چلتی پیلے عروسی جوڑے میں ملبوس دلہن بنی فریحہ نے بڑے غور سے ازمیر کا جائزہ لیا۔ اُس وقت فریحہ کو شاہ زمان سے زیادہ ازمیر اچھا لگا۔ شاہ زمان غصّے کا تیز تھا مگر ازمیر ایک دم نرم مزاج کا مالک تھا۔ کہنے کو تو وہ دونوں بھائی تھے مگر دونوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ایک آگ تھا تو دوسرا

www.novelsclubb.com

پانی۔فریحہ لاشعوری طور پر دونوں کا موازنہ کرنے لگی۔موازنہ کرنے پر فریحہ کو ازمیر ہر طرح سے شاہ زمان سے بہتر نظر آیا۔اُسے اپنی جلد بازی پر جی بڑھ کر غصّہ آیا۔مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔بڑوں کے رسم کرتے ہی فریحہ سر درد کا بہانا بنا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔فریحہ کی ماں رفعت بیگم اُس کے پیچھے گئی۔فریحہ نے ساری بات اُن کو بتائی۔

"امّاں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے میں نے شاہ زمان سے شادی کرنے میں بہت جلدی کر دی تھی۔میں ازمیر سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔آپ کچھ کریں۔"

فریحہ کی بات سنتے ہی رفعت بیگم کا ہاتھ اُٹھا۔

www.novelsclubb.com

"فریحہ شرم کر لے کچھ بے غیرت کہیں کی۔باہر ابھی تیری مہندی لگی ہے اور کل تیری برات ہے جبکہ تو کیسی باتیں کر رہی ہے۔امّاں نے تجھے باہر پڑھنے کی اجازت دے کر بہت غلط کیا۔ارے اوپر سے تیرے ایک بار کہنے پر وہ تیری زمان پُتر سے شادی کروا رہے ہیں۔اور تو بے حیا لڑکی اپنے ہونے والے شوہر کی بجائے اُس کے

بھائی کو پسند کرنے لگی ہے۔ یہ دیکھ میرے جُڑے ہاتھ دیکھ لے اور چُپ چاپ زمان سے شادی کر لے ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ سنا تو نے۔"

وہ فریحہ کو سناتی باہر چلی گئی۔ جبکہ فریحہ کے دل میں شاہ زمان کیلئے محبت کی بجائے نفرت بھر گئی۔ وہ شاہ زمان کو ہر طرح سے برباد کرنے کے منصوبے بنانے لگی۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان کی محبت فریحہ کیلئے بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ فریحہ کی ہر چھوٹی بڑی خواہشوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ جبکہ اُس کی محبت دیکھ کر فریحہ کے اندر مزید

زہر بھرتا جا رہا تھا۔ وہ شاہ زمان سے بیزار رہنے لگی تھی۔ جبکہ وہ سمجھتا تھا کہ فریحہ اُسے تنگ کرنے کیلئے ایسے کر رہی ہے۔

شادی کے پہلے چار مہینے تو فریحہ نے جیسے تیسے ہنستے مسکراتے گزار لیے۔ شاہ زمان اور وہ گھومنے کیلئے کینیڈا، فرانس اور دیگر ممالک گئے تھے۔ تین مہینے تو وہ دونوں مختلف ممالک میں گھوم کر گزار آئے تھے۔ جبکہ چوتھے مہینے میں وہ واپس پاکستان آ چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان نے ازمیر کے ساتھ آفس جانا سٹارٹ کر دیا تھا۔ جبکہ فریحہ تھوڑی دیر زرمین بیگم اور ارمش کے ساتھ گزار کر باقی سارا دن اپنے کمرے میں بند رہتی تھی۔ جب جب وہ ازمیر کو دیکھتی تھی اُسے اپنی جلد بازی کا شدت سے احساس ہوتا

تھا۔ شاہ زمان کیلئے اُس کے دل میں شدید ترین زہر بھر چکا تھا۔ وہ ایک ایسی عورت تھی جو اپنے اندر بھرا زہر اُگلنے کیلئے بے تاب بیٹھی تھی۔

وہ شاہ زمان کے شام کو گھر آنے پر بور ہونے کا راگ الاپنے لگی تھی۔ تبھی شاہ زمان نے اُسے کوئی شوشل ایکٹیویٹی کرنے کا مشورہ دیا۔ اور یہ مشورہ دینا شاہ زمان کیلئے سزا بن گیا تھا۔ کیونکہ فریحہ زیادہ تر پارٹیز اٹینڈ کرنے لگی تھی۔ اکثر رات کو وہ پارٹی کی وجہ سے لیٹ آتی تھی۔ اب اُسے شاہ زمان تو شاہ زمان ازمیر بھی بُرا لگنے لگا تھا۔ یہاں تک کے وہ گھر سے بیزار رہنے لگی تھی۔ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت وہ باہر گزارتی تھی۔ اپنا ڈریسنگ سٹائل بھی اُس نے چینج کر لیا تھا۔ تنگ اور چست لباس پہننا اُس کا شوق بن چکا تھا۔ دوپٹہ لینا بھی اُس نے چھوڑ دیا تھا۔ شاہ زمان کی روک ٹوک بھی اُس پر اثر نہیں کرتی تھی۔ وہ بہت بُری سوسائٹی میں رہنے لگی تھی۔ مگر یہ

بات ابھی شاہ زمان کو معلوم نہیں تھی۔سب نے شاہ زمان کو فریحہ کے بارے میں بتایا تھا مگر اُس پر فریحہ کی محبت کا اتنا اثر ہو چکا تھا کہ وہ سب کی باتیں جھٹلاتا رہا۔

>><<>><<>><<>><<>>>><<>><<>><<>><<>><<>>>><<>>

شاہ زمان آفس جانے کیلیئے تیار ہو رہا تھا۔جب فریحہ صبح صبح تیار ہو کر شوز پہن رہی تھی۔

"خیر ہے بیگم آج صبح صبح اُٹھ گئی؟"

شاہ زمان شیشے میں دیکھتا شرارت سے بولا۔

"تم تو ہمیشہ طنز ہی کیا کرو۔حد ہے اب انسان کا صبح جلدی اُٹھنا بھی گناہ ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جوتوں کے سٹیپ بند کرتے وہ نخوت سے بولی۔شاہ زمان کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں فری؟ میں مزاق کر رہا تھا۔ویسے کہاں جانے کی تیاری ہے؟"

"دوست کے ساتھ شاپنگ پر جانا ہے۔"

"تو کیا ایسے جاؤ گی؟"

شاہ زمان کا اشارہ اُس کے حولیے کی طرف تھا۔بلیک رنگ کی چست جینز اور ریڈ کلر کی تنگ ٹاپ پہنے وہ باہر جانے کیلئے تیار کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب اِس بات کا کیا مطلب ہے؟"

ناگواری سے وہ شاہ زمان کو دیکھ کر بولی۔

میں نے کتنی بار بولا ہے فری ایسے کپڑے مت پہنا کرو۔ یا کم از کم باہر جاتے" ہوئے دوپٹہ ہی لے لیا کرو۔ تم کوئی عام لڑکی نہیں ہو شاہ زمان خانزادہ کی بیوی "ہو۔ تمہیں یہ تنگ لباس زیب نہیں دیتا۔

اب میں تمہاری مرضی سے چلوں گی۔ میں تمہاری نوکر نہیں ہوں سمجھے۔ یہ تمبو" مجھ سے نہیں لیا جاتا۔ اور ہاں آئندہ اپنا رعب جمانے سے پہلے یہ یاد رکھنا کہ میں تمہاری بیوی سے پہلے فریحہ خانزادی ہوں۔ اور میں اپنا اچھا بُرا سب جانتی "ہوں۔ ہٹو سامنے سے فضول میں سارا موڈ برباد کر دیا۔

شاہ زمان کے سامنے سے گزرتی وہ باہر چلی گئی۔ اُس کے رویے نے شاہ زمان کو شاکڈ کر دیا تھا۔ کہاں وہ شاہ زمان کے گن گاتی نہیں تھکتی تھی کہاں اب اُس کا موڈ صرف شاہ زمان سے بات کرتے خراب ہو جاتا ہے۔ سر جھٹکتا وہ دوبارہ شیشے کی طرف متوجہ ہوا۔

»«

شاہ زمان کے سامنے فریحہ کی اصلیت تو اُس دن کُھلی جس دن فریحہ ڈنر کے ٹائم نشے میں جھولتی گھر آئی۔اُس وقت سارے ڈنر کر رہے تھے۔شاہ زمان اُسے آتا دیکھ کر مسکرایا۔مگر فریحہ کو لڑکھڑاتا دیکھ کر اُس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔اِس سے پہلے فریحہ گرتی شاہ زمان نے فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُسے پکڑا۔اُسے پکڑتے ہی شاہ زمان کو شدید جھٹکا لگا۔فریحہ کے پاس سے شراب کی بدبو آ رہی تھی۔اُس دن شاہ زمان پہلی بار فریحہ پر غصّے میں چلایا تھا۔اُس نے فریحہ کے گھر سے نکلنے پر بھی پابندی لگا دی تھی۔جبکہ فریحہ خود پر لگی پابندیوں کو توڑنا چاہتی تھی۔وہ شاہ زمان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی۔وہ کہتے ہیں نا:

انسان جس چیز کو پانے کی شدت سے کوشش کرتا ہے ناجب وہ چیز اُسے مل جاتی ہے تو وہ اُسی چیز سے بیزار ہو جاتا ہے۔شدت سے مانگی ہوئی چیزوں کی قدر ملنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

"مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ آزاد کرو مجھے۔"

فریحہ بھی برابر کا چلائی۔شاہ زمان کی آنکھوں میں دیکھتی وہ بغاوت پر اُتر آئی تھی۔

"محبت کرتی تھی نا تم مجھ سے۔کہاں گئی وہ محبت ؟اور آزادی تو تمہیں اب مر کر بھی نہیں ملے گی۔شاہ زمان خانزادہ اپنی چیزیں کسی کو نہیں دیتا چاہے وہ کتنی ہی پرانی کیوں نا ہو جائیں۔اور تم تو میری بیوی ہو۔تمہیں تو میں چاہ کر بھی آزاد نہیں کروں گا۔کیونکہ تم میری محبت سے پہلے میری عزت ہو۔"

شاہ زمان غصّے سے چیخا نہیں غرایا تھا۔ تیمور خانزادہ بھی اُسے چُپ کرانے میں ناکام رہے۔

"تم صرف نفرت کے لائق ہو۔ تم ایک گھٹیا انسان ہو۔ مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔ گِن آتی ہے مجھے تم سے۔ مجھے تم سے شدید نفرت ہے۔ تم سے اچھا تو حماد ہے۔ جو کم از کم مجھے اب بھی قبول کرنے کیلئے تیار ہے۔"

فریحہ نے اپنے کسی دوست کا نام لیا۔ اور یہی شاہ زمان کا ضبط ختم ہوا۔ اُس کا ہاتھ اُٹھا جو فریحہ کے چہرے پر نشان چھوڑ چکا گیا۔ اُس کی بیوی اُس کے سامنے کسی اور کی ہونے کی بات کر رہی تھی وہ کیسے برداشت کر لیتا۔

www.novelsclubb.com

اِس واقعے کے بعد فریحہ کچھ دن کیلئے خاموش ہو گئی۔ پھر اچانک ہی وہ بدل گئی۔ شاہ زمان کے ساتھ اچھے سے رہنے لگی۔ وہ گھر والوں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرتی تھی۔ سپیشلی شاہ زمان کیلئے وہ نئی نئی ڈشز بنانے لگی۔ شاہ زمان کا کھانا روز سب سے

الگ ہوتا تھا۔ وہ اُس کیلئے سب سے الگ چیز بناتی تھی۔ وہ فریحہ کے بدلنے پر خوش تھا تبھی اِس بات پر غور نا کر سکا۔ باقی سب بھی فریحہ کے سُدھرنے پر بہت خوش تھے۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

شاہ زمان فریحہ کے ہاتھ کے بنے کھانے کا اتنا عادی ہو چکا تھا کہ اُسے کوئی اور کھانا بدذائقہ لگتا تھا۔ شاہ زمان آفس میں بھی لنچ کرنا چھوڑ چکا تھا۔ یہاں تک کہ وہ آفس جانا بھی کم کر چکا تھا۔ دیر تک سوتے رہنا اُس کی عادت بن گئی تھی۔ وہ ہر وقت غصّے میں رہتا سب کو پریشان کر رہا تھا۔ جہاں فریحہ کا رویہ اچھا ہو گیا تھا وہیں اب زمان کا رویہ بُرا ہوتا جا رہا تھا۔ ازمیر کو شاہ زمان کا بدلتا رویہ کسی بڑے شک میں مبتلا کر رہا تھا۔ تبھی اُس نے شاہ زمان کے میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا سوچا۔ بڑی مشکل سے

اُسے کنوینس کر کے وہ ہاسپٹل پہنچے جہاں ٹیسٹ کی ذریعے معلوم ہوا کہ شاہ زمان کے باڈی میں ڈرگز کے اثرات ہیں۔ڈاکٹر کی بات سُن کر دونوں شاکڈ رہ گئے۔

"تم ڈرگز لینے لگے ہو زمان؟"

ازمیر نے شاکڈ ہوتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا۔ مگر وہ خاموش رہا۔جواب دیتا بھی کیسے وہ خود حیران تھا کہ ڈرگز اُس کے جسم میں آئے کیسے؟

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے آج تک ڈرگز دیکھے بھی نہیں ہیں۔"

وہ ازمیر کو دیکھ کر بولا۔

ہو سکتا ہے اِنہیں کسی دوسرے طریقے سے کوئی اور ڈرگز دے رہا ہو۔ مطلب"

"کسی چیز میں ملا کر یا کوئی سپرے کے ذریعے۔

ڈاکٹر کی بات پر دونوں سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ ایسا کون تھا جو شاہ زمان کو ڈرگز دے رہا تھا۔ تبھی ازمیر کے دماغ میں فریحہ کا خیال آیا۔

"نہیں بھائی وہ میری بیوی ہے۔وہ مجھ سے محبت کرتی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتی۔"

شاہ زمان ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ فریحہ اُسے دھوکا دے سکتی ہے۔

"تو ٹھیک ہے ابھی اُس کے پاس چلے جاتے ہیں سب معلوم ہو جائے گا۔"

فریحہ کو سب سے معافی مانگنے اور اپنا رویہ بدلنے پر گھر سے نکلنے کی اجازت مل گئی تھی تبھی وہ اپنی کسی دوست کے گھر گئی تھی۔وہ دونوں بھی وہیں چلے گئے۔گارڈ شاہ زمان کو فریحہ کے شوہر ہونے کی حیثیت سے جانتا تھا۔اِس لیے اُنہیں آرام سے اندر آنے دیا۔لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوتے اُن دونوں کے کانوں میں فریحہ کی آواز گونجی۔

www.novelsclubb.com

ہاہاہاہاہاارے میرا بیچارا شوہر تو سمجھو بس ہمیشہ کیلئے ٹُن ہونے والا ہے۔اوپر ہی"

"ٹپک جائے تو اچھا ہے۔

وہ شاید کسی دوسرے سے کہہ رہی تھی۔شاہ زمان کو لگا کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اُس کے کانوں میں گھول دیا ہے۔اُس کی آنکھیں ضبط سے سُرخ ہوئیں۔

"فری جانم اب انتظار نہیں ہوتا نا کیا کروں؟تم اپنے شوہر کو زیادہ ڈوز دو ڈر گزکی تاکہ جلدی اُس کا قصّہ تمام ہو اور ہم دونوں ایک ہو جائیں۔"

کسی مرد کی آواز پر ازمیر نے بے اختیار شاہ زمان کی طرف دیکھا۔جس کا چہرہ غصّے سے لال ہو رہا تھا۔وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔حماد فریحہ کا بہت پُرانا دوست تھا اور اِس وقت فریحہ اُسی کے ساتھ تھی۔فریحہ حماد کے ساتھ بالکل قریب ہو کر بیٹھی تھی۔اُس کی اچانک آمد پر وہ اپنی جگہ بوکھلائی۔

www.novelsclubb.com

"شاہ تتتم یہاں؟"

"بکواس بند کرو تم اپنی۔خبردار جو اپنی گندی زبان سے میرا نام بھی لیا۔میں نے تم سے محبت کی تھی فری۔یہ صلہ دو گی تم میری محبت کا۔"

شاہ زمان چیخا نہیں تھا وہ غرایا تھا۔ایسا غرایا تھا کہ ایک پل کیلئے فریحہ کو اپنے کان پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"نہیں شاہ تم غلط سمجھ رہے ہو۔"

میں غلط سمجھ رہا ہوں۔ تم یہاں اکیلے میں اِس کمینے شخص کے ساتھ بیٹھی میری"

"موت کا انتظار کر رہی ہو اور میں اب بھی تمہیں غلط نا سمجھوں۔

ہاں تو پھر مر جاؤ نا۔ سکون سے رہنے دو مجھے بھی۔ زندگی عذاب بنا دی ہے"

میری۔ نہیں کرتی میں تم سے کوئی محبت و حبت۔ تم بس میری ایک ضد تھے شاہ

"زمان خانزادہ۔

"میں تمہاری ضد تھا۔"

شاہ زمان شاکڈ ہو کر بولا۔

www.novelsclubb.com

ہاں وہی ضد جو مہندی والے دن ختم ہو گئی تھی۔اور پھر تمہاری وجہ سے میری" ماں نے مجھ پر ہاتھ اُٹھایا۔ارے مہندی والے دن تو مجھے تمہارا یہ بھائی بھی پسند آیا تھا تو کیا اِس سے بھی شادی کر لیتی یا محبت کر لیتی۔میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی سنا تم نے۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔ تمہارے وجود سے۔سچ سننا چاہتے ہو نا تو سنو ہاں میں ہی تمہیں روز کھانے میں ملا کر ڈر گزدیتی تھی۔کیا کر لو گے تم؟ کچھ نہیں کر سکتے تم شاہ صاحب۔تم صرف نفرت کے قابل سُنا تم نے۔اب مجھے طلاق دو فوراً تاکہ میں حماد سے شادی کر لوں۔میں حماد سے محبت کرتی ہوں۔"

فریحہ کے زہر اُگلنے وہ خاموش ہو گیا۔وہ بے یقین نظروں سے فریحہ کا ہاتھ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ میں دیکھ رہا تھا۔محبت میں پہل اُس نے نہیں کی تھی مگر سزا اُسے ملی تھی۔

طلاق کے کاغذات تمہیں بھجوا دوں گا۔میرے گھر میں اب تمہارے قدم نہیں" پڑنے چاہیے۔"

www.novelsclubb.com

اُس کی اکڑ غرور سب خاک ہو چکا تھا۔ وہ آج اپنی محبت کے ہاتھوں ذلیل ہوا تھا۔ آج شاہ زمان خانزادہ ٹوٹ چکا تھا۔ خاموشی سے وہ باہر چلا گیا۔ ازمیر بھی دونوں پر نظر ڈالے بغیر اُس کے پیچھے باہر نکلا۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے ہی شاہ زمان کو اپنا سانس رُکتا محسوس ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین بوس ہو چکا تھا۔ ازمیر نے چوکیدار کی مدد سے بڑی مشکل سے اُسے گاڑی میں ڈالا اور ہاسپٹل لے گیا۔

شاہ زمان تین ماہ تک ہاسپٹلائزڈ رہا۔ ڈر گز کی وجہ سے اُس کا پروپر ٹریٹمنٹ ہو رہا تھا۔ ساتھ ساتھ ماہرِ نفسیات کے پاس بھی اُس کے اپائنٹمنٹ چل رہے تھے۔

شاہ زمان ڈر گز کا اتنا عادی ہو چکا تھا کہ ڈر گز کا اثر ختم ہونے پر وہ بِن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتا تھا۔ ہاسپٹل میں زور اُس کو ڈھیروں دوائیاں دی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ زیادہ تر غشی میں رہتا تھا۔

«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«

اُس سے ہاسپٹل ملنے تیمور خانزادہ اور زرمین بیگم آئے تھے۔ ارمش اور ازمیر پہلے سے ہی ہاسپٹل میں موجود تھے۔ شاہ زمان بھی آج ہوش میں تھا تبھی مسکرا کر اُس سب سے باتیں کر رہا تھا۔ آنکھیں کے نیچے ہلکے واضح ہو رہے تھے، رنگت پیلی پڑ رہی تھی، جبکہ خوبصورت سی بریڈ اب عجیب سی داڑھی کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ مرجھائے ہوئے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے وہ سب کی باتیں سُن رہا تھا۔

"آہہہہہ"

دواؤں کا اثر شاید ٹوٹ رہا تھا تبھی وہ درد سے چِلایا۔ وہ چاروں تکلیف سے اُسے تڑپتا دیکھ رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"زمان بیٹا کیا ہوا ہے؟"

زرمین بیگم اُس کے قریب آئی اور نرمی سے اُس کے بال سہلانے لگی۔

"دور رہیں مجھ سے۔"

وہ زور سے چلایا۔ تیمور خانزادہ نے فوراً زرمین بیگم کو پیچھے کیا۔ وہ اِس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا۔ اپنے آپ کو نوچتا وہ ڈر گز کیلئے چلاتا ہوا کوئی پاگل لگ رہا تھا۔ ازمیر نے اُس کی جدوجہد کے باوجود اُسے بازوؤں سے پکڑ کر خود میں بھینچا۔

"آہہہہ مجھے وہ دیں بھائی۔"

ازمیر کے گلے لگے وہ اب بھی تڑپ رہا تھا۔ ازمیر نے نرمی سے اُسے دیکھا۔

زمان تم نے وعدہ کیا تھا تم ڈر گز نہیں لو گے۔ تم ہمت کرو سب ٹھیک ہو جائے"

"گا۔ بس تھوڑا سا برداشت کرنا ہے۔

www.novelsclubb.com

کچھ ٹھیک نہیں ہو گا بھائی۔ میں مر رہا ہوں۔ مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ مجھے"
"ڈر گزدے دیں خدا کا واسطہ ہے۔

دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے وہ تڑپ رہا تھا۔ اُس کی حالت دیکھ کر تیمور خانزادہ کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔ ارمش بھاگتی ہوئی ڈاکٹر کو بُلانے گئی۔ ڈاکٹر نے فوراً اُسے انجیکشن دیا تب جا کر وہ کچھ پُر سکون ہوا اور واپس نیند میں ڈوب گیا۔

میرا بچہ اُس کمظرف لڑکی کی وجہ سے آج اذیت میں ہے۔ میں کبھی اُسے معاف"
"نہیں کرو گی۔

زرمین بیگم روتے ہوئے بولی۔ ازمیر نے بِنا کچھ کہے اُنہیں گلے سے لگایا۔

آج سے اُس لڑکی کا ذکر کبھی نہیں ہو گا۔ اور بڑی حویلی والوں سے بھی ہمارا اب"
کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ابّاں کے کہنے پر میں نے زمان کی شادی فریحہ سے کرنے کی
"غلطی کر دی تھی اب میں کوئی غلطی نہیں کروں گا۔

زمان پُر سکون ہو کر سو رہا تھا۔وہ چاروں نم آنکھوں سے اُسے بے خبری کی نیند سوتا دیکھ رہے تھے۔

››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›

۔وہ آہستہ آہستہ مکمل ٹھیک ہو رہا تھا۔ڈر گزلینا بھی وہ چھوڑ چکا تھا۔اِس سب میں سب سے زیادہ ہاتھ ازمیر اور ارمش نے کا تھا۔وہ ہر زور اُس کے پاس جاتے تھے۔ گھنٹوں گھنٹوں باتیں کر کے خود بھی پاگلوں کی طرح ہنستے تھے اور اُسے بھی ہنساتے تھے۔وہ زندگی کی طرف واپس آ رہا تھا۔

ڈر گزلینے والے افراد کو ٹریٹمنٹ سے زیادہ محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔وہ زندگی کی طرف تب ہی واپس آتے ہیں جب اُنہیں زندگی گزارنے کیلئے کوئی اُمید نظر آئے۔اِس سب میں سب سے زیادہ ضروری اُن کی خود کی ول پاور ہوتی ہے۔وہ خود کو خود ہی اِس بیماری سے نکال سکتے ہیں۔

شاہ زمان نے بھی فریحہ کو اپنی زندگی سے نکال دیا تھا۔وہ اپنے گھر والوں کی محبت اور توجہ کی وجہ سے ٹھیک ہو رہا تھا۔مگر جیسے جیسے وہ ٹھیک ہو رہا تھا اُس کی شخصیت میں عجیب سا ٹھہراؤ آنے لگا۔خود سے نفرت کرنے والا وہ بیزار شخص بن گیا۔

سب کیلئے وہ ٹھیک ہو چکا تھا مگر اندر سے وہ اب بھی فریحہ کے دیے دھوکے کو قبول نہیں کر پا رہا تھا۔وقت کے ساتھ ساتھ اُس کے زخم تو بھر گئے تھے مگر اُن زخموں میں تکلیف اُسے اب بھی ہوتی تھی۔وہ سارے قصّے کا ذمہدار خود کو سمجھتا تھا۔کہ شاید وہ ہی اچھا شوہر نہیں بن سکا جو اُس کی بیوی باہر پیار محبت ڈھونڈنے نکل پڑی

تھی۔اور یہی بات اُسے اندر سے کھا رہی تھی۔وہ اِسی وجہ سے خود سے نفرت کرنے لگا تھا۔

<>‹<>‹<>‹<>‹<>‹<>‹<>‹<>‹<>‹<>‹<>‹<>

(موجودہ حال)

www.novelsclubb.com

ازمیر نے بات مکمل کر کے مریرہ کی طرف دیکھا جو نظریں جُھکا کر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

"یہ تھا زمان کا اذیت ناک ماضی۔اب بتاؤ تم یہ سب سُننے کے بعد اُس کا ساتھ دو گی؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فریحہ اب کہاں ہے؟"

اُس نے ازمیر کے سوال کا جواب دینے کی بجائے پھر سے سوال کیا۔

"معلوم نہیں۔ زمان کی بیماری کی وجہ سے ہم اُسے بھول گئے تھے مگر بعد میں کہیں سے پتہ چلا تھا کہ وہ اپنے گھر سے بھاگ کر دوبارہ لنڈن چلی گئی تھی۔ پھر بابا بھی دبئی چلے گئے تھے اور ہم دونوں بزنس میں مصروف ہو گئے تو اُس کے بارے میں معلوم کرنے کا وقت نہیں ملا تھا۔"

"مریرہ تم اُسکا ساتھ دو گی نا؟"

ازمیر کی بات پر مریرہ نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"آپ لوگوں نے اُن کی زندگی بچانے کیلئے میرا استعمال کیا ہے نا۔ مگر فکر نا کریں میں اپنی قربانی ضائع نہیں ہونے دوں گی۔ پھر چاہے میری ذات کی جتنی مرضی نفی ہو۔ میں اُن کا ساتھ دوں گی۔"

آنکھیں اچھی طرح صاف کرتی وہ اندر کی طرف بڑھی۔ازمیر نے بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔اُن لوگوں نے اُس کا استعمال نہیں کیا تھا۔مگر مریرہ خود سے یہ بات اُخذ کر کے غلط فہمی کا شکار ہو چکی تھی۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

ایک لمبی سی سڑک تھی جس کے درمیان میں وہ کھڑا تھا۔اُس سڑک کے دونوں طرف کھائی تھی۔سڑک کے ایک کنارے پر وہی سُرخ آنچل لہرا رہا تھا۔شاہ زمان تیزی سے اُس طرف بڑھا۔

"شکر مریرہ تم مجھے مل گئی۔پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا۔مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

وہ منت بھرے لہجے بولا۔ جبکہ سُرخ آنچل میں لپٹے وجود نے اُس کی طرف رُخ کیا۔ فریحہ کو اُس کی جگہ دیکھ کر شاہ زمان کو حیرانگی ہوئی۔

"ہاہاہاہاہا میرے علاوہ اب تمہیں کسی اور کی ضرورت ہے شاہ۔ چلو کوئی بات نہیں مگر تمہیں جس کی ضرورت ہے نا وہ وہاں ہے دیکھو۔"

فریحہ نے دوسری طرف اشارہ کیا۔ جہاں مریرہ بہت ساری زنجیروں میں جکڑی تھی۔

"...مریرہ"

وہ تیزی سے اُس کی طرف بڑھا۔ اور ہاتھوں سے ہی زنجیروں کو توڑنے لگا۔

"یہ زنجیریں کبھی نہیں ٹوٹیں گیں شاہ۔ یہ وہ زنجیریں ہیں جو اِسے تم تک کبھی نہیں پہنچنے دیں گیں۔"

فریحہ دور سے دیکھ کر بولی۔

شاہ پلیز مجھے یہاں سے نکالیں۔میں بہت تکلیف میں ہوں۔آپ کو اللہ نے میری" مدد کیلئے بھیجا ہے۔آپ میرا مسیحا ہیں خدارا میری مدد کریں۔"

آہستہ آہستہ وہ زنجیریں اُسے پیچھے کی طرف دھکیل رہی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے مریرہ پیچھے کھائی میں گری۔

"....مریرہ"

ایک جھٹکے سے وہ چِلا کر اُٹھا۔مگر جسم میں اُٹھتے درد کی وجہ سے وہ واپس بستر پر گرا۔درد سے کراہتے اُس نے آس پاس نظریں دوڑا کر جگہ پہچاننے کی کوشش کی۔نظریں گُھمانے پر اُسے ہاسپٹل کا گمان ہوا۔

www.novelsclubb.com

شکر ہے آپ کو ہوش آگیا۔پورے بارہ گھنٹے بعد آپ کو ہوش آیا ہے۔میں آپ کے گھر والوں کو بتا کر آیا۔"

ڈاکٹر مسکرا کر بولتا باہر چلا گیا۔ جبکہ اُس کی آنکھیں آہستہ آہستہ دوائیوں کے اثر کی سے دوبارہ بند ہو رہی تھی۔

《》《》《》《》《》《》《》《》《》《》《》《》

"آپ سب لوگ گھر چلیں جائیں وہ اب ٹھیک ہے میں اِدھر ہی رہوں گا۔"

ازمیر سب سے بولا۔

"... مگر بیٹا"

ماما یہاں ہاسپٹل میں زیادہ لوگوں کو رُکنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ سب گھر" "جائیں پلیز میں یہی روکوں گا۔ مرحا آپ بھی گھر جائیں۔

"میں یہی روکوں گی۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مریرہ کی آواز پر سب اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"گڑیا تم رات سے یہاں کھڑی ہو۔گھر جاؤں ریسٹ کرو شام کو آجانا۔"

"میں کہیں نہیں جاؤں گی بھائی۔اندر جو شخص ہے وہ میرا شوہر ہے اور اُسے میری ضرورت ہے۔اُن کا میرے اوپر بہت بڑا احسان ہے۔اِس لیے میں کہیں نہیں جا رہی۔"

"اچھا ٹھیک ہے تم دونوں رکو ہم سب گھر جا رہے ہیں شام تک آئیں گیں۔"

تیمور خانزادہ باقی سب کے ساتھ گھر چلے گئے۔عباد بھی پولیس سٹیشن جا چکا تھا۔مریرہ چائے کا کہہ کینٹین چلی گئی۔جبکہ ازمیر اندر اُس کے پاس آیا۔دروازے کھُلنے کی آواز پر شاہ زمان نے آنکھیں کھولیں۔ازمیر کو آتا دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"بہت تنگ کرتے ہو تم زمان۔چھوٹے بچے بھی اتنا تنگ نہیں کرتے جتنا تم تنگ کرتے ہو ہم سب کو۔"

ازمیر گہرہ سانس لیتا تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

"سوری"

بے بسی سے وہ صرف اتنا کہہ سکا۔

"مار کھالو گے تم اب سوری کے کچھ لگتے۔"

اُس کی بات پر شاہ زمان کچھ نا بولا۔بس خاموشی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"...بھائی"

"ہمممم"

www.novelsclubb.com

"وہ بھی آئی ہے؟"

اُس کی بات پر ازمیر چونکا۔

".....زمان فریحہ جا چکی ہے تم"

"بھائی میں مریرہ کی بات کر رہا ہوں۔"

شاہ زمان تیزی سے اُس کی بات کاٹ کر بولا۔

"اوہ مجھے لگا تم فریحہ کا پوچھ رہے ہو۔ مطلب چھوڑو اِس بات کو۔ ہاں مریرہ بھی آئی ہے اور رات سے یہی باہر کھڑی تھی۔ بس ابھی چائے پینے کینٹین تک گئی ہے۔"

"اچھا"

ایک حرف میں جواب دیتا وہ آنکھیں موند گیا تھا۔

"...زمان"

"ہمم"

www.novelsclubb.com

"مجھے لگا ایکسیڈنٹ کی وجہ سے تمہاری یاداشت چلی گئی ہے تبھی تم فریحہ کا پوچھ رہے تھے۔"

ازمیر سر کجھاتا بولا۔

"فکر نا کریں اتنا خوش نصیب نہیں ہوں جو اپنی یاداشت کھو دوں۔"

بِنا آنکھیں کھولے ہی اُس نے جواب دیا۔ازمیر نے کچھ کہنے کی بجائے خاموش رہنا مناسب سمجھا۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

عباد پولیس سٹیشن میں بیٹھا تھا۔سامنے میز پر مختلف قسم کی فائلز پڑی تھی۔ایک کے بعد ایک فائل اُٹھا کر وہ سب پر غور و فکر کر رہا تھا۔ابھی وہ فائل پر نظریں جمائے بیٹھا کہ ایک بوڑھا آدمی لاٹھی سنبھالتا اندر آیا۔اُس کے ساتھ ہی کالی چادر میں لپٹی ایک لڑکی تھی۔

"!سلام صاحب"

"وسلام جی کہیے۔"

"صاحب یہ میری بیٹی ہے مناہل۔ہم نے ایک رپورٹ درج کروانی ہے۔"

سر پاگل ہے یہ بڈھا۔روز آجاتا ہے۔ارے باباجی جاؤنا کتنی بار منع کیا ہے یہاں"

"آنے سے۔

اُس بزرگ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ایک کانسٹیبل اندر آتے ہوئے بولا۔

"اسد تم باہر جاؤ میں دیکھ لوں گا۔"

عباد کی بات پر اسد منہ بناتا باہر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"جی کہیں کیسی رپورٹ درج کروانی ہے؟"

صاحب میری بیٹی مناہل کو کوئی نامعلوم شخص کب سے پریشان کر رہا ہے۔روز"

اِس کے موبائل پر نئے نئے نمبر سے کال کر کے دھمکیاں دیتا ہے۔اِس کی

تصویروں کو غلط طریقے سے بنا کر بھیجتا ہے۔صاحب میری بیٹی کا کوئی قصور نہیں

ہے۔میں تین دن سے رپورٹ درج کروانے آرہا ہوں مگر یہ باقی پولیس والے کہتے ہیں کہ میری بیٹی کا کوئی عاشق ہو گا۔صاحب میری بیٹی بہت سیدھی ہے اُسے اِن باتوں کا علم نہیں ہے۔صاحب خدا کیلئے ہماری مدد کریں۔"

وہ بوڑھا آدمی روتے ہوئے بول رہا تھا۔اُس کے ساتھ بیٹھی اُس کی بیٹی بھی روتے ہوئے چادر کے پلو سے آنسو پونچھ رہی تھی۔عباد کو اُن کی حالت پر افسوس ہوا۔آج کل کے پولیس والے بھی عجیب ہو گئے تھے۔تین دن سے اُن لوگوں کی رپورٹ کوئی درج نہیں کر رہا یہ کہہ کر کہ لڑکی خراب ہے۔کسی نے بھی بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مناہل آپ کے پاس اِس وقت موبائل ہے؟"

"جی سر۔"

احمد یہ فون لے جاؤ اور اچھی طرح چیک کرو کہیں کسی نے ہیک تو نہیں کیا" ہوا۔اچھا تو مناہل آپ کوئی سوشل میڈیا اکاؤنٹ یوز کرتی ہیں؟ یا کہیں اپنی پکس "اپلوڈ کرتی ہیں؟

جی سر میں نے انسٹا پر اپنا اکاؤنٹ بنایا ہوا ہے اور وہیں اپنی پکس اپلوڈ کرتی ہوں مگر" "وہ پرائیویٹ ہے۔

"کون کون ایڈ ہے اُس اکاؤنٹ میں۔"

"سر کالج کی سہیلیاں اور چند رشتہ دار۔"

"اچھا تو فون کس وقت آتا ہے؟"

"سر کوئی ایک وقت نہیں ہے وہ مختلف وقت فون کرتا ہے۔"

"کیا کہتا ہے؟"

www.novelsclubb.com

سر وہ کہتا ہے کہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اگر میں نا ملی تو وہ" مجھے اغوا کر لے گا۔ میرے گھر والوں کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے "گا۔

مناہل روتے ہوئے بولی۔ عباد ایک ہاتھ ٹیبل پر رکھے دوسرے ہاتھ کی مٹھی بنا کر تھوڑی کے نیچے رکھے غور سے اُس کی ہر بات سُن رہا تھا۔

"سر آپ نے بلکل صحیح سوچا تھا یہ فون ہیک کیا گیا ہے۔"

احمد فون چیک کرتے ہی جوش سے بولا۔

اپنے گھر کا ایڈریس یہاں لکھو۔ ہم کل تمہارے گھر آئیں گیں اور وہیں سے اِس" "فون والے کو پکڑیں گیں۔

عباد کی بات پر مناہل آنکھیں صاف کرتی ایڈریس لکھنے لگی۔

"بہت شکریہ صاحب اللہ آپ کی ہر مراد پوری کرے۔"

وہ بزرگ اُٹھ کر عباد کے قریب آئے۔اور ہاتھ جوڑ کر شکریہ ادا کرنے لگے۔

"ارے باباجی یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔یہ میری بہنوں کی طرح ہے آپ فکر نا کریں ہم یہ مسئلہ جلد حل کر لیں گیں۔"

عباد کی بات پر وہ بزرگ دعائیں دیتے اپنی بیٹی کے ساتھ واپس جا چلے گئے تھے۔

"واہ سر جی بندہ پولیس والا ہو تو آپ جیسا۔جو ہر وقت سب کے مسئلے سُلجھانے کیلئے تیار رہتا ہے۔اور ہر لڑکی کو بہن بنا دیتا ہے۔"

احمد دانت نکال کر بولا۔عباد نے اُس کو گھورا۔

"اے ایس پی احمد فراز دانت کم نکالیں کہیں یہ نا ہو ٹوٹ کر گر جائیں۔جا کر کام کریں اپنا اور مجھے بھی کرنے دیں۔"

عباد اُسے گھور کر بولتا واپس اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔

»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«

"....ڈاکٹر"

وہ کینٹین ڈھونڈ رہی تھی جب اُسے ڈاکٹر نظر آیا جو شاہ زمان کا ایکسیڈنٹ والا کیس ہینڈل کر رہا تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ فوراً ہی ڈاکٹر کی پیچھے لپکی۔

"ڈاکٹر کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں وہ مسٹر شاہ زمان جن کا کل ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور آپ اُن کا کیس ہینڈل کر رہے ہیں اُن کو کیا ہوا ہے؟"

ڈاکٹر کے رکنے پر وہ ایک ہی سانس میں بولی۔ اُس کی بات پر ڈاکٹر کے ماتھے پر بل پڑے۔

"آپ کو معلوم تو ہے اُن کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے پھر؟"

"نہیں آپ نے کہا تھا ایکسیڈنٹ سے پہلے وہ بیہوش ہو گئے تھے تب کیا ہوا تھا؟"

"آپ اُن کیا لگتی ہیں؟"

"میں اُن کی وائف ہوں۔"

"تو آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ کے شوہر شدید ڈیپریشن کا شکار ہیں۔اِسے وجہ سے شاید وہ ڈرائیو کرتے بیہوش ہو گئے تھے۔اور اُن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ہوش میں آنے کے بعد بھی وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہیں۔آپ اُن کا ذہن ریلیکس کرنے کی کوشش کریں۔اگر ایسے ہی رہا تو وہ جلد کسی بڑی بیماری کا شکار ہو جائیں گیں۔"

"جی میں سمجھ گئی۔"

"اور ہاں سگریٹ نوشی سے بھی دور رکھیں اُنہیں۔کیوں ایسی کنڈیشن میں سگریٹ اُن کیلئے بہت نقصان دہ ہے۔"

"جی میں پوری کوشش کروں گی۔"

"کوشش نہیں کرنی مسز زمان اب آپ کو اُن کا پرفیکٹلی خیال رکھنا ہے۔"

"جی جی میں اچھے سے خیال رکھو گی اُن کا۔"

ڈاکٹر سر ہلاتا دوسرے وارڈ میں چلا گیا۔ جبکہ مریرہ پیر پٹختی کینٹین جانے کی بجائے واپس شاہ زمان کے کمرے کی طرف بڑھی۔

"لو جی اُس بد تمیز شخص کی وجہ سے مجھے ہی باتیں سننی پڑی۔"

مریرہ خود سے بڑبڑائی۔

www.novelsclubb.com

مریرہ روم میں داخل ہوئی۔ شاہ زمان سو رہا تھا۔ اور ازمیر بھی کمرے میں موجود نہیں تھا۔ وہ کرسی گھسیٹتی بیڈ کے قریب رکھ کر بیٹھ گئی۔

سوتے ہوئے تو کتنے معصوم لگ رہے ہیں مگر اصل میں تو شیطان کے بھی پر دادا"
"ہیں۔

مریرہ اُس کے چہرے پر نظریں جمائے بولی۔اِس بات سے بے خبر کے شاہ زمان جو اُسے آتا دیکھ کر سونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا اب اُس کی ساری باتیں باخوبی سُن رہا تھا۔

مجھے تو لگتا ہے یہ کھانے میں کریلے کھاتے ہوں گیں سڑے ہوئے انسان۔جب"
دیکھو کڑوی باتیں کرتے رہتے ہیں۔دنیا میں کتنے ارے نہیں نو لز میں
کتنے ے ے ے ہیرو ہیں پر ہائے مریرہ خان تیری نصیب میں یہی کڑوا انسان ہی
"آنا تھا۔

www.novelsclubb.com

مریرہ شاہ زمان کو گھورتی نون سٹاپ بول رہی تھی۔

"مریرہ خان نہیں مسز مریرہ شاہ زمان خانزادہ۔"

آنکھیں کھولتے ہی اُس نے تصحیح کی۔

"آپ... آپ جاگ رہے تھے؟"

منہ کھولے وہ شاہ زمان کو دیکھ رہی تھی جواب مسکراتے ہوئے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"نہیں میں کومے میں تھا۔"

"اللہ نا کرے کیسی فضول باتیں کر رہے ہیں۔"

"تمہیں تو دُکھ ہو گا نا کہ میں بچ گیا۔"

شاہ زمان کا چہرہ فوراً بے تاثر ہو گیا تھا۔

"نہیں مجھے دُکھ ہے کہ آپ کو اپنی زندگی عزیز نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں میں خود سے اپنی زندگی سے نفرت کرتا ہوں۔"

"... شاہ"

مریرہ کی پکار پر وہ ساکت نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔

آپ کو خود سے اپنی زندگی سے سب سے محبت کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اب آپ" کی زندگی میں خود سے محبت کرنے والی مریرہ خان موجود ہے۔ اور مجھے نفرت لفظ "سے چڑ ہے۔

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ نڈر انداز میں بولی۔ شاہ زمان نے اُس کی بات پر آنکھیں چُرائی۔

"تم جانتی ہو ہمارا نکاح ایک شرط پر ہوا تھا۔"

"ہاں آپ نے بتایا تھا۔"

"میں تمہیں وہ شرط بتانے لگا ہوں۔"

شاہ زمان کی بات پر مریرہ کو دل زور سے دھڑکا۔ نجانے وہ کون سے شرط بتانے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

شرط یہ ہے کہ تمہیں اپنا آفس ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوڑنا ہو گا۔ کسی قسم کی پارٹیز میں "
"تم نہیں جاؤ گی۔ یہاں تک کے اپنے دوست بھی چھوڑنے ہوں گیں۔

"....مگر آفس تو بابا کا اسٹیبلش کرنا ہے میں کیسے "

میں کچھ نہیں جانتا تمہیں یہ شرائط منظور ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں جلد تمہاری "
آزادی کے کاغذات بنوالوں گا۔ اور خود تمہاری شادی کسی اچھی جگہ کروادوں
گا۔ جہاں تم خوش اور مطمئن زندگی گزار سکو گی۔ ویسے بھی مجھ جیسے زندگی سے
"بیزار انسان کے ساتھ رہ کر تم کبھی خوش نہیں رہ پاؤ گی۔

مجھے آپ سے یہ اُمید نہیں تھی۔ کیسے انسان ہیں آپ؟ اپنی بیوی کی شادی "
کروانے کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے آزاد کرنے کا پلان بنا رہے ہیں۔ آپ ایسا کیسے
"کر سکتے ہیں؟ دس از ٹو مچ شاہ۔

مریہ نم آنکھوں سے کہتی ہوئی تیزی سے باہر کی طرف بڑھی۔ دروازے میں
ازمیر کو کھڑا دیکھ کر وہ ایک پل کیلئے رُکی۔ پھر اُس کے سائیڈ سے نکلتی باہر چلی گئی۔

"یہ سب واقع ٹوچ تھا زمان۔"

وہ سب سُن چکا تھا تبھی ملامتی نظروں سے شاہ زمان کو دیکھتا مریرہ کے پیچھے باہر کی طرف بھاگا۔اُن کے جانے کے بعد شاہ زمان نے خاموشی سے آنکھیں موند لیں۔آنکھیں موندتے ہی آنسو کا ایک قطرہ اُس کی بائیں آنکھ سے بہہ نکلا۔جسے اُس نے بے دردی سے صاف کیا۔

www.novelsclubb.com

تیزی سے سیڑھیاں اُترتی وہ پورے گھر میں اپنی پائل کی آواز سے سُر بکھیر رہی تھی۔مرحا نے مڑ کر اُسے دیکھا۔ہاتھ میں بیگ اُٹھا کر وہ تیزی سے نیچے آئی۔

یہ شاہو بھائی کے کپڑے رکھ دیے ہیں میں نے بیگ میں۔آپ دیکھ لیں بھابھی"

"اور کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے نا۔

بیگ مرحا کے قریب صوفے پر رکھتی وہ ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"چندا تم نے پائل پہنی ہے؟"

مرحا نے اُس کے پیروں کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

ہاں بھابھی مجھے پائل بہت پسند ہے۔جب میں چلتی ہوں نا تب یہ پائل کی آواز ہر"

"طرف گونجتی ہے۔مجھے پائل کی وہ گونجتی آواز بہت پسند ہے۔

اپنے پیروں کو دیکھتی ارمش مسکرا کر بولی۔

"مگر وہ پائل جو آواز پیدا کرے وہ پہننا ایک عورت کیلئے درست نہیں ہے۔"

"وہ کیوں بھابھی؟"

www.novelsclubb.com

دیکھو تم پائل پہن کر باہر جاؤ گی۔اِس کی آواز سے کئی مرد تمہاری طرف متوجہ"
"ہوں گیں۔تو بتاؤ کیا یہ بات صحیح ہے؟

"نہیں بھابھی آپ صحیح کہہ رہی ہیں۔یہ غلط بات ہے۔میں ابھی اُتار دیتی ہوں۔"

ارمش فوراً جھک کر اپنی پائل اُتارنے لگ گئی۔

سونے چاندی کا ہر قسم کا زیور زینت کے لیے پہننا عورت کو جائز ہے،البتہ وہ زیور"
جس کو پہن کر چلنے سے آواز نکلتی ہو اور فتنے کا اندیشہ ہو تو اس کا استعمال جائز
نہیں،اگر پازیب کی بناوٹ ایسی ہے کہ اسے پہن کر باہر نکلنے اور چلنے سے جھنکار کی
آواز موجود ہوتی ہے تو اس کا استعمال درست نہیں۔البتہ ایسے پازیب جو سونے
چاندی سے بنے ہوں اور ایسی کوئی شئ ان میں نہ جڑی ہو جس سے جھنکار کی آواز پیدا
ہوتی ہو اور نہ ہی چلتے وقت ان پر غیر مردوں کی نگاہ پڑنے کا اندیشہ ہو تو ایسے پازیب
:کا پہننا درست ہے۔قرآن کریم میں ہے

:[سورہ نور:31].ولایضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھنترجمہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنا سنگھار۔(تفسیر عثمان)

حدیث شریف میں ہے: حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک چھوٹی لڑکی لائی گئی، جو گھنگرو پہنے ہوئے تھی اور وہ بج رہے تھے، حضرت عائشہؓ نے (اس لڑکی کو لانے والی عورت سے فرمایا) اس لڑکی کو میرے پاس اس وقت تک نہ لایا جائے جب تک کہ ان گھنگروؤں کو کاٹ کر پھینک نہ دیا جائے، کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں باجے کی قسم کی کوئی چیز ہوتی ہے۔ تبھی یہ آواز والی پائل بھی "پہننا درست نہیں ہے۔

زرمین بیگم نے اُن کے قریب آتے ہوئے پوری بات کی وضاحت کی۔

"سوری مجھے یہ بات نہیں پتا تھی۔"

پائل کو میز پر رکھتی وہ معذرت کن لہجے میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں چندا اب تو معلوم ہو گیا ہے۔ ویسے بھی دیر آئے درست آئے۔"

مرحا مسکراتے ہوئے بولی۔ ارمش بھی مسکرانے لگی۔

"میرے خیال سے اب چلنا چاہیے دیر ہو رہی ہے۔"

زرمین بیگم کی بات پر دونوں سامان سمیٹنے لگیں۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

www.novelsclubb.com

"....سر"

"ہاں احمد ساری تیاریاں ہو گئی ہیں نا؟"

"جی سر سب تیار ہے۔"

"اوکے تو مناہل آپ کو یاد ہے نا جو میں نے فون پر کہنے کو بولا ہے؟"

"جی سر سب یاد ہے۔"

عباد اور احمد دونوں عام سی ڈریسنگ کیے مناہل کے گھر پر موجود تھے۔ کچی پکی مٹی سے بنا یہ چھوٹا سا گھر تھا۔ جس میں مناہل اور اُس کے والد رہتے تھے۔ مناہل کی ماں کینسر کی مریضہ تھی جو تین سال پہلے انتقال کر گئی تھی۔

"سسسر کال آ رہی ہے۔"

فون بجنے پر مناہل نے خوفزدہ نظروں سے عباد کو دیکھا۔

"ڈریں مت کال اُٹھائیں اور جیسا کہا ہے ویسا کریں۔ احمد آر یو ایڈی؟"

www.novelsclubb.com

"یس سر۔"

"اوکے مناہل پک آپ دی کال۔"

عباد کے حکم پر اُس نے ڈرتے ڈرتے ہیلو کیا۔

"ارے منی کب سے فون کر رہا تھا کہاں تھی؟"

"وہ ممیں باورچی خانے میں تھی۔"

اِس لیے تو کہتا ہوں میرے پاس آجا۔ باورچی خانے میں قدم بھی نہیں رکھنے "

"دوں گا ڈارلنگ۔

فون کا سپیکر آن تھا تبھی باآسانی سب اُن کی گفتگو سُن رہے تھے۔

"احمد نمبر ٹریس ہوا؟"

"سر بس ہو گیا۔"

عباد کی سرگوشی پر وہ لیپ ٹاپ پر مزید تیز تیز اُنگلیاں چلانے لگا۔

"سر مل گیا۔ یہ کوئی جنرل سٹور ہے۔ عارف جنرل سٹور ہے شاید۔"

احمد جوش سے بولا۔ عباد نے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور مناہل کے ساتھ باہر آنے کا کہا۔ جبکہ فون ابھی بھی چل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ عارف کی دُکان تو ہمارے گھر کے قریب ہے۔یہی دو گلی چھوڑ کر۔اور اِس کے "
"بچے مناہل کے پاس ٹوئیشن پڑھنے آتے ہیں۔

مناہل کے والد نے دونوں کو دھیمی آواز میں بتایا۔جس پر وہ سر ہلاتے باہر کی طرف بڑھے۔

www.novelsclubb.com

"شاہ خوشی کیا ہے؟"

وہ فریحہ کے ساتھ کینیڈا کے مشہور جزیرے ٹوفینو کے ساحل پر اُس کا ہاتھ تھامے چل رہا تھا۔فریحہ کی بات پر وہ اُس کی طرف متوجہ ہوا۔ہوا کے جھونکوں سے فریحہ

کے کُھلے بالوں سے چند لٹیں اُس کے منہ پر آ رہی تھی جنہیں وہ بڑی نزاکت سے واپس کان کے پیچھے اڑستی شاہ زمان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"ممم جب آپ کو اپنی من پسند چیز بِن مانگے مل جاتی ہے تو وہ خوشی ہوتی ہے۔یا آپ کے وجہ سے کسی دوسرے کے چہرے پر مسکراہٹ آئے وہ بھی خوشی ہوتی ہے۔"

اُس نے مسکرا کر فریحہ کو دیکھا۔

"اوہ گاڈ شاہ جب میں تم سے پوچھوں خوشی کیا ہے تو تمہیں کہنا چاہیے تھا کہ میری خوشی صرف فریحہ ہے اوکے۔"

www.novelsclubb.com

ہاتھ چھڑاتی وہ کڑے تیوروں سے شاہ زمان کو دیکھنے لگی۔

"یہ تو پھر زبردستی کی خوشی ہوئی۔"

مسکراہٹ دباتا وہ شرارت سے بولا۔

"میں تمہاری زبردستی کی خوشی ہوں؟"

فریحہ منہ کھولے شاہ زمان کو گھورنے لگی۔

"ہاں خود آکر چپک گئی تھی مجھے چڑیل کہیں کی۔"

زوردار قہقہہ لگاتا وہ ساحل کے کنارے بھاگنے لگا۔ جبکہ فریحہ اُس کے پیچھے اُسے پکڑنے کیلئے دوڑ رہی تھی۔ ٹوفینو کا ساحل دونوں کے قہقوں سے مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔

ماضی کو یاد کرتے شاہ زمان کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔ آج اُسے احساس ہو رہا تھا کہ اُس کی ہر خوشی فریحہ سے ہی تھی۔ فریحہ کے جانے سے اُس کی ساری خوشیاں بھی چلیں گئیں تھیں۔ وہ ایک جذبات سے عاری شخص بن گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس نے مریرہ کے سامنے بھی ایسی شرائط رکھی کہ وہ خود اُسے چھوڑ جائے

گی۔مریرہ نے اُسے متاثر ضرور کیا تھا مگر وہ اُسے اپنے ساتھ باندھ کر اُس کی زندگی برباد نہیں کر سکتا تھا۔اور اُس نے تو ابھی اُسے فریحہ کی سچائی بھی نہیں بتائی تھی۔وہ سننے کے بعد تو مریرہ سچ میں اُسے چھوڑ جائے گی۔اِس سے اچھا ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ مریرہ کو اپنی زندگی سے بے دخل کر دے۔پھر چاہے اُس کی اذیت میں مزید اضافہ ہی کیوں نا ہو جائے۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

پریئر روم میں جائے نماز پر بیٹھی وہ اپنے خالی ہاتھوں کو تک رہی تھی۔دوپٹہ ہمیشہ کی طرح چہرے کے گرد حجاب کی صورت میں لپٹا تھا۔اور آنکھیں وہ بھی ہمیشہ کی طرح آنسوؤں سے تر تھیں۔رشتوں کے معاملے میں وہ اتنی بدنصیب کیوں تھی۔پہلے ماں باپ کو کھو دیا اور اب جس شخص کی زندگی کا حصّہ بنی وہ بھی اُسے

چھوڑنا چاہتا تھا۔وہ اتنی بُری تو نہیں تھی۔ہر لڑکی کی طرح اُس نے بھی اللہ سے ایک محبت کرنے والا ہمسفر مانگا تھا۔بس فرق اتنا تھا کہ اُس نے محبت کی بجائے عشق کرنے والا ہمسفر مانگا تھا۔اُس کی یہ دعا کیا اتنی بُری لگی اللہ کو جو اُس کا ہمسفر اُسے چھوڑنے کی باتیں کر رہا تھا۔

اُس نے بھی تو شاہ زمان کا ماضی قبول کیا ہے نا۔پھر وہ مریرہ کو کیوں قبول نہیں کر سکتا۔ابھی تو اُس نے اِس رشتے کو قبول کیا تھا شاہ زمان کے ساتھ خوبصورت زندگی کا تصور کرنا شروع کیا تھا۔مگر فوراً ہی اُس کے خوابوں کو کچل دیا گیا۔وہ کیا چاہتی ہے اِس بات کا تو کسی کو خیال ہی نہیں تھا۔پہلے تیمور خانزادہ نے اچانک اُس کا اور شاہ زمان کا رشتہ جوڑ دیا اور اب اچانک ہی شاہ زمان اِس رشتے کو ختم کرنے کا اعلان کر رہا تھا۔کیا اُس کی رائے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر اُس کی آنکھوں سے گرتے جا رہے تھے۔جب اچانک مرحا نے آکر اُسے گلے لگایا۔وہ زرمین بیگم اور ارمش کے ساتھ ابھی ہاسپٹل پہنچی تھی۔جب

www.novelsclubb.com

ازمیر نے اُسے مریرہ کے بارے میں بتایا۔اور شاہ زمان کے ماضی کے بارے میں مختصر بتایا۔ساتھ ہی شاہ زمان کی اب والی شرائط بتائی۔ازمیر کی بات سنتے وہ فوراً مریرہ کے پاس آئی۔ایک وہی تو تھی جس نے ہمیشہ مریرہ کو سنبھالا تھا۔آج بھی وہ اُسے سنبھالنے کیلئے سب سے پہلے آئی تھی۔

"گڑیا بس کرو کتنا روگی۔"

اُس کے آنسو صاف کرتی مرحا بولی۔

"گڑیا مت بولیں مجھے۔گڑیا بولتے بولتے سب نے مجھے گڑیا ہی سمجھ لیا ہے۔جس کا دل کرتا ہے کھیل کر چلا جاتا ہے۔"

وہ سسکیاں لیتی رو رہی تھی۔

"بس کرو مریرہ مت روا تنا۔میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔"

www.novelsclubb.com

آپو میں نے عشق کی دعا مانگی تھی۔ جس میں ہجر یا جدائی نا لکھی ہو۔ مگر یہاں تو"
جس کے ساتھ میرا نصیب جڑا ہے وہ ہی کسی دوسرے کے عشق میں مبتلا
"ہے۔اُنہوں نے مجھے میرے خلوص کو بے مول کر دیا ہے۔

"مریرہ بس کرو سنبھالو خود کو۔ تم تو بہت بہادر ہو نا۔"

سہی کہا آپو میں بہت بہادر ہوں۔ایک بار مسٹر شاہ مجھے توڑ چکے ہیں مگر اب"
"نہیں۔ میں اُنہیں اپنی خواہش پوری کر کے دیکھاؤ گی۔

"کون سی خواہش مریرہ؟"

اُس کی بات پر چونکتے ہوئے مرحا بولی۔

"اِس رشتے کو نبھانے کی خواہش۔"

آنکھیں رگڑتی وہ ایک عزم سے بولی۔اب وقت ٹوٹنے کا نہیں تھا مضبوط بننے کا
تھا۔اور اب وہ مضبوط بن کر دیکھائے گی۔

www.novelsclubb.com

انسان اپنے نفس پر ظلم خود کرتا ہے۔ایک خواہش ٹوٹنے کا غم ختم ہوتا نہیں ہے"
"کہ دوسری خواہش پوری کرنے کی اذیت میں ڈوبنے لگ جاتا ہے۔

وہ بھی اب اپنے رشتے کو جوڑے رکھنے کی کوشش کرنا چاہتی تھی۔ہاں وہ کسی کا عشق نہیں بن سکی تو کیا ہوا کسی کی عزت تو بن ہی سکتی تھی نا۔

www.novelsclubb.com

>><<>><<>>><<>><<>><<>><<>>><<>><<>><<>><<>>

عباد جنرل سٹور کے پاس پہنچ چکا تھا۔مناہل،اسکے والد اور احمد اُس کے ساتھ ہی تھے۔مناہل عباد کے حکم پر اب بھی اُس سٹور والے کو باتوں میں اُلجھائے ہوئے

تھی۔عباد نے احمد کو اشارہ کیا۔وہ سر ہلاتا اندر گیا جہاں کاؤنٹر پر ایک اُدھیڑ عمر کا شخص کان سے فون لگائے کھڑا تھا۔احمد نے واپس عباد کو اشارہ کرتے ہوئے اُس آدمی کی تصدیق کی۔اِدھر مناہل نے فوراً عباد کے کہنے پر فون بند کیا۔

"سلام انکل۔"

عباد اُس آدمی کو گھور رہا تھا۔جواب اُلجھے تاثرات سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"جی کیا چاہیے؟"

بِنا سلام کا جواب دیے وہ آدمی موبائل پر نمبر ملاتا مصروف انداز میں بولا۔

"...حساب"

"کون سا حساب؟"

"تیرے بُرے اعمالوں کا حساب۔اندر آؤ۔"

www.novelsclubb.com

عباد کے بُلانے کر مناہل ڈرتے ڈرتے اندر آئی۔ مناہل پر نظر پڑتے ہی اُس آدمی کا چہرہ فق ہوا۔

"بول کیوں تنگ کر رہا تھا اِسے؟"

"....میں کسی کو تنگ نہیں"

احمد کی طرف سے پڑنے والے زوردار تھپڑ نے اُس کی بولتی بند کروائی۔

"بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔"

"بول جلدی ورنہ تھانے میں بند کر دوں گا۔"

www.novelsclubb.com

وہ صاحب یہ مجھے اچھی لگتی ہے۔ایک دفعہ یہ میری دکان پر بیلنس کروانے آئی" تھی تب سے یہ میرے دل میں سما گئی تھی۔ بیلنس کرنے کے بہانے سے اِس کا نمبر بھی میرے پاس آ گیا تھا۔اور میرا بیٹا بھی اِس کے پاس پڑھنے جاتا تھا تو آتے جاتے اِس کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ مگر پھر میں نے سنا چاچا اِس کی شادی کر رہا ہے۔تب مجھے

بہت غصّہ آیا۔اِس پر میری نظر تھی تو یہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی تھی۔تو میں نے ایک وائرس کے ذریعے اِس کا موبائل ہیک کر لیا۔اور اِس کی تصویریں ایڈٹ کر کے اِسے بلیک میل کرنے لگا۔اِس طرح چاچا نے ڈر کر اِس کی شادی کرنے کا خیال "مسترد کر دیا۔

"بیغیرت انسان تیری وجہ سے اپنی بیٹی کا رشتہ توڑ دیا میں نے تیری بنائی گھٹیا تصویروں کی وجہ سے میں اُس پر شک کرنے لگا تھا۔نوکری پر جانا بھی اِس کا چھوڑوا دیا میں نے کہ ہو سکتا ہے یہ غلط ہو۔اور تو کہتا ہے تو اِسے پسند کرتا تھا۔کتنے لوگ میری بیٹی کے کردار پر کیچڑ اُچھالتے رہے اور میں چپ چاپ اپنی بیٹی کے کردار کی دھجیاں اُڑتے دیکھتا رہا۔کتنی دفعہ میں خود اِسے بُرا بھلا کہتا تھا۔جبکہ میری معصوم بیٹی بے قصور تھی۔"

اختر صاحب (مناہل کے والد) اُس آدمی کو مارتے ہوئے بولے۔آس پاس لوگوں کا ہجوم جما ہو چکا تھا۔سب خاموشی سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"یہی تو ہماری غلط بات ہوتی ہے باباجی۔ ہم اِن باتوں کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کو بدکردار کہتے ہیں مگر اِن جیسے درندوں کو کچھ نہیں کہتے۔ یہ درندے کُھلے عام گھومتے ہیں اور بیچاری لڑکیوں کی زندگی برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔"

ایک آدمی آگے آتے ہوئے بولا اور اختر صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"مگر اب یہ درندہ نہیں بچے گا۔ کیونکہ میں اے ایس پی عباد ملک ہوں اور یہ اے ایس پی احمد فراز ہے۔ اور یہ گھٹیا شخص اب سلاخوں کے پیچھے سڑے گا۔ چل اُٹھ۔"

عباد نے نیچے زمین پر بیٹھے اُس آدمی کو گھسیٹ کر ایک جھٹکے سے اُٹھایا۔

"صاحب معاف کر دو میں آئندہ نہیں کروں گا۔"

"کوئی معافی نہیں ملے گی۔ جب تجھے سزا دی جائے گی نا تو باقی سب لوگ اِس سے عبرت پکڑیں گیں۔ اور آئندہ ایسے کام کرنے سے ڈریں گیں۔"

احمد نے دوسری طرف سے آگے آکر اُس کا گریبان پکڑا۔اور ایک زوردار دھکہ دیا جس کی وجہ سے وہ آدمی مناہل کے پیروں کے قریب گرا۔

"یہ ہے تمہارا مجرم مناہل۔جو سزا دینا چاہو دو۔مارو اِسے اور اپنے ہر آنسو کا بدلہ لے لو۔آج تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔"

احمد نے کہتے ہوئے ایک ٹھوکر اُس آدمی کے پیٹ میں ماری۔

"ممیں کیسے؟"

وہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"یہ پکڑو اور بِناڈرے شروع ہو جاؤ۔"

احمد لکڑی کا ڈنڈا اُس کی طرف بڑھاتا بولا۔جبکہ عباد اختر صاحب کے ساتھ کھڑا اُنہیں ہی دیکھ رہا تھا۔مناہل نے ہاتھ کی پشت سے آنسو پونچھے اور کانپتے ہاتھوں سے احمد کے ہاتھ سے ڈنڈا لے کر یکے بعد کئی وار ایک ساتھ کیے۔اُس کی آنکھوں میں

www.novelsclubb.com

خون اُتر آیا تھا۔اپنی کردار پر کی گئی لا محدود باتیں اُس کی کانوں میں گونج رہی تھی۔ تبھی وہ بِنا رُکے اُسے ڈنڈے سے پیٹ رہی تھی۔یہاں تک کہ وہ آدمی زمین پر گرا لہولہان ہو چکا تھا۔

"بس کافی ہے باقی ہم لوگ دیکھ لیں گیں۔"

عباد نے پیچھے سے ڈنڈا پکڑ کر اُسے روکا۔وہ فوراً ہوش میں آئی۔گہرے گہرے سانس لیتی وہ بھاگ کر اختر صاحب کے گلے لگ گئی۔

www.novelsclubb.com

»»«««<»»»«<»»«<»»«<»»»«<»«<»«<»»»«<»«<»«

"کیسی طبعیت ہے بیٹا؟"

تیمور خانزادہ اُس کے قریب کرسی رکھ کر بیٹھے تھے۔ جبکہ زرمین بیگم نے بیڈ کے کنارے پر بیٹھنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"ٹھیک ہو بابا۔"

"ہاں ٹھیک تو ہو گا ہی نا اپنی ضد جو پوری کر لی ہے نواب صاحب نے۔"

دروازہ دھکیل کر غصّے میں بھرا ازمیر اندر آیا۔ وہ شاہ زمان کو خشمگیں نظروں سے گھورتا بیڈ کے قریب آیا۔

"کیسی ضد بھائیو؟"

ارمش ناسمجھی سے بولی۔ یہی حال زرمین بیگم اور تیمور خانزادہ کا بھی تھا۔

"....آپ کو معلوم ہے اِس بدتمیز انسان نے یہ شرط رکھی ہے کہ"

"کہ ہم دونوں کی ابھی اور اِسی وقت رخصتی کر دی جائے۔"

مریرہ نے اندر آتے فوراً ہی اُس کی بات مکمل کی۔ صاف دُھلا ہوا چہرہ کسی بھی جذبات سے بلکل عاری تھا۔ مرحا بھی اُس کے ساتھ ہی اندر آئی۔

"...واٹ"

ازمیر نے مڑ کر حیرانگی سے اُسے دیکھا۔ جب کہ شاہ زمان بے یقین نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ جو بڑے اعتماد سے اُس کی اور اپنی رخصتی کا اعلان کر رہی تھی۔

"اچانک رخصتی کیسے ہو سکتی ہے؟ کوئی تیاریاں بھی نہیں ہوئیں۔"

تیمور خانزادہ فکر مندی سے بولے۔

www.novelsclubb.com

"....بابا یہ"

آپ کو بات کرنے سے منع کیا ہے ڈاکٹر نے میّاں جی۔ آپ خاموش رہیں۔ میں"
"سب بتاتی ہوں۔

شاہ زمان کی بات کاٹتے وہ پھر سے بولی۔

"اِس کو کیا ہوا ہے؟"

ازمیر نے مرحا کے قریب سرگوشی کی۔

"جو نظر آرہا ہے آپکو۔"

خفگی سے کہتی وہ زرمین بیگم کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی۔

"اب اِسے کیا ہوا ہے؟"

ازمیر سر کجھاتا ہوا نا سمجھی سے بولا۔

انکل کسی قسم کی تیاری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔آج یہ ڈسچارج ہوں گیں تو" آپ بس مجھے یہی سے رخصت کر دیجیے گا۔یہی ان کی خواہش ہے۔یہ چاہتے ہیں "کہ آج ہماری رُخصتی ہو جائے ہر حال میں ورنہ یہ گھر نہیں جائیں گیں۔

"....ارے تم"

www.novelsclubb.com

اور ہاں ریسیپشن کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔جب یہ ٹھیک ہو جائیں گیں"
"تب سوچیں گیں۔

شاہ زمان کی طرف طنزیہ مسکراہٹ اُچھالتے وہ پھر سے اُس کی بات کاٹ گئی تھی۔

"چلو جیسے تم لوگوں کو صحیح لگے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

زرمین بیگم مسکرا کر بولی۔شاہ زمان نے بے بسی سے مریرہ کو گھورا مگر وہ کندھے اچکاتی رُخ موڑ گئی۔اُس کے رُخ موڑنے پر شاہ زمان نے لب بھینچے۔وہ جتنا بولنے کی کوشش کر رہا تھا مریرہ اتنا ہی اُس کی بات کاٹتی جا رہی تھی۔سب کے چہروں پر بکھری مسکراہٹیں دیکھ کر اُس نے بلآخر سچ بولنے کا ارادہ مسترد کر دیا۔

www.novelsclubb.com

صحن میں بچھی چارپائی پر بیٹھی وہ ستاروں بھرے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔نارنجی رنگ کی قمیض کے ساتھ نارنجی رنگ کا ہی ٹراؤزر پہنا تھا۔ساتھ ہی نارنجی رنگ کا دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔اُمید سے بھری آنکھیں آسمان پر ٹکی تھی جیسے کسی معجزے کے انتظار میں ہوں۔نجانے کتنی دیر وہ آسمان پر نگاہیں ٹِکا کر بیٹھی تھی۔یہاں تک کے اُس کی آنکھوں سے پانی نکلنے لگا تھا۔

"مناہل بیٹا کھانا کھالے۔"

اختر صاحب کی آواز پر اُس نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلا۔دوپٹے کے پلو سے آنکھیں رگڑتی وہ اُداسی سے مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

ابور اشن ختم ہو گیا ہے۔پیسے بھی میرے پاس نہیں ہیں۔عباد بھائی نے بولا تھا وہ "کسی نوکری کا انتظام کر دیں گیں۔آپ فکر نا کریں۔

وہ جلدی سے کھڑی ہوئی اور اختر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں چارپائی پر بیٹھنے تک سہارا دیا۔

"مجھے معاف نہیں کیا نا تو نے بیٹا۔"

نہیں ابو میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو" "سکتی۔

چارپائی کے کونے پر وہ ٹک کر بیٹھی تھی۔اختر صاحب کے ہاتھ پکڑ کر باری باری آنکھوں سے لگائے۔

"تو پھر تیری آنکھیں نم کیوں ہیں؟"

پتہ ہے میری آنکھیں کیوں نم ہیں؟میں سوچتی ہوں کہ جب کوئی شخص آپ کی" بیٹی پر انگلی اُٹھاتا ہے تو آپ بجائے اُس شخص کو روکنے کے اپنی بیٹی کو کیوں روکتے "ہیں؟بِنا تحقیق کیے سب لڑکی کو ہی بُرا بد کردار کیوں بنا دیتے ہیں؟

اُس سے نم آنکھوں سے اُن کی طرف دیکھا۔

جو لڑکیاں ہوتی ہیں نا اُن کا کردار بہت صاف شفاف ہوتا ہے۔ کسی کا بولا ایک اچھا" لفظ اُن کے کردار کو مزید نکھار دیتا ہے جبکہ ایک بُرا لفظ اُن کے کردار پر کئی داغ لگا "دیتا ہے۔ اور وہی سب بُرے الفاظ آج مجھے اچھے کردار سے بد کردار بنا چکے ہیں۔

مناہل کی بات پر اختر صاحب نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

پتر بیٹیاں تو سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔ مگر یہ بات مشکل وقت میں لوگ بھول" جاتے ہیں۔ اپنا دل چھوٹا مت کر۔ تیرا باپ تیرے کردار پر لگے سارے داغ مٹا کر "ہی مرے گا۔

اللہ نا کرے ابو کیسی باتیں کر رہیں ہیں۔ امی کے بعد صرف آپ ہی میرا واحد" "سہارا ہیں۔ آپ کو کچھ ہو گیا تو میں کہاں جاؤ گی۔

نا میرا پتر تیرا واحد سہارا صرف اللہ پاک ہیں۔ وہ وہی ہے جس نے تیری عزت" محفوظ رکھی ہے اور آگے بھی وہی تجھے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔ میرا کیا ہے میں "تو اُسی کی امانت ہوں۔ وہ جب چاہے واپس بُلا لے۔

"....ابو"

"چل جھلی چُپ کر۔آنسو بہت قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔اِنہیں مفت میں بہا کر اِن کی بے قدری نا کر۔اچھا میرے پاس دو سو ہیں۔میں سامنے والے تندور سے دو روٹیاں اور تھوڑا سا دال والا سالن لے آتا ہوں۔پھر دونوں باپ بیٹی ایک ساتھ بیٹھ کر کھائیں گیں۔زرا میری چھڑی پکڑا مجھے۔"

اختر صاحب نے اُٹھنے کیلئے اپنی لاٹھی نما چھڑی کی طرف اشارہ کیا۔مناہل نے فوراً اُٹھ کر وہ چھڑی اُن کی طرف بڑھائی۔

www.novelsclubb.com

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

"مرحا کیا ہوا ہے آپ کو؟روکیں تو بات سنیں۔"

وہ کچن میں جا رہی تھی جب ازمیر نے اُسے روکا۔وہ سب شاہ زمان کے ڈسچارج ہونے کے بعد گھر واپس آ چکے تھے۔مرحا نے مڑ کر ناراضگی سے اُس کی طرف دیکھا۔

"مجھے کیا ہوا ہے؟"

"آپ مجھے صبح سے اگنور کر رہی ہیں۔"

ازمیر کی بات پر وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر سنجیدگی سے کھڑی سے ہو گئی۔

تو میری بہن کا رشتہ کرتے وقت آپ نے اپنے بھائی کا ماضی بھی تو اگنور کیا"

"تھا۔اب اپنا اگنور ہونا بُرا لگ رہا ہے۔

اگنور نہیں کیا تھا بس مریرہ کی طبیعت دیکھ کر بتانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔مگر یار"

"اِس سب میں میرا کیا قصور ہے؟

www.novelsclubb.com

قصور تو مریرہ کا بھی کوئی نہیں تھا۔جو اُسے سزا مل رہی ہے۔اور طبیعت اُس کی" خراب تھی میری تو نہیں تھی نا۔آپ کم از کم مجھے تو بتا ہی سکتے تھے۔مگر نہیں آپ نے نہیں بتایا۔آپ نے اپنے بھائی کا ساتھ دیا۔تو بس ٹھیک ہے اب میں بھی اپنی بہن کا ساتھ دوں گی۔"

سنجیدگی سے بولتی وہ کچن میں چلی گئی۔ازمیر نے غصّے سے دیوار پر مکہ مارا۔وہ بھی کیا کرتا۔ایک طرف اُس کا ضدی اور سر پھرا بھائی تھا تو دوسری طرف اُس کی جزباتی بیوی اور بیوقوف سالی تھی۔بیچارا ازمیر تو ان تینوں میں دب کر ہی رہ گیا تھا۔

"کیا ہوا بھائی؟"

www.novelsclubb.com

ہاتھ میں خالی شیشے کا گلاس پکڑے ارمش کچن میں جا رہی تھی۔مگر ازمیر کو سوچوں میں ڈوبے دیکھ کر باہر ہی رُک گئی۔

"زندگی کی پکچر کا انٹرویل۔"

اُس نے دونوں ہاتھ ہوا میں اُٹھا کر اشارہ کیا۔

"مطلب؟"

"مطلب جو تمہارا شاہو بھائی ہے نا اُس کی زندگی کا راز کھل چکا ہے۔ جس کی وجہ سے میری بیوی اور سالی مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ پتہ کیا ہوا ہے....."

"ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہ میر بھائی آپ کے ساتھ تو وہی سین ہوا ہے۔ بیچاری رضیا غنڈوں میں پھنس گئی۔"

ازمیر کی بات سنتے ہی ارمش ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہو رہی تھی جبکہ ازمیر خونخوار نظروں سے اُسے ہنستا دیکھ رہا تھا۔

"تم بہن نہیں ڈائن ہو آئندہ کوئی بات نہیں بتاؤ گا۔ میں یہاں تمہیں اپنا مسئلہ بتا رہا تھا اور تم ڈائن کی طرح ہنستی جا رہی ہو حد ہے۔"

وہ بُرا مانتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"ہاہاہاہاہاہاامت بتاناپرا بھی تو تین غنڈوں سے بچیں رضیا جی۔"

ارمش کی ہنسی اِس وقت ازمیر کو زہر لگ رہی تھی۔ پیر پٹختا وہ صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔ جبکہ ارمش بھی کچن میں جانے کی بجائے اُسے چیڑانے کیلئے ہنستے ہوئے اُس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔ازمیر کی گھوریوں کی باوجود بھی اُس کی ہنسی کو بریک نہیں لگ رہی تھی۔

"کیا بات ہے ارمش کیوں پاگلوں کی طرح اتنا ہنس رہی ہو؟"

زرمین بیگم اپنے کمرے سے باہر آئی۔ ملازمہ کو چائے کا کہہ کر وہ وہیں لاؤنج میں آ کر بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

ماما آپ نے وہ کہاوت یا محاورہ واٹ ایور جو بھی ہوتا ہے وہ سُنا ہے۔ کہ رضیا غنڈوں" "میں پھنس گئی ہاہاہاہا۔

"ہاں سنا ہے پر اِس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

کچھ نہیں ماما بس ایسے ہی ہنسی آ رہی تھی۔ یہ سوچ کر کہ رضیا بیچاری تین غنڈوں" "سے کیسے نپٹے گی۔

ازمیر کی طرف دیکھ کر وہ معنی خیز انداز میں بولی۔

"تین غنڈوں سے مطلب؟"

کچھ نہیں ماما یہ ناول پڑھ پڑھ کر پاگل ہو چکی ہے۔ چھوڑیں اِسے آپ پریشان نا" "ہو۔

ایک دفعہ پھر اُسے ہنستا ہوا دیکھ کر ازمیر نے اُسے گھورا اور پھر خود ی سر جھٹکتے زرمین بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔ ساتھ کھڑی نرس اُس کے بازو کی ڈریسنگ کر رہی تھی۔ درد کے اثرات اُس کے چہرے پر واضح نظر آ رہے تھے مگر وہ اپنے تاثرات چھپانے کا فن رکھتا تھا۔ تبھی ہونٹ بھینچے بے تاثر چہرہ کیے سامنے نظریں ٹِکائے بیٹھا تھا۔ جہاں مریرہ ملازمہ کے ساتھ مل کر اپنا سامان اُس کے کمرے میں شفٹ کروا رہی تھی۔

"ہو گیا سر۔ اب میں چلتی ہوں۔"

نرس کی بات پر اُس نے ثبات میں سر ہلایا۔ اپنی چیزیں اُٹھاتی نرس باہر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"سنیں سسٹر۔"

مریرہ نے نرس کو آواز دے کر روکا۔

"جی مسز زمان۔"

سسٹر آپ کل سے مت آیئے گا۔میں اپنے ہسبینڈ کی ڈریسنگ خود کر لو گی۔آئی"
"ہوپ یو نیور مائینڈ۔

ہونٹوں کو دونوں اطراف سے کھینچ کر زبردستی کی مسکراہٹ سجائی گئی تھی۔

"نو میم اِٹس اوکے مجھے بُرا نہیں لگا۔میں سمجھ گئی ہوں۔"

نرس کہتے ہوئے چلی گئی۔شاہ زمان کو پوری طرح اگنور کرتی وہ ملازمہ کو بھی وہاں سے دوسرا سامان لینے کیلئے بھیج چکی تھی۔

تم آخر کرنا کیا چاہتی ہو؟تمہیں لگتا ہے کہ تم بِنا شرائط مانے میرے ساتھ رہ سکتی"
"ہو؟

www.novelsclubb.com

سینے پر ہاتھ باندھے وہ چیلنج کرتی نظروں سے بولا۔اُس کی بات پر مریرہ نے ہاتھ میں پکڑی بکس بیڈ کے کارنر پر رکھی اور دھیرے دھیرے چلتی اُس کے قریب آئی۔

"آپ سے کس نے کہا میں بِنا شرائط مانے آپ کے ساتھ رہ رہی ہوں؟"

اُس نے دل جلاتی مسکراہٹ شاہ زمان کی طرف اُچھالی۔

"کیا مطلب؟"

آئیبرو اچکا کر اُس نے استفسار کیا۔

"مطلب کے مسٹر شاہ زمان خانزادہ میں آپ کی ساری شرائط اپنے پورے ہوش وحواس میں قبول کرتی ہوں۔اب اِس کمرے میں رہنے سے مجھے آپ بھی نہیں روک سکتے۔"

اپنا فیصلہ سناتی وہ کمرے سے باہر جا چکی تھی۔ مگر شاہ زمان سچ میں پریشان ہو چکا تھا۔اُس نے تو سوچا تھا مریرہ شرائط سننے کے بعد اُسے چھوڑ جائے گی مگر وہ تو ساری شرائط مان چکی تھی۔ مطلب اُس کی خاطر وہ اپنا آفس اپنا خواب بھی چھوڑ دے گی۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان کو بے اختیار خود پر غصّہ آیا۔اُس کی وجہ سے وہ اپنا خواب اُدھورا چھوڑ دے گی۔کیونکہ خان برانڈز کو اسٹابلش کرنا اُس کا خواب تھا۔یعنی ایک اور گناہ شاہ زمان کے سر آئے گا۔غصّے اور بے بسی سے اُس نے ساتھ پڑا تکیہ اُس نے زمین پر دے مارا۔اِس سے پہلے وہ دوسرا تکیہ پھینکتا مریرہ دروازہ کھولتی دوبارہ اندر آئی۔اندر آتے اُس نے پورا دروازہ کھول دیا۔

"آرام سے گرانا مت۔"

تین چار بندوں نے بلیک کلر کا لکڑی کا بُک شیلف اُٹھا رکھا تھا۔جبکہ مریرہ اُسے رکھنے کیلئے اب پرفیکٹ جگہ ڈھونڈنے کی خاطر پورے کمرے میں نگاہیں دوڑا رہی تھی۔جہاں یہ بُک شیلف بلکل پرفیکٹ فٹ ہو جائے۔

"مل گئی۔یہاں رکھ دیں آرام سے۔"

ایل ای ڈی کے ساتھ خالی جگہ تھی جہاں شاہ زمان کھڑے ہو کر پینٹنگ بناتا تھا۔مریرہ کو وہی جگہ اپنے بُک شیلف کیلئے پرفیکٹ لگی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہاں نہیں رکھو یہ میری فیورٹ جگہ ہے۔یہاں میں پینٹنگ کرتا ہوں۔"

شاہ زمان اپنا غصّہ دباتے ہوئے جل کر بولا۔

میاں جی میں بھی تو آپ کی فیورٹ ہوں۔اور پینٹنگ تو کہیں بھی ہو جائے"

"گی۔رکھو بھائی یہ بُک شیلف یہی رکھنا ہے۔

ایک دفعہ پھر اُس کی بات رد کرتے وہ بڑے سے مزے سے اپنا کہا پورا کر چکی تھی۔

"واؤ پرفیکٹ۔"

وہ لوگ بُک شیلف رکھ کر جا چکے تھے۔اور وہ بُک شیلف اِس طرح کمرے میں

ایڈجسٹ ہو گیا تھا جیسے پہلے سے یہی موجود ہو۔

"سنو وہ بُکس کے کارٹونز لے آؤ۔"

www.novelsclubb.com

ساتھ کھڑی ملازمہ کو کہتی وہ بُک شیلف کی طرف بڑھی۔ستائشی نظروں سے وہ خالی بُک شیلف کو دیکھ رہی تھی۔جبکہ پیچھے بیڈ پر بیٹھا شاہ زمان اُس کو سلگتی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔جو اُس کے کمرے میں کھڑی ہو کر اپنی چیزیں رکھوا رہی تھی۔

››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›

"احمد کل والی ساری فائلز چیک کر لینا پلیز مجھے ابھی نکلنا ہے۔"

احمد رولنگ چیئر پر بیٹھا مزے سے جھول رہا تھا کہ اچانک عباد کے آنے سے فوراً سیدھا ہوا۔کیونکہ عباد کام کے وقت کسی بھی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتا تھا۔پھر چاہے سامنے اُس کا دوست بھی ہو وہ نرمی نہیں برتتا تھا۔

"کہاں جانا ہے تمہیں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے وہ عباد کے سامنے آ کر رُکا۔

"اختر صاحب کی طرف چکر لگانا ہے۔"

فون پر اُنگلیاں چلاتے عباد نے مصروف انداز میں جواب دیا۔

"اوہ یعنی مناہل کے گھر جا رہے ہو۔ میں بھی ساتھ چلوں گا۔"

اُس کی بات پر موبائل پر چلتی اُنگلیاں رُکی۔ آنکھوں میں حیرانگی کا تاثر اُبھرا۔ وہ آئیبرو اچکا کر احمد کی طرف مڑا۔

"مناہل کے گھر کیوں جانا ہے تمہیں؟"

ہر لفظ چبا چبا کر ادا کیا گیا۔ احمد نے اپنی بے اختیاری پر خود کو دل میں جی بھر کر کوسا۔

"...وہ میں وہ"

www.novelsclubb.com

"کیا وہ میں... میری بات یاد رکھو احمد۔ اگر تو تم فلرٹ کرنا چاہتے ہو تو اُس سے دور رہنا۔ اور اگر سیریئس ہو تو فوراً اپنا رشتہ بھجواؤ۔ میں کسی قسم کی غلط بات برداشت نہیں کروں گا۔"

ایک سے احمد کا گریبان پکڑ کر وہ اُسے وارن کرتے بولا۔

"اوہ بھائی حوصلہ کر کیا ہو گیا ہے۔ میں تجھے فلرٹ کرنے والا چھچھوڑا انسان لگتا ہوں۔ میں اُس سے شادی ہی کروں گا۔ اور اِس بارے میں امی سے بات بھی کر چکا ہوں۔ بس ایک دو دن میں وہ رشتہ لے جائے گی۔"

احمد اُس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔ عباد نے ایک جھٹکے سے اُسے چھوڑا۔

"ہمم اچھی بات ہے پھر تو۔"

واپس سے موبائل میں مصروف ہوتے عباد ہلکا سا مسکرایا۔

ویسے ایک بات ہے کہ تجھ جیسا پولیس والا جس کی قسمت میں لکھا گیا ہو گا نا وہ"
"بیچاری تو بس سمجھو گئی کام سے۔

ہاہاہا تجھے لگتا ہے عباد ملک کسی عام لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کرے گا۔ جس کی"
"قسمت میں اے-ایس-پی عباد ملک ہو گا نا وہ دنیا کا سب سے بڑا خوشنصیب ہو گا۔

اوہ بھائی واپس آجا۔ آسمان پر اتنا نا اُڑ۔ خوابوں میں رہنا چھوڑ دے بھائی۔ آیا بڑا"
"خوشنصیب کا کچھ لگتا ہنہہہ۔

دونوں بازوؤں سے عباد کو پکڑ کر احمد نے اچھی طرح جھنجھوڑا۔ عباد کے ایک گھوری
پر اُس کے بازو چھوڑتا احمد منہ بناتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ باہر چلتے مناظر دیکھتی وہ بار بار اپنی گھڑی کو دیکھ رہی تھی۔ڈرائیور کو مزید تیز چلانے کا کہہ کر وہ پھر سے باہر دیکھنے لگی۔ سیل ختم ہونے میں کچھ ہی دیر تھی۔اچانک گاڑی رُکنے پر وہ حیران ہوئی۔

"چھوٹی بی بی آگے پولیس ہے۔"

ڈرائیور کی بات پر وہ آنکھوں سے گلاسز اُتارتی منہ بناتی باہر نکلی۔اُسے ہر حال میں جلدی پہنچنا تھا۔ مگر یہ پولیس والے یہاں راستہ روکے کھڑے تھے۔ سامنے ہی دو پولیس والوں کے درمیان وہ کھڑا تھا۔پولیس کی وردی پہنے وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔اُسے دیکھتے ہی وہ فوراً اُس کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"سنو مسٹر پولیس والے اپنے بندوں کو کہو مجھے جانے دیں۔"

ارمش تحکیمہ انداز میں بولی۔اُس کی اچانک آمد پر عباد چونکا۔

"اوہ مس خانزادی آپ یہاں۔"

عباد خوش اخلاقی سے بولا۔

"ہاں جی میں یہاں اب باقی سلام دعا بعد میں کرنا پلیز مجھے ارجنٹ کہیں جانا ہے۔اِنہیں ہٹائیں۔"

ایک نظر گھڑی کو دیکھتے اُس نے پیچھے کھڑے حوالدار کی طرف اشارہ کیا۔

"اسد کیوں روکا ہے میڈم کو؟"

عباد زور سے اسد سے بولا۔جو اُس کی گاڑی کی تلاشی لے رہا تھا۔ارمش سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"سر یہاں چیکینگ ہو رہی ہے ناوہ ڈرگز والے کیس کیلئے۔تو اِن کی گاڑی کی بھی تلاشی لے رہے ہیں۔"

"واٹ یو مین میں تمہیں شکل سے چرسی لگتی ہوں۔جس کی گاڑی میں ڈرگز ہوں گیں۔دیکھو مجھے جانے دو ورنہ بہت دیر ہو جائے گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ارمش اُسے آنکھیں دیکھاتی بولی۔ مگر اسد اُسے نظر انداز کرتا گاڑی کی تلاشی لے رہا تھا۔

دیکھیں اِنہیں اپنا کام کرنے دیں۔اور کیا مطلب کیسی دیر سب ٹھیک ہے نا"

"خانزادی صاحبہ۔

عباد فکر مندی سے اُس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"وہ پرسنل میٹر ہے۔آپ بس اِنہیں ہٹائیں۔"

ارمش ہچکچاتے ہوئے نظریں چُرا گئی۔کیونکہ وہ جانتی تھی چاکلیٹ والی بات سُن کر عباد نے پھر سے اُس کی بے عزتی کرنی تھی۔اور وہ سدا چاکلیٹ کی دیوانی اپنی چاکلیٹ کی انسلٹ کہاں برداشت کر سکتی تھی۔

"....کہیں بوائے فرینڈ سے ملنے تو نہیں"

شٹ اپ مسٹر پولیس والے شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے۔میرا کوئی" بوائے فرینڈ نہیں ہے۔آج مال میں سیل لگی ہے اور مجھے اپنی فیورٹ چاکلیٹ خریدنی ہے۔ سیل ختم ہونے میں صرف آدھا گھنٹہ ہے۔میں جا رہی خبردار کسی نے "میری گاڑی روکی۔

انگلی اُٹھا کر اُس نے آس پاس کھڑے سب پولیس والوں کو باور کرایا۔اسد بھی گاڑی سے باہر نکل کر اُس کی بے تکی بات سُن رہا تھا۔

اور ہاں ڈر گزکا تو پتہ نہیں مگر یہ خانزادی اپنی فیورٹ چاکلیٹ کیلئے جان لے بھی" "سکتی ہے اور جان دے بھی سکتی ہے۔

www.novelsclubb.com

جاتے ہوئے وہ مڑ کر بولی۔آنکھوں میں بے پناہ غصّہ بھرے وہ عباد کو حیران کر رہی تھی۔لائٹ براؤن آنکھیں بلکل ازمیر کی طرح تھی۔وہ مغرور نہیں تھی بس اُسے اپنے خانزادی ہونے پر ناز تھا۔اور اُسے یہ ناز جچتا بھی تھا آخر ازمیر خانزادہ اور شاہ زمان خانزادہ کی اکلوتی بہن تھی۔پیر پٹختی وہ واپس گاڑی کی طرف مڑ گئی۔اسد

جو گاڑی کے پاس کھڑا تھا اُس کا غصّہ بھرا انداز دیکھ کر فوراً سائیڈ پر ہوا۔آنکھوں پر گلاسز لگاتی وہ سکون سے اندر بیٹھی۔ڈرائیور نے اُس کے حکم پر گاڑی آگے بڑھائی۔

"انٹرسٹنگ ویری انٹرسٹنگ۔"

اُس کے جانے کے بعد عباد کھل کر مسکرایا۔اُس کی نظروں نے دور تک ارمش کی گاڑی کا پیچھا کیا۔

"بھائی لڑکی تو چاکلیٹ کیلیئے قتل کرنے کو بھی تیار ہے۔"

احمد نے اُس کی قریب جھک کر کہا۔

"ہاں خانزادی ہے وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔"

نظریں ابھی بھی وہیں تھی جہاں سے ارمش کی گاڑی غائب ہوئی تھی۔

"سر جس طرح یہ میڈم بھاگی ہیں ایسا لگ رہا تھا اِن کی گاڑی میں ڈرگز ہوں۔تبھی بِنا چیکینگ کروائے چلی گئی۔"

www.novelsclubb.com

اسد عباد کے پاس آ کر رازداری سے بولا۔

"فکر مت کرو اسد۔اِن میڈم کو صرف چاکلیٹ کا نشہ ہے۔اِن کے پاس سے ڈر گز نہیں چاکلیٹ ہی ملنی تھی۔ جاؤ تم باقی کارز چیک کرو۔"

اسد کو بھیجتا وہ گاڑی کی بونٹ پر چڑھ کر بیٹھا گیا۔

"دونوں ہی پاگل ہو۔وہ بیوقوف خانزادی چاکلیٹ کے پیچھے پاگل ہے اور تم ہٹلر پولیس والے اپنی نوکری کے پیچھے پاگل ہو۔جب بھی دونوں پاگل ٹکراتے ہو فضول پاگلوں والی بحث ہی کرتے ہو۔"

احمد سر جھٹکا اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔وہ دو پاگلوں کو سوچ کر خود پاگل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ جبکہ عباد نے اُس کی بات پر زوردار قہقہ لگایا۔

!!! باباما

زندگی کی کڑی دھوپ میں ہمیں تنہا چھوڑ دیا ہے۔کوئی سایہ کوئی شجر آپ دونوں کی جگہ نہیں لے پا رہا۔میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں پر میں مریرہ کیلئے بہت پریشان ہوں۔نجانے اب وہ کیسے شاہ زمان کے ساتھ رہے گی۔آپ دونوں کو تو معلوم ہے کہ مریرہ تو وہ لڑکی تھی جسے ایک بار استعمال کی ہوئی چیز بھی سخت ناپسند تھی۔اور اب ....

www.novelsclubb.com

آپ دونوں تو اللہ پاک کے پاس ہیں نا۔تو آپ دعا کریں کہ مریرہ کا نصیب اگر شاہ زمان کے ساتھ جڑا ہے تو اُن دونوں کی زندگی بھی خوشیوں سے بھر جائے۔قصور تو بے چارے زمان کا بھی نہیں ہے۔پتہ نہیں فریحہ کیسی عورت تھی جس نے اتنے انمول رشتوں کو ٹھکرا دیا۔بس اللہ پاک اُسے ہدایت دیں۔

زمان کی رکھی شرائط بھی مریرہ قبول کر چکی ہے۔ نجانے اُس لڑکی کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ مگر آپ دونوں فکر نا کریں میں ہر حال میں اپنی بہن کا ساتھ دوں گی۔ اُسے سنبھال کر رکھوں گی۔ کاش آپ دونوں ہوتے تو ہمارے ساتھ کوئی بھی بُرا سلوک نا کرتا۔

میں جانتی ہوں آپ دونوں ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ہماری تکلیف بھی محسوس کر رہے ہیں۔ مگر کیا کروں مجھے آپ دونوں سے بات کیے بغیر چین نہیں آتا۔ اِس ڈائری میں لکھنے سے ایسا لگتا ہے جیسے میں آپ دونوں سے بات کر رہی ہوں۔

پتہ نہیں کون کہتا ہے کہ کسی کے جانے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ کسی کے جانے سے زندگی رُکتی تک نہیں ہے ختم ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ جانے والے کی یاد ہر پل ہمیں آتی ہے مگر ہم چاہ کر بھی زندگی کے کاموں کو روک نہیں سکتے۔ پھر وہ یاد ہمارے دل میں قید ہو جاتی ہے جو ہمیں ہر قدم پر ستاتی ہے۔

ماما بابا آئی لو یو اینڈ آئی مس یو سو مچ۔ لگتا ہے مریرہ مجھے بُلا رہی ہے۔ میں چلتی ہوں۔ اللہ حافظ۔

آپ کی مرحا

مریرہ کی آواز پر وہ ڈائری بند کرتی تیزی سے باہر چلی گئی۔ کچھ لفظ کچھ جزبات کہنے کی بجائے لکھنے چاہیے۔ لکھے ہوئے جزبات کی کوئی بے قدری نہیں کر سکتا۔ اور لکھنے سے جو سکون ملتا ہے وہ کسی پر اپنے الفاظ ضائع کرنے سے بھی نہیں ملتا۔ لکھے ہوئے الفاظ کبھی ضائع نہیں ہوتے۔

بلیک کلر کا فراک پہن کر وہ شیشے کے سامنے کھڑی دوپٹے کو اچھی طرح سر پر پھیلا کر سیٹ کر رہی تھی۔ خوبصورت سا حجاب اِس طرح بنایا گیا تھا کہ اُس کا ایک بھی بال نظر نہیں آ رہا تھا۔

"تم نے تو میری شرط مان کر آفس چھوڑ دیا تھا۔ پھر اب کہاں جا رہی ہو؟"

پیچھے بیڈ پر بیٹھا شاہ زمان اُسے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

ہاں صحیح کہا آپ نے میں نے آفس چھوڑ دیا ہے۔ اور اب میں کسی ضروری کام"

"سے جا رہی ہوں۔

www.novelsclubb.com

اطمینان بھری مسکراہٹ سجائے وہ اپنے کام میں مصروف رہی۔ شاہ زمان کی اُلجھی نظریں اُسے خود پر پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ مگر وہ نظر انداز کیے اپنا کام کرتی رہی۔

میں نے آفس چھوڑ دیا ہے اِس بات کا ثبوت شام تک مل جائے گا۔اور اب بھی"
"میں جہاں جا رہی ہو وہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔

سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اُٹھاتی وہ متوازن چال چلتی باہر نکلی۔ باہر نکلتے ہی اُس کا سارا اطمینان ہوا ہوا۔ چہرے پر پریشانی نے جگہ لے لی۔ تیز تیز قدم اُٹھاتی وہ زرمین بیگم کے کمرے کی طرف بڑھی۔

اسلام علیکم!!! میں تھوڑی دیر کیلئے باہر جا رہی ہو کسی کام سے۔دعا کریے گا میرا"
"کام ہو جائے۔

واعلیکم السلام بیٹا۔اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔کیسی جاؤ گی؟ ویسے باہر گاڑی"
"کھڑی ہے۔

گاڑی کے نام پر مریرہ کا چہرہ فق ہوا۔

ننھیں آنٹی میں خود ہی رکشے میں چلی جاؤ گی۔آپ پریشان نا ہوں۔خدا"

"حافظ۔

وہ اُنہیں فوراً خدا حافظ کہتی باہر چلی آئی۔اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کیلئے اُس نے گہرے گہرے سانس لیے۔آنکھوں میں موجود نمی اپنے اندر اُتارتی وہ مین گیٹ کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"...اسلام علیکم میم"

اُس نے سلام کیا۔ یہ بہت بڑا درسگاہ تھا۔ وہ سامنے بیٹھی لڑکی کے بلکل سامنے بیٹھ گئی تھی۔ یہ بریک ٹائم تھا تبھی لڑکیاں سفید یونیفارم پہنے یہاں سے وہاں گھوم رہی تھیں۔

"واعلیکم السلام مریرہ بچے کیسی ہو؟ کافی دن بعد آنا ہوا۔"

پُر رونق آنکھیں، صاف شفاف چہرہ جو دوپٹے کے ہالے میں چمک رہا تھا۔ لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ سجائے وہ مریرہ سے گویا ہوئی۔

"میں الحمد للہ بلکل ٹھیک آپ سنائیں؟ بس کچھ وجوہات کی بنا پر چکر نہیں لگا سکی۔"

"میں بھی بلکل ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے۔ بچے تمہیں بہت یاد کر رہے تھے۔"

جی میں جانتی ہوں تبھی فارغ ہوتے ہی فوراً یہی آئی ہوں۔ وہ جویریہ میم آپ"

"سے ایک بات پوچھو؟

وہ اپنی جگہ سے کھسک کر تھوڑا آگے ہوئی۔آنکھوں میں پریشانی سموئے وہ اُن کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہاں ضرور پوچھو۔"

میرا نکاح ہو چکا ہے بس سمجھ لیں ایسے ہی اچانک ہوا اور میرے جو شوہر ہیں وہ" چاہتے ہیں میں اپنا آفس چھوڑ دوں۔آپ تو جانتی ہیں خان برانڈز کو اسٹابلش کرنا بابا کی کتنی بڑی خواہش تھی اور اب اُن کی خواہش پوری کرنا میرا خواب بن گیا ہے۔تو "میں ایسی صورتحال میں کیا کروں؟

ٹھہر ٹھہر کر مریرہ نے اُن تک اپنی بات پہنچائی۔

تو ایک عورت پر اپنے شوہر کا حکم ماننا فرض ہے۔تم اُس کی اجازت کے بغیر یہ کام" نہیں کر سکتی۔پتہ ہے پُرانے وقتوں کی بات ہے ایک عورت تھی۔اُس کا شوہر کچھ عرصے کیلئے شہر سے باہر جا رہا تھا۔جاتے ہوئے وہ اپنی بیوی کو حکم دے گیا کہ میری اجازت کے بغیر ایک قدم بھی گھر سے باہر نہیں نکالنا۔اب اُس کے شوہر کو گئے

ہوئے کچھ وقت گزر گیا کہ ایک دن اُس عورت کو اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی۔ پُرانہ زمانہ تھا موبائل فون کا کوئی نام و نشان نہیں تھا جس کے ذریعے وہ اپنے شوہر سے رابطہ کر سکتی۔ چناچہ وہ بہت روئی اپنے باپ کو دیکھنے کیلئے۔ لوگوں نے بزرگوں سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ شوہر کا حکم پورا کرنا اُس پر فرض ہے۔ تو وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہیں نکلی اور اپنے مرے ہوئے باپ کا آخری بار چہرہ دیکھنے بھی نہیں گئی۔ جب ایک سال بعد اُس کا شوہر واپس آیا اور اُسے سارے معاملے کی خبر ہوئی تو اُس نے اپنی بیوی سے وجہ دریافت کی۔ تو وہ عورت کہنے لگی کہ شوہر کا حکم ماننا میری اولین ترجیح تھی۔ اور آپ کی اجازت کے بغیر میرا کوئی بھی کام کرنا گناہ ہے۔

www.novelsclubb.com

"اب تم بتاؤ تم اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کیسے باہر نکل کر اپنا خواب پورا کرو گی؟

اپنی بات مکمل کر کے اُنہوں نے مریرہ کو دیکھا جو نظریں جُھکا کر بیٹھی تھی۔

"کیا اُس نے تمہیں کام کرنے سے روکا ہے یا صرف آفس جانے سے؟"

"کیا مطلب؟"

"مطلب اگر تمہیں اُس نے کام کرنے سے نہیں روکا تو تم گھر میں رہ کر بھی تو کام کر سکتی ہو۔اِس طرح وہ بھی خوش اور تمہارا خواب بھی پورا ہو جائے گا۔"

اُن کی بات پر وہ واقع چونکی۔شاہ زمان نے کہا تھا کہ اُسے اپنا آفس چھوڑنا ہو گا۔اور پارٹیز فرینڈز وغیرہ سب چھوڑنے ہوں گی۔پارٹیز میں وہ جاتی نہیں تھی اور فرینڈ اُس کی کوئی تھی نہیں۔رہی بات آفس کی تو وہ مسئلہ بھی جویریہ میم نے حل کر دیا تھا۔

"اوہ میں سمجھ گئی مجھے اب کیا کرنا ہے۔بہت شکریہ میم آپ نے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا۔میں اب چلتی ہوں۔"

بیگ اُٹھاتی وہ کھڑی ہوئی۔

"بچوں سے نہیں ملو گی؟"

"اگلی بار مل لوں گی ابھی تھوڑی جلدی میں ہوں۔"

اُن کو خدا حافظ کہتی وہ باہر نکلی۔چہرہ پر اطمینان ہی اطمینان تھا۔اُس کا ہر مسئلہ جو یریہ میم منٹوں میں حل کر دیتی تھی۔اور وہ ہمیشہ کی طرح یہاں سے جانے کے بعد پُر سکون ہو جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھک ٹھک ٹھک"

"آرہی ہوں زرا صبر کرو۔"

دروازہ بجنے کی آواز پر مناہل نے فوراً آٹے سے بھرے ہاتھ دھوئے۔دوپٹے سے ہاتھ پونچھتی وہ دروازے کی جانب بڑھی۔

"کون؟"

"اختر صاحب کو بُلاؤ لڑکی باہر پولیس آئی ہے۔"

کسی آدمی کے پوچھنے پر وہ حیران ہوئی۔اُس کے ابا تو صبح سے گھر نہیں تھے اور پولیس والوں کا یہاں کیا کام۔

"مناہل دروازہ کھولو میں ہوں عباد۔"

عباد کی آواز پر اُس نے جلدی سے دوپٹہ سر پر اوڑھا اور جھٹ سے دروازہ کھولا۔

"عباد بھائی آپ یہاں؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں مناہل وہ تم ہمارے ساتھ چلو۔"

دو انگلیوں سے ماتھے کو مسلتا وہ پریشانی سے بولا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا؟"

ہاں ہاں سب ٹھیک ہے وہ تمہیں جاب چاہیے تھی نا تو میری بہن کو اپنے آفس" کے کچھ کام کیلئے کسی کی مدد کی ضرورت تھی۔ تو میں نے تمہارے بارے میں بتایا تو اُس نے فوراً تمہیں لانے کا کہا۔ میں پولیس سٹیشن تھا تو ایسے ہی یہاں آ گیا۔ مگر "یہاں سب لوگ مجھے ایسے کیوں گھور رہے ہیں؟

دروازے سے جھانکتے لوگوں کے ہجوم کی طرف اشارہ کرتے وہ بولا۔ اتنے میں اختر صاحب اندر داخل ہوئے۔

آئے ہائے اختر صاحب اپنی بیٹی کے کارنامے تو دیکھیں۔ سب کے سامنے ہی اپنے" "عاشق کو بُلا لیا۔

www.novelsclubb.com

ساتھ والے گھر کی دیوار سے جھانکتی عورت بولی۔ اُن کی بات پر عباد کا دماغ بھک سے اُڑ گیا۔ اُسے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ اِس چھوٹے محلّے کے لوگوں کی سوچ بھی انتہائی چھوٹی ہے۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ آنٹی ہم پولیس والے ہیں کچھ تو لحاظ کریں۔"

لوگوں کے درمیان سے نکلتا احمد بھی عباد کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا۔

"شرم تو اِس بڈھے کو نا آئی۔اپنی بیٹی کے عاشقوں سے ملتے ہوئے۔"

دوسرا آدمی بھی زور سے بولا۔ایک کے بعد ایک بولتا چلا جا رہا تھا۔

"ارے اِس کے تو موبائل والوں سے بھی رابطے ہیں۔"

"باپ ہی بیغیرت ہے۔"

"پتہ نہیں کیا گل کھلا رہی ہے۔"

"توبہ توبہ اتنے لڑکوں سے یاریاں ہیں اِس کی۔"

www.novelsclubb.com

ایسی اور بھی باتیں سننے کو مل رہی تھی۔مناہل منہ پر دوپٹہ رکھے اپنے آنسوؤں کو بہاتی اپنی ذات کی کرچیاں بکھرتی دیکھ رہی تھی۔اختر صاحب ایک دم دل پر ہاتھ رکھتے زمین پر گرے۔

"....ابا"

مناہل تیزی سے اُن کی طرف بھاگی۔عباد اور احمد بھی اُن کی طرف بڑھے۔

"ہٹو سامنے سے اِنہے ہاسپٹل لے جانے کی ضرورت ہے۔ہٹو سب ورنہ سب کو تھانے لے جاؤ گا۔"

ایک طرف سے عباد نے جبکہ دوسری طرف سے احمد نے اختر صاحب کو بامشکل اُٹھا کر جیپ میں لٹایا۔اختر صاحب کا ہاتھ باہر لٹک رہا تھا۔مناہل نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کر اندر کرنا چاہا مگر اختر صاحب نے اُس کا بازو مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"بیٹا مجھے مع معاف کر دو تم تمہارا باپ تمہ تمہارے کردار پر للگا داغ نہیں مٹا سکا۔میرے بعد تتمہارا اب اللہ نگہبان ہے۔"

بامشکل چند الفاظ بولتے ہی اُن کے لب خاموش ہو گئے۔مناہل کے بازو پر بھی اُن کی گرفت ختم ہو گئی۔احمد نے دوسری طرف سے آ کر کر اُن کی نبز چیک کی۔اُن کا جسم بلکل ٹھنڈا تھا جبکہ سانسیں ساکت۔اُس نے عباد کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

"نننہیں ابا....ابا آپ ایسے نہیں جا سکتے....ابا اُٹھیں....ابا آپ میرا آخری سہارا تھے....میں مر جاؤں گی ابا....پلیز اُٹھیں۔"

وہ جواحمد کو ہی دیکھ رہی تھی اُس کے نفی میں سر ہلانے پر اختر صاحب کو جھنجھوڑنے لگی۔محلّے کی عورتوں نے اُس کو زبردستی پیچھے کیا۔پھر اختر صاحب کو جیپ سے نکال کر واپس اندر لایا گیا اور چارپائی پر لیٹا دیا۔مناہل عورتوں سے اپنا آپ چھڑواتی واپس اُنہیں جھنجھوڑنے لگی۔وہ دونوں بے بسی سے اُسے چیخ و پکار کرتا دیکھ رہے تھے۔آخر روکتے بھی کس حق سے۔

"مناہل بس کرو۔ہم جانتے ہیں تمہیں بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہے مگر خدارا اُنہیں اِس طرح مت ہلاؤ۔اُنہیں تکلیف ہو گی۔"

بار بار اُسے اختر صاحب کو جھنجھوڑتا دیکھ کر آخر عباد زوردار آواز میں بولا۔

"نہیں میں انہیں تکلیف نہیں پہنچاؤ گی۔آپ ابا کو کہیں نا اُٹھ جائیں۔اُن کی مینو اکیلی ہو جائی گی۔"

بے ربط الفاظ بولتی وہ وہیں زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔آج اُس کا آخری سہارا بھی چلا گیا تھا۔اپنوں کو خود سے پہلے جاتے دیکھنا بہت اذیت ناک لمحہ ہوتا ہے۔

اے موت زرا ٹھہر جا"

ابھی میرے عزیز کو چھوڑ جا

کہ کچھ وقت تو بیتانے دے

مجھے اپنے عزیز کے ساتھ رہنے دے

نا کر اتنا ظلم ہمیں جدا کرنے کا

ہم سہہ نا پائیں گیں دُکھ اُس کے بچھڑنے کا

کہ ابھی تو چند باتیں رہتی ہیں

www.novelsclubb.com

ابھی تو شب باقی ہے

اے موت زرا ٹھہر جا

کچھ وقت کیلئے تھم جا

کہ ابھی تو انتظار کر

ہمارے ملنے کا انتظام کر

بہار کے موسم میں خزاں نا کر

ہمیں الگ کر کے تو عذاب نا کر

www.novelsclubb.com

کہ ابھی تو اُنہوں نے ہمارا ہاتھ تھاما تھا

آنسو بُھلا کر جینا سیکھایا تھا

تو مت چھین ہمارے سائبان کو

نا چھین ہم سے ٹھنڈی چھاؤں کو

کہ اے موت کچھ لمحے ٹھہر جا

بس ہمارے عزیز کو چھوڑ جا

کچھ پل ہی سہی مگر ٹل جا

ہمارے عزیز کو بھول تو دور جا

اے موت زرا ٹھہر جا

"ابھی میرے عزیز کو چھوڑ جا

www.novelsclubb.com

>><<<<>><<>>>><<>><<<<>>>><<>><<>><<>><<>><<>>>><<

"آپ کا کب تک خفا رہنے کا ارادہ ہے مادام؟"

مرحا کچن میں سب کیلئے چائے بنا رہی تھی اور ازمیر اُسے منانے کی خاطر وہیں شیلف سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"میں کسی سے خفا نہیں ہوں۔"

بِنا اُس کی طرف دیکھے وہ پتیلے میں چمچ ہلا رہی تھی۔ہاتھ بڑھا کر اُس نے ڈیرھ چمچ پتی ڈالی۔ابھی وہ چینی اُٹھا ہی رہی تھی کہ ازمیر نے فوراً چینی کا ڈبہ پکڑ لیا۔

"زمان بِنا چینی کے چائے پیتا ہے اِس لیے اُس کی چائے نکال کر بعد میں چینی ڈال دینا۔"

ڈبے کو مضبوطی سے پکڑے وہ میسنی صورت بنا کر بولا۔

"جتنی فکر آپ زمان کی کرتے ہیں نا مجھے لگتا ہے وہ آپ کی بیوی ہے۔"

آنکھوں میں خفگی سموئے مرحا نے اُسے گھورا۔اُس کی بات پر ازمیر نے قہقہ لگایا۔

"یار کہیں آپ جیلس تو نہیں ہو رہی۔"

وہ شرارت سے بولا۔

"مر جانے جیلس ہونا سیکھا ہی نہیں ہے ہنہہ۔"

ڈبہ اُس کے ہاتھ سے کھینچ کر اُس نے سائیڈ پر رکھا اور ایک کپ اُٹھا کر شاہ زمان کی چائے نکالنے لگی۔ازمیر نے اُس کے انداز پر مسکراہٹ دبائی۔

"مل گیا مل گیا۔"

مریرہ جوش سے بولتی کچن میں داخل ہوئی۔خوشی اُس کے چہرے سے واضح ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا مل گیا تمہیں گڑیا؟"

ازمیر نے مڑ کر نا سمجھی سے کہا۔

"آپ کے سر پھرے بھائی کی عجیب و غریب شرط ماننے کا حل مل گیا۔"

وہ چلتی ہوئی مرحا کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ازمیر اور مرحا نے ہونقوں کی طرح اُسے دیکھا۔

"مطلب؟"

"مطلب کہ خان برانڈز کو اسٹابلش کرنے کا میرا خواب اب ہم پورا کر سکتے ہیں۔"

"مگر زمان کی شرط کیسے پوری ہو گی؟"

مرحا بھی چلنا بند کرتی اُس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"وہ اِس طرح کے میں آفس نہیں جاؤں گی۔ناہی آپو آپ کو جانے کی ضرورت ہے۔ہم اپنا کام آن لائن سٹارٹ کریں گیں۔آن لائن بزنس کی طرح کیسا؟"

پُر شوق نظروں سے دونوں کو دیکھتی وہ شوق سے بولی۔

"زبردست پرفیکٹ آئیڈیا۔"

ازمیر ستائشی انداز میں بولا۔

یعنی ہم سارا کام گھر بیٹھ کر کریں گیں۔یہ تو بہت اچھی بات ہے مریہ میں"

"تمہارے ساتھ ہوں۔

مرحانے بھی اُس کی تائید کی۔

"اوکے تو عباد بھائی اُس لڑکی کو لے آئیں پھر کام سٹارٹ کریں گیں۔"

مریہ نے کہتے ہوئے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔کچن کے دروازے کے پاس رُک کر وہ مسکراہٹ سجاتی اُن کی طرف مڑی۔

آپو معاف کر دیں بے چارے میرے بھائی کو۔اُن کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ویسے"

"ازمیر بھائی میری آپو واقع جیلس ہوتی ہیں مگر بتاتی نہیں ہیں۔

ہنستے ہوئے بولتی وہ باہر چلی گئی۔

"سچ میں آپ جیلس ہوتی ہیں۔"

مصنوعی حیرانی سے ازمیر بولا۔

"اچھا بس معاف کیا ہٹیں چائے ڈالنے دیں مجھے۔"

بات بدلتی وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ازمیر سر کو خم دیتا ہنسنے لگا۔

وہ آج پھر سیگریٹ نوشی کرنے میں مصروف تھا۔پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ تین چار گہرے گہرے کش لے کر وہ ایک کے بعد ایک سیگریٹ ختم کرتے ہوئے ایش ٹرے میں مسلتا جا رہا تھا۔آنکھیں سیگریٹ نوشی کے باعث سُرخ ہو رہی تھی۔اپنے ماضی اور حال کی لاتعداد سوچوں میں پھنسا وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔مریرہ دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔کمرے میں بھرے دھوئیں کی وجہ سے اُسے کھانسی شروع ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ سب کیا ہے؟"

منہ پر ہاتھ رکھتے اُس نے ساری لائٹس آن کی۔ تیزی سے وہ جا کر ٹیرس کا دروازہ کھول آئی۔اُس کی کھانسی بھی پانی پینے کی وجہ سے رُک چکی تھی۔ تبھی وہ شاہ زمان کی طرف بڑھی۔

"ڈاکٹر نے آپ کو سیگریٹ نوشی کرنے سے منع کیا ہے۔"

اُس کے ہاتھ سے زبردستی سیگریٹ لے کر وہ ایش ٹرے میں رکھنے لگی جب وہاں موجود سیگریٹ کا مجموعہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی۔

"اتنی سیگریٹ کون پیتا ہے؟"

"میں پیتا ہے ہوں سمجھی اب جاؤ یہاں سے اور مجھ سے دور رہو لڑکی۔"

وہ ناگواری سے بولا۔

www.novelsclubb.com

سیگریٹ نوشی آپ کیلئے نقصان دہ ہے۔آئیندہ یہ آپ کے ہاتھ میں نظر نا"
"آئے۔

شاہ زمان نے آئیبرو اچکا کر اُس کی جرأت کی داد دی۔جو نڈر انداز میں اُس کے سامنے کھڑی تھی۔

اِس وقت تو تم میرے لیے کسی نقصان سے کم نہیں ہو تو بہتر ہو گا کہ تم جاؤ یہاں"
"سے۔

اُس نے سائیڈ ٹیبل سے ایک اور سیگریٹ اُٹھا کر سلگائی۔اُس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ ابھی سیگریٹ کو لبوں کے قریب لے ہی گیا تھا کہ مریرہ نے فوراً سیگریٹ کھینچ لی اور اُس کی جگہ چیونگم اُس کی منہ میں زبردستی ڈالی۔

"...یہ کیا"

چُپ بلکل چُپ۔میں نے آپ کی ساری شرطیں مانی ہیں اب آپ کو میری شرط" مان کر یہ سیگریٹ نوشی چھوڑنی ہو گی۔جب بھی آپ کو اِس گندی سیگریٹ کی طلب محسوس ہو نا تب فوراً اِس پیکٹ میں سے ایک چیونگم نکال کر منہ میں رکھ لینا۔مجھے پورا یقین ہے آپ اِس سے بہتر محسوس کریں گیں۔اور ہاں آپ کی "سیگریٹ پینے کی عادت بھی جلد ختم ہو جائے گی۔

سائیڈ ٹیبل سے ایش ٹرے اُٹھا کر مریرہ نے ڈسٹ بن میں خالی کی پھر اُسے رکھنے کیلئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔شاہ زمان غصّے سے بامشکل لڑکھڑاتا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھا اور ڈسٹ بن کے پاس جا کر چیونگم اُس میں تھوکی۔

www.novelsclubb.com

"میرے معاملات میں مداخلت مت کرو ورنہ انجام بہت بُرا ہو گا۔"

ڈریسنگ روم سے نکلتی مریرہ کو اُس نے اُنگلی اُٹھا کر وارن کیا۔ماتھے اور دائیں بازو پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔چہرے کا رنگ زرد تھا اور آنکھوں کے گرد ہلکے واضح ہو

رہے تھے۔زیادہ دن بستر پر لیٹے رہنے کی وجہ سے اُس کی شیو جو بہت ہلکی سی تھی اب کافی حد تک بڑھ چکی تھی۔مریرہ کو بے اختیار اُس کی حالت پر افسوس ہوا۔

"مجھے سیگریٹ پینے والے سخت زہر لگتے ہیں۔"

سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ سنجیدگی سے بولی۔شاہ زمان واپس بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔

"اوہ اچھا مگر کیا ہے نا شہد تو میں خود کو بھی نہیں لگتا تمہیں کیا لگوں گا۔"

وہ آنکھیں گُھماتے ہوئے بولا۔

"زہر کبھی شہد بن بھی نہیں سکتا مسٹر شاہ۔"

www.novelsclubb.com

تم آخر چاہتی کیا ہو؟ تمہیں لگتا ہے کہ تم میری شرط مان کر مجھے بیوقوف بنا سکتی"

"ہو۔یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے لڑکی۔

مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہیں ایسی حقیقت سے آشنا کرواؤں کہ تمہیں یہ"

"رشتہ اپنے گلے کا پھندا لگے۔

وہ ٹھنڈے سرد لہجے میں کہتا ہوا اُسے رونے پر مجبور کر رہا تھا۔ مگر مقابل بھی مریرہ تھی جو کم از کم کسی کے سامنے روتی نہیں تھی۔

"یہ پھندا میں نے خود اپنی مرضی سے اپنے گلے میں ڈالا ہے۔ تو آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ رُخ موڑ کر کھڑی تھی تبھی شاہ زمان اُس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ وہ روئی نہیں تھی مگر اُس کی آواز میں نمی گھل گئی تھی۔ اِس سے پہلے وہ رو کر شاہ زمان کے سامنے کمزور پڑتی وہ تیزی سے ٹیرس کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

زندگی کبھی کسی کے جانے سے ختم نہیں ہو جاتی۔وہ بھی جی رہی تھی۔ صحن میں ایک ہی جگہ نگاہیں ٹِکائے وہ اپنی اُجڑی حالت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ سوجی ہوئی آنکھیں، خاموش ساکت لب، بکّھرے بال جو بھی اُس سے افسوس کرنے آرہا تھا اُس کی حالت دیکھ کر خاموشی سے چلا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ تو خاموش پتھر کی مورتی بنی بیٹھی تھی۔ناکچھ بول رہی تھی نا رو رہی تھی۔آخر اُس انسان کی حالت کیسے ہو سکتی ہے جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے آخری سہارے کو سپردِ خاک کر چکی تھی۔

"مناہل اُٹھو بیٹا ایسے نا بیٹھو۔اللہ پاک تمہیں صبر دیں۔"

ہاجرہ بیگم جو احمد کی ماں تھی وہ اُس کے قریب بیٹھی اور ہلکا سا اُس کا کندھا جھنجھوڑا۔اختر صاحب اپنی آخری آرام گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ مگر وہ اب بھی ویسے ہی بیٹھی تھی۔سارے محلّے کے لوگ بھی واپس چلے گئے تھے۔بس عباد، سلمیٰ بیگم، احمد اور ہاجرہ بیگم اُس کے پاس موجود تھے۔

"بیٹا جو ہونا تھا ہو چکا ہے اب تم ہمت کرو۔ تمہارے ایسا کرنے سے تمہارے ابا کو تکلیف ہو گی۔"

سلمیٰ بیگم نے بھی ہمت بڑھائی۔ اتنے میں مرحا اور ازمیر اندر داخل ہوئے۔ عباد نے فون کر کے اُنہیں اطلاع دی تھی۔ تبھی وہ دونوں یہاں موجود تھے۔ مرحا سلمیٰ بیگم اور ہاجرہ بیگم کو اُٹھا کر خود اُس کے ساتھ بیٹھی جو بلکل بُت بنی ہوئی تھی۔

"میں تمہیں نہیں جانتی مناہل اور تم بھی مجھے نہیں جانتی۔ مگر ہمارا دُکھ بلکل ایک جیسا ہے۔ میں تمہاری تکلیف سمجھ سکتی ہوں۔ جانتی ہو تم نے تو اپنی ماں کے کافی عرصے بعد اپنا باپ کھویا ہے نا میں نے تو دونوں کو ایک ہی وقت میں کھویا تھا۔ مگر دیکھو مجھے صبر آ گیا ہے۔ تم بھی صبر سے کام لو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرحا نرمی سے بولی۔ مناہل نے نگاہیں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔ ویران سی بنجر آنکھیں جن میں پانی خشک ہو چکا تھا کہ اب آنسوؤں کی گنجائش ہی نہیں بچی تھی۔

"ابا آ گئے۔"

ساکت لبوں میں ہلچل مچی تھی۔ جبکہ ویران آنکھوں میں اب وحشت ہی وحشت تھی۔

"وہ سامنے دکان سے نمک لینے گئے سالن میں ڈالنے کیلئے نمک ختم ہو گیا تھا۔ مگر ابا ابھی تک آئے نہیں ہیں۔ دیکھیں روٹیاں بھی سوکھ گئی ہیں۔ اب تک تو آ جانا چاہیے تھا۔"

بے خودی میں کہتی وہ سب کی آنکھوں میں آنسوں لا چکی تھی۔

"اب وہ کبھی نہیں آئیں گیں۔ وہ ہمیشہ کیلئے تمہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔"

ایک پل میں ساری بے خودی کے بادل جھڑ گئے۔وہ بے یقین نظروں سے احمد کو دیکھنے لگی جو بڑے آرام سے اُس کے یتیم ہونے کا اعلان کر چکا تھا۔

"ابا چلے گئے۔مجھے اکیلا چھوڑ کر وہ چلے گئے۔ابھی تو اُنہوں نے میرے دامن پر لگے داغ مٹانے تھے۔وہ مجھے اِس بے حس دنیا میں داغدار ہی چھوڑ گئے۔اب میری گواہی کون دے گا؟ کون مجھے اپنے سائے میں پناہ دے گا؟ وہ مجھے تپتے صحرا میں ننگے پاؤں کیوں چھوڑ گئے؟ میں تو اِس صحرا کی تپتی دھوپ میں جھلس جاؤں گی۔"

ویران بنجر آنکھوں سے پہلی بوند گری۔پھر دوسری بوند گری۔اُس کے بعد لڑیوں کی صورت میں آنسوں گرتے گئے۔اِدھر آسمان سے بھی مینا برسنے لگی تھی۔شاید بادل بھی اُس کے ساتھ مل کر اُس کے دکھ میں شامل ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

بارش کو دیکھتے ہی اُس کی آنکھوں میں بے پناہ خوف اُترا۔اِس بارش نے کتنا کچھ اُس سے چھین لیا تھا۔وہ بلکل سن شیڈ کے نیچھے کھڑی تھی۔تاکہ بارش کی ایک بھی بوند اُس تک نا پہنچ سکے۔اُسے ناہی بارش پسند تھی اور ناہی بارش میں بھیگنا۔کسی بھی چیز سے نفرت نا کرنے والی مریرہ کو بارش سے سخت نفرت تھی۔

شیشے کی سلائیڈ نگ ڈور کے اُس پار کینوس سامنے رکھے شاہ زمان نے تعجب سے اُسے دیکھا۔جو بلکل دیوار کے ساتھ چپک کر اُس کی طرف سے رُخ موڑے کھڑی تھی۔صاف کینوس پر ابھی کوئی بھی رنگ نہیں بکھیرا گیا تھا۔ایک نظر اُسے دیکھنے کے بعد نجانے شاہ زمان کے دماغ میں کیا سوجی وہ سامنے دیکھتا کینوس پر رنگ بکھیرتا گیا۔سامنے دیکھتا پھر نیچے پینٹ کرتا۔پھر سامنے دیکھتا پھر نیچے پینٹ کرتا۔کچھ ہی دیر میں اُس کی خوبصورت پینٹنگ عین اُس کے مطابق تیار ہو چکی

تھی۔ جس میں منظر بلکل ویسا ہی تھا جیسا حقیقت میں اُس کی نظروں کے سامنے تھا۔ حقیقت اور پینٹنگ میں فرق صرف اتنا تھا کہ حقیقت میں اُس کی نظروں کے سامنے کھڑی لڑکی بارش سے دور دیوار کے ساتھ کھڑی تھی جبکہ پینٹنگ میں موجود لڑکی بارش میں بھیگ رہی تھی۔

شاہ زمان کچھ سوچتا ہوا پینٹنگ وہیں چھوڑ کر اُٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا اُس کی طرف بڑھا۔ اُس کے زخم ابھی صحیح طرح سے بھرے نہیں تھے تبھی وہ لڑکھڑا کر چلتا تھا۔

"لڑکیاں تو بارش کو دیکھ کر دیوانی ہو جاتی ہیں مگر تم تو یہاں ایسے کھڑی ہو جیسے بارش کی ایک بوند بھی تم پر پڑنی گناہ ہو۔"

دیوار سے ٹیک لگا کر اُس نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی اُس کے بولنے پر چونکی۔

ہاں یہ بارش کی بوندیں مجھ پر پڑنا گناہ ہے۔مجھے اِس بارش سے سخت نفرت ہے۔"

بے تاثر لہجے میں وہ بارش دیکھتے ہوئے بولی۔

"حیرت ہے ہر چیز سے محبت کرنے والی لڑکی کو برستی بارش سے نفرت ہے۔"

وہ اُس کے بے تاثر لہجے پر واقع حیران تھا۔جو لڑکی اُسے محبت کے سبق پڑھاتی تھی وہ خود ایک بارش سے نفرت کرتی تھی۔

"ہاں کیونکہ اِس بارش نے مجھ سے میرا سب سے قیمتی سرمایہ چھین لیا ہے۔"

سسکی بھرتے نجانے کتنے آنسو اُس کی آنکھ سے گرے۔شاہ زمان خاموشی سے کھڑا پہلی دفعہ اُس کا یہ روپ دیکھ رہا تھا۔وہ جو ہر وقت اُسے زندگی میں خوش رہنے کی ترغیب دیا کرتی تھی آج وہ خود ایسے بکھری ہوئی بلکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟"

اُس کے چپ ہونے پر وہ آنکھوں میں فکر سموئے بولا۔

"ہمممم"

مریرہ آنکھیں رگڑتی اُس کی سائیڈ سے نکل کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔ شاہ زمان نے بند دروازے کو دیکھا جہاں سے اب بھی ہلکی ہلکی سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھی۔ نجانے وہ بارش سے اتنی نفرت کیوں کرتی تھی۔ ایسا کون سا سرمایہ تھا جو بارش نے اُس سے چھینا تھا۔ یہی سب سوچتے ہوئے شاہ زمان کی نظر اپنی پینٹنگ پر پڑی۔ پینٹنگ اُٹھا کر اُس نے کبرڈ میں چھپا دی وہ ابھی مریرہ کو یہ نہیں دیکھانا چاہتا تھا۔

میوزک کا والیم اتنا اُونچا تھا کہ کسی کے منہ سے نکلی بات بھی بامشکل سنائی دے رہی تھی۔ جہاں لڑکے لڑکیاں ڈانس فلور پر بے ہنگم ناچ گانے میں مصروف تھے۔ وہیں کونے میں موجود ٹیبل پر چند لوگ بیٹھے کسی کی زندگی برباد کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ ٹیبل پر پڑے خالی گلاس اُس کی نشے میں مست ہونے کا اعلان کر رہے تھے۔

"سارا انتظام ہو گیا ہے نا؟"

اُن چند لوگوں میں سے ایک نے اُس سے پوچھا جو آنکھوں میں گلاسز لگائے، ریڈ ہوڈی سے خود اچھی طرح کور کیے ہوئے تھے۔ مگر ہوڈی کے دونوں اطراف سے بال آگے کی جانب ڈالے ہوئے تھے۔ چھوٹے چھوٹے سپ لیتی وہ حرام شے اپنے اندر انڈیل رہی تھی۔

"بلکل سب انتظام ہو گیا ہے۔ بس اب اصل دھماکے کی ضرورت ہے۔"

ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ سجا کر اُس نے مقابل کو دیکھا۔وہ بھی اُسے کی طرح مسکرا رہا تھا۔

"میں نے سنا ہے اُس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔جان تو بچ گئی ہے پر ابھی زخم گہرے ہیں۔"

دوسرا آدمی بھی درمیان میں بولا۔

"کوئی بات نہیں پُرانے زخم بھرنے دو۔کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ اُسے نئے زخم ملنے سے پُرانے والے بھی تکلیف دیں۔میں چاہتی ہوں اُسے صرف میرے دیے گئے زخم یاد رہیں۔"

www.novelsclubb.com

"پہلے بھی تو تمہارے ہی دیے زخم یاد رکھیں ہوئے ہیں اُس بیچارے نے۔"

"ہاں تو اچھی بات ہے نا۔ویسے اب والے زخم تو بہت گہرے لگانے والی ہوں میں۔ساری زندگی یاد رکھے گا وہ۔"

اپنی بات کہتے اُس نے قہقہ لگایا۔اور وہاں بیٹھے سب لوگوں نے قہقہہ لگا کر اُس کا ساتھ دیا۔

انسان جب اپنے ضمیر کو سُلا دیتا ہے نا پھر وہ حلال اور حرام میں فرق کرنا بھول جاتا ہے۔

یہی حال یہاں موجود ہر شخص کا تھا۔اپنے اپنے ضمیروں کو سُلا کر وہ سب رات کے اِس پہر بیٹھ کر کسی کی جان کا سودا کر رہے تھے۔ مگر وہ جانتے نہیں تھے کہ ابھی اللہ نے اُن کی رسی ڈھیلی چھوڑی ہوئی تھی۔ابھی اُن کو سُدھرنے کا موقعہ دیا گیا تھا۔ لیکن کیا ہے نا جب ضمیر ہی سوئے ہوئے ہوں تو کیسے سُدھرا جا سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

مناہل مرحا کے ساتھ اُس کے بے حد اصرار کرنے پر خانزادہ حویلی آچکی تھی۔ مرحا کے ساتھ آنے پر اُسے جو قیمت چکانے پڑی تھی وہ اُس کیلئے ناقابلِ یقین تھی۔ امّاں بی کے ساتھ والے روم میں وہ رہ رہی تھی۔ تیمور خانزادہ اور باقی گھر والوں کو بھی اُس کے یہاں رہنے سے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ یہاں آکر مناہل بلکل خاموش ہو گئی تھی۔ وہ ہر کسی سے ضرورت کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتی تھی۔ آج بھی وہ لاؤنج میں بیٹھی ایک ہی جگہ کو گھور رہی تھی۔ صرف چند لمحوں میں اُس کی زندگی کیا سے کیا ہو گئی تھی۔ ایک سائبان چھوڑ کر چلا گیا تو نجانے دوسرا سائبان کہاں سے اُسے مل گیا۔ یہی سب وہ کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی سوچ رہی تھی۔ مرحا اور مریرہ کچن کے پاس کھڑے کب سے اُسے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے دیکھ کر فکر مند ہو رہے تھے۔

"آپو یہ ایسے کیوں ہے؟ میرا مطلب ہے بہت خاموش سی۔ آپ تو اِسے لینے گئے تھے پھر وہاں کیا ہوا جو آپ لوگ اتنی دیر سے آئے ہو؟"

www.novelsclubb.com

"..... کچھ نہیں مریرہ بس ابھی وہ صدمے میں ہے اور دیر اِس لیے ہوئی کہ"

مرحا نے ساری بات مریرہ کے زیرِ گوش کی۔

"کیا.... پر آپو یہ تو زبردستی ہوئی۔ اُن لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"ہاں پر اب کیا ہو سکتا ہے یہی حقیقت ہے۔ اور شائد مناہل کی قسمت میں سب ایسے ہونا ہی لکھا تھا۔"

"آپو کیا میں اِس سے بات کر کے دیکھو؟"

"ہاں جاؤ خیال سے۔"

www.novelsclubb.com

وہ جانتی تھی مریرہ بہت ہی خوبصورت دل کی مالک ہے۔ کسی کو بھی وہ ایسے اُداس بیٹھنے نہیں دیتی۔ پھر چاہے خود دل میں کتنے ہی زخم لگائے بیٹھی ہو۔

مریرہ جا کر مناہل کے بلکل ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔اُس کے بیٹھنے پر مناہل سوچوں کے بھنور سے نکلی۔اُسے نے سر اُٹھا کر مریرہ کو دیکھا۔چہرے پر صرف ویرانی ہی ویرانی تھی۔مریرہ نے اُسے دیکھ کر زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"کیسی ہو تم مناہل؟"

ہاتھوں کو آپس میں رگڑتی وہ تھوڑا کنفیوز انداز میں بولی۔سچ تو یہ تھا کہ مریرہ اُسے اِس حال میں دیکھ کر گھبرا رہی تھی۔

"جس کا سب کچھ ایک سیکنڈ میں ختم ہو جائے وہ کیسا ہو سکتا ہے؟"

آنکھوں میں ویرانی سجا کر مریرہ کی طرف دیکھتے سوال کیا گیا۔اُس کے سوال کرنے پر مریرہ کی آنکھوں میں دُکھ اور تکلیف اُتری۔وہ اِس اذیت کو محسوس کر سکتی تھی کہ جس کا سب کچھ محض ایک سیکنڈ میں تباہ ہو جائے وہ کیا ہوتا ہے۔

میں جانتی ہوں تم بہت تکلیف میں ہو۔ مگر مناہل جو ہو چکا ہے اُسے قبول کرنا" پڑے گا۔ زندگی ایسے نہیں گزرتی۔ انسان کو پریکٹیکل لائف میں ہر چیز کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ ہاں یہ بھی جانتی ہوں کہ بعض چیزیں کچھ زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ مگر کیا ہے نا کہ زندگی تو نام ہی تکلیفوں کا ہے۔ تو ہمیں اِن چیزوں سے ساتھ مرنا نہیں جینا ہے۔ ہاں ہمیں اِن تکلیفوں کے ساتھ ہی جینا ہے۔ پھر چاہے زندگی کتنی ہی مشکل "کیوں نا لگے۔ ہمیں ہر حال میں اِسے جینی ہے۔

اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے مریرہ نم آنکھوں سے بولی۔ مناہل کی آنکھوں میں بھی آنسو چمک رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے صبر کیوں نہیں آرہا؟"

"کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟"

مریرہ کے پوچھنے پر مناہل نے شرمندگی سے نفی میں سر ہلایا۔

پھر کیسے صبر آتا تمہیں؟ جاؤ اور جا کر نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے صبر کی دعا"
"کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

مریرہ کی بات پر مناہل واقع سوچنے لگی کہ وہ کب سے صرف رو رو کر اللہ سے شکوہ کر رہی تھی جبکہ اُسے تو اللہ سے صبر مانگنے کی ضرورت تھی۔ وہ مریرہ کو وہیں چھوڑتی تیزی سے اپنے کمرے میں گئی۔ وضو کر کے جائے نماز بچھائی۔ دو نفل پڑھنے کی نیت کی۔ ساتھ ہی آنسو اُس کی آنکھوں سے گرتے جا رہے تھے۔ سلام پھیرتے ہی وہ مزید برداشت نا کر سکی تو وہیں سجدے میں سر رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ جیسے جیسے آنسو نکلتے جا رہے تھے ویسے ویسے اُسے اپنا آپ پُر سکون ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اور اللہ تو ویسے بھی اپنی پاس آئے بندے کو خالی ہاتھ نہیں لٹاتا نا۔

www.novelsclubb.com

"بہت سمجھداروں والی باتیں کرنے لگ گئی ہو تم تو۔"

مرحا اُس کے ساتھ آکر بیٹھی۔

"وقت نے ہی اتنا کچھ سمجھا دیا ہے۔کچھ اور سمجھنے کی گنجائش ہی نہیں بچی۔"

"بھئی سمجھدار لوگ سمجھدار باتیں ہی کرتے ہیں کیوں مریرہ بھابھی۔"

ارمش اُن کے قریب آتی ہوئی بولی۔

"کیا کہا تم نے؟"

www.novelsclubb.com

مریرہ کے پوچھنے پر وہ ناسمجھی سے اُسے دیکھنے لگی۔پھر سمجھ آنے پر مسکراہٹ دبائی۔

بھابھی کیوں کہ آپ میرے شاہو بھائی کی بیوی ہیں تو اُس حساب سے میری" "بھابھی ہوئی۔

ارمش مسکرا کر بولی۔

"ویسے تم مجھے آپی کہتی تو زیادہ بہتر تھا۔"

مریرہ منہ بنا کر بولی۔زرمین بیگم بھی کچن سے نکلتی اُس کے پاس آ گئی۔

"مما مجھے لگتا ہے ہم سب کو گھومنے جانا چاہیے۔شاہ بھائی بھی باہر جا کر اچھا فیل کریں گیں۔"

"شاہ بھائی اچھا فیل کریں گیں یا تم باہر جا کر خوش ہو گی۔"

شاہ زمان آرام سے چلتا ہوا نیچے آیا۔ارمش کے بال بکھیرتا وہ مریرہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"نانا ما جو مرضی کہیں بس اب ہم سب باہر گھومنے جائیں گیں۔مان جائیں نا ما پلیززززززز۔"

ارمش زرمین بیگم کے گرد گھیرا تنگ کرتی بولی۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے شام کو تمہارے بابا اور راز میر کو آنے دو پھر کوئی پلین بناتے "

"ہیں۔

بلآخر اُنھوں نے ہتھیار ڈال ہی دیے۔ جس پر ارمش نے جوش سے زوردار یاہوووو

کیا۔

"میں سب کیلئے چائے بنا کر آتی ہوں۔"

مریرہ فوراً سے اُٹھتی کیچن میں چلی گئی۔ شاہ زمان کی نظروں نے آخر تک اُس کا پیچھا

کیا۔

www.novelsclubb.com

<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

"آپ اتنا لیٹ کیوں آئیں ہیں آج؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُس کے ہاتھ سے کوٹ لیتے مرحا نے خفگی سے کہا۔پنک کلر کی شلوار قمیض میں وہ دوپٹہ کو حجاب کی طرح پہنے، پنک ہی کلر کی لپسٹک لگائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"کیوں آپ انتظار کر رہی تھی۔"

نہیں ہم نے باہر جانے کا پلین بنانا تھا آپ اتنی لیٹ آئیں ہیں اب سب سونے" "چلے گئے ہیں۔

کوٹ کو الماری میں لٹکا کر وہ کاؤچ پر جا کر بیٹھ گئی۔ازمیر نے آئیبرو اچکا کر اُسے دیکھا جو اُس کا انتظار کرنے کی بجائے اپنا پلین خراب ہونے پر ناراض تھی۔

یہ کیا بات ہوئی بیوی۔آپ میرے لیٹ آنے پر ناراض ہوں تب تو سمجھ آئے یہ" "فضول پلین خراب ہونے پر کون ناراض ہوتا ہے۔

ازمیر منہ بنا کر بولا۔ماتھے پر بکھرے بھورے رنگ کے بال بلکل اُس کی آنکھوں کی طرح پُرکشش لگ رہے تھے۔

فضول پلین نہیں تھا۔سوچیں ہم سب باہر گھومنے جائیں گیں تو کتنا مزا آئے"

"گا۔بابا،ماما،امّاں بی،مریرہ،ارمش،زمان،میں اور مناہل سب ساتھ جائیں گیں۔

وہ انگلیوں پر سب کے نام گنتی بولی۔

"آپ کسی کو بھول گئی ہے غالباً۔"

ازمیر نے اُسے اپنی طرف متوجہ کرانے کی کوشش کی۔

"اُففففف کتنی بیوقوف ہوں میں سب سے اہم بندے کو تو بھول ہی گئی۔"

مرحانے سر پر ہاتھ مارا۔ازمیر اُس کے یاد آنے پر شکر کرتا مسکرایا۔

عباد بھائی اور سلمیٰ آنٹی کو تو میں بھول ہی گئی۔بس اب ہم سب ساتھ جائیں"

"گیں۔

مرحا کی بات کر ازمیر کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"حد کرتی ہیں یار سب کے نام لیں گیں مگر یہ سامنے بیٹھا چھ فٹ کا بندہ نظر نہیں آتا آپ کو۔مالی،ڈرائیور،چوکیدار سب کو یاد رکھا ہو گا مگر مجھے ہمیشہ بھول جائیں گیں۔"

ازمیر کے کہنے پر مرحا نے دانتوں میں زبان دبائی۔وہ اپنی ایکسائٹمنٹ میں ازمیر کو تو بھول ہی گئی تھی۔

"نہیں آپ تو میرے سامنے بیٹھے ہیں نااِس لیے آپ کا نام نہیں لیا۔"

"بس بس اب بہانے مت بنائیں۔"

"اچھا ناسوری آئیندہ نہیں بھولو گی پکا۔"

مرحا اُس کی منتیں کر رہی تھی مگر وہ چہرے پر سنجیدگی لائے بیٹھا رہا۔اُسے بھی آج موقعہ ملا تھا مرحا کو تنگ کرنے کا تو وہ کیسے اِس موقع کو گوا دیتا۔

www.novelsclubb.com

ہسبینڈ جی شرافت سے مان جائیں ورنہ میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں"
"گی۔

جب مرحا کو یقین ہو گیا کہ ازمیر اُس کی نہیں سُن رہا تو وہ دھمکی دیتی بولی۔

"وائفی یہ کون سا سٹائل ہے کسی کو منانے کا؟"

ازمیر نے آنکھیں چھوٹی کر کے اُسے گھورا۔

"یہ مرحا کا سٹائل ہے ہسبینڈ جی۔"

مصنوعی کالر جھڑتی وہ ہنس پڑی تھی۔ازمیر بھی نفی میں ہلاتا اُس کا انداز دیکھ کر ہنسنے
لگا۔

www.novelsclubb.com

نئے دن کی ایک نئی صبح سے ہر کسی کیلئے نئی اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ایسی اُمیدیں جو کبھی سورج غروب ڈھلنے کے ساتھ ہی ڈھل جاتی ہیں اور کبھی سورج کے ڈھلنے سے پہلے پوری ہو جاتی ہیں۔ مگر کچھ اُمیدیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو ناڈھلتے سورج کے ساتھ پوری ہوتی ہیں اور ناہی ڈھل جاتی ہیں۔بلکہ وہ اُمیدیں ہر لمحے ہر گھڑی ہماری ساتھ بندھی رہتی ہیں۔ایسے ہی کچھ اُمیدیں مریرہ نے بھی خود کے ساتھ باندھی ہوئی تھی۔اُسے یقین تھا کہ کبھی تو اُس کی اُمیدیں بھی حقیقت کا روپ دھاریں گیں۔ کبھی تو وہ بھی اپنے خوابوں کی تعبیر پائے گی۔وہ کسی کی زندگی میں زبردستی شامل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ مگر شاہ زمان کے ماضی کے بارے میں جان کر وہ اُس کیلئے بُرا محسوس کر رہی تھی۔آخر اِس سب میں شاہ زمان کی تو کوئی غلطی نہیں تھی۔ تبھی اُس نے اپنے تمام خواب شاہ زمان کیلئے کچل دیے۔وہ شاہ زمان کو اُس کی تکلیف سے آزاد کرانا چاہتی تھی۔وہ ماضی میں اٹکنے کی تکلیف کو اچھی طرح سے

www.novelsclubb.com

سمجھتی تھی۔اِس لیے اُس نے اپنے سارے خوابوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ کر اپنے دل کے دور کسی ایک کونے میں دفنا دیے تھے۔

کبھی ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں دل میں چُبتی محسوس کی ہیں۔جب خواب ٹوٹتا ہے نا تب صرف دل ہی زخمی نہیں ہمارا پورا وجود ہی ریزا ریزا ہو جاتا ہے۔

وہ خود ریزا ریزا بکھری ہوئی تھی مگر جب بھی وہ کسی کو تکلیف میں دیکھتی تو اُس کی حوصلہ افزائی کیے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ہاں وہ چاہتی تھی کہ کوئی بھی اُس کی طرح بکھرا ہوا نا ہو۔کیونکہ جو خود ٹوٹا ہوا بکھرا ہوا ہوتا ہے نا وہ باقی سب کو اُس مرحلے سے گزرتے نہیں دیکھ سکتا۔کیونکہ وہ اِس تکلیف کو اچھے سے جانتا ہے۔

مریرہ ایک ایسی لڑکی تھی جو ایک بار استعمال کی ہوئی چیز کو دوبارہ ہاتھ تک نہیں لگاتی تھی۔ گھر میں سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ شوخ چنچل اور شرارتی سی لڑکی تھی مگر دُراب خان اور رابیل بیگم کے جانے کے بعد وقت نے اُس کی ساری شرارتیں اور مسکراہٹیں اُس سے چھین لی تھی۔ وہ ضرورت سے زیادہ حساس ہو گئی تھی۔ کچھ محلّے والوں کے بے بنیاد الزامات نے اُس کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ کہ وہ اب غلط بات پر فوراً جواب دے دیتی تھی۔ پھر چاہے بعد میں وہ جتنا مرضی روئے۔ بظاہر وہ بہت مضبوط لڑکی بن چکی تھی۔ مگر اندر سے وہ ریزا ریزا بکھری ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ٹیبل پر پڑی چائے کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ مگر وہاں بیٹھے دونوں نفوس کو کوئی ہوش نہیں تھا۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پر مختلف سوچوں میں گھرے تھے۔

"...عباد"

چائے کے کپ پر نظریں جمائے احمد نے اُسے مخاطب کیا۔

"ہمم"

"اب آگے کیا کرنا ہے؟"

"کرنا کیا ہے جو ہو چکا ہے اُسے قبول کرنا ہے۔"

www.novelsclubb.com

عباد نے احمد کی طرف دیکھا۔

"مگر جو ہو چکا ہے وہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ شادی بیاہ گڈا گڈی کا کھیل نہیں ہوتا۔"

احمد ایک دم اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور بِلاوجہ ہی کمرے میں ٹہلنے لگا۔

شادی نہیں ہوئی ابھی صرف نکاح ہوا ہے۔اور ویسے بھی تم تو اُسے پسند کرتے "
" تھے نا۔

"پسند نہیں محبت کرتا ہوں۔"

ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ جبڑے بھینچ کر بولا۔اِس طرح غصّے سے بولا کہ اُس کے ہاتھوں کی رگیں واضح ہو رہی تھی۔

"تو پھر مسئلہ کیا ہے؟آخر کس بات پر اتنا غصّہ آ رہا تمہیں؟"

عباد بھی سختی سے بولا۔

ابھی اُس کی کنڈیشن سٹیبل نہیں تھی۔اور تم سب نے مل کر ہمارا نکاح کروا "
"دیا۔پتہ نہیں مناہل اِس رشتے کو قبول کر بھی پائے گی یا نہیں۔

اِس بار اُس کے لہجے میں چُھپی پریشانی صاف نظر آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اوہ تو اے-ایس-پی احمد فراز کو ابھی سے اپنی بیوی کی فکر ہو رہی ہے ویری"

"انٹر سٹنگ۔

عباد شرارت سے بولا۔ جس پر احمد نے سلگتی نگاہوں سے اُسے گھورا۔

ویسے احمد صاحب جیسے تم ڈرامے باز ہو نا تمہارا نکاح بھی دیکھو ویسے ہی فلمی"

"سیچیوشن میں ہوا ہے۔

عباد کی بات پر احمد کی آنکھوں کے سامنے نکاح کا منظر گھومنے لگا۔

www.novelsclubb.com

(پاسٹ)

بارش رُک چکی تھی۔ مناہل رو رو کر بے حال ہو کر اب اندر چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ مرحا اور ازمیر اُسے اپنے ساتھ چلنے پر فورس کر رہے تھے۔ کیونکہ اختر

صاحب کے بعد وہ سب مناہل کے اِس گھر میں اکیلے رہنے پر رضامند نہیں تھے۔ تبھی ازمیر نے اُسے اپنے ساتھ رہنے کیلئے فورس کیا۔ابھی مناہل نے نیم رضامندی دی ہی تھی کہ محلّے کی چند عورتیں اور مرد ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔

"یہی رُک جاؤ تم سب۔بھائی صاحب کے مرنے کے بعد تو مناہل ہماری ذمہداری ہے۔تم سب اِسے ایسے نہیں لے جا سکتے۔"

چھوٹے قد کی عورت سامنے آتے ہوئے بولی۔وہ رشتے میں مناہل کی پھوپھو لگتی تھی۔جن کے بیٹے کا رشتہ پہلے مناہل کے ساتھ طے ہوا تھا مگر وہ فون کال والی بات پر اُنہوں نے رشتہ توڑ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کون سی ذمہداری؟میرا خیال ہے جب یہاں سب لوگ اِس لڑکی پر الزام تراشی کر رہے تھے تب آپ بھی یہیں موجود تھیں تب آپ نے کچھ کیوں نہیں بولا؟"

عباد ماتھے پر بل ڈالے تیز لہجے میں بولا۔

"ہاں تو تم سے کس نے کہا تھا اپنی محبوبہ کے گھر ہی چلے آؤ منہ اُٹھا کر۔"

"زبان سنبھال کر بات کریے۔"

عباد گرجدار آواز میں بولا۔وہاں کھڑے سب لوگ سہم گئے تھے۔

دیکھو بیٹا بات بڑھاتے نہیں ہے۔اگر تم اِس کو یہاں سے لے کر جانا چاہتے ہو نا تو"
"نکاح کر کے لے جاؤ۔پھر ہم میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

ایک اور آدمی آگے آتے ہوئے بولا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔میں یہ نکاح نہیں کر سکتا۔"

www.novelsclubb.com

عباد نے فوراً انکار کیا۔کیونکہ وہ احمد کے مناہل کے متعلق جزبات سمجھتا تھا۔اور پھر اِس صورتحال میں یہ سب زیب بھی نہیں دیتا تھا۔

دیکھو برخوردار اگر اِس کو یہاں سے لے جانا چاہتے ہو تو نکاح تو کرنا ہی پڑے"
"گا۔ورنہ جاؤ یہاں سے میں اپنی بھتیجی کو ایسے نہیں جانے دوں گی۔

وہ عورت کڑے تیوروں سے بولی۔

"میں نکاح نہیں کروں گا۔یہ میری بہنوں کی طرح ہے اور میں اِس کو یہاں سے لے جاؤں گا۔"

اِس بار عباد غرا کر بولا۔اُس کے کہنے پر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔

"میں کروں گا نکاح۔"

احمد خاموشی کو توڑتا آگے آیا۔

"ہاں میں مناہل سے نکاح کروں گا۔مگر اُس کے بعد آپ لوگوں کا اُس سے کوئی رشتہ نہیں ہو گا۔"

www.novelsclubb.com

احمد کے بات پر سب نے فوراً رضامندی دے دی۔وہ لوگ ویسے بھی مناہل سے پیچھا چھڑانا چاہتے تھے کہ کہیں اختر صاحب کے جانے کے بعد اُس کی ذمہداری اُن لوگوں پر نا آئے جائے۔

کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب آ گئے۔ مناہل خاموشی کا لبادہ اوڑھے سب کچھ ہوتا دیکھ رہی تھی۔ رو رو کر وہ اتنی نڈھال ہو گئی تھی کہ کسی سے کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ اور ایسے ہی کچھ دیر میں وہ مناہل اختر سے مناہل احمد فراز بن گئی تھی۔ نکاح کے بعد احمد ہی اُسے ازمیر اور مرحا کے ساتھ چھوڑنے گیا تھا۔ مگر سارے راستے میں خاموش بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

(موجودہ حال)

"ہاں تو جب موقعہ مل رہا تھا تو میں کیوں فائدہ نا اُٹھاتا۔ اب میری محبت مجھے ایسے ہی ملنی تھی تو میں کیوں انکار کرتا اپنے نصیب سے۔ اور ویسے بھی جس طرح وہ سب

ہمیں گھور رہے تھے مجھے تو ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں بندوق کی نوک پر وہ تیرا نکاح ہی "میری مناہل سے نا کروا دیتے۔

احمد معصومانہ انداز میں عباد کو دیکھتے ہوئے بولا۔

مطلب تو نے اِس ڈر سے فوراً نکاح کیا کہ کہیں میرا نکاح ہی مناہل کے ساتھ نا ہو" "جائے سیرئسلی۔

عباد حیرت سے منہ کھولے اُسے دیکھنے لگا جواب دانت نکالے زور و شور سے ثبات میں سر ہلا رہا تھا۔

"...ابے گدھے تیری تو"

عباد دانت پیستے اُس کے پیچھے لپکا مگر اِس سے پہلے ہی اُس نے چھلانگ لگتے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ تھانے میں موجود تمام لوگ اپنا اپنا کام روکے حیرانگی سے اپنے

www.novelsclubb.com

سینئرز کو دیکھنے لگے۔ جو پولیس کی وردی میں ملبوس بچوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»

ہر حادثے کے پیچھے کوئی نا کوئی وجہ ضرور چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اُس وجہ کا انجام آپ کیلئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے اور بعض دفعہ وہ وجہ آپ کیلئے بہت بُری ثابت ہوتی ہے۔ جس کا اثر آپ کی تمام زندگی پر اثر انداز رہتا ہے۔

وجہ چاہے جو بھی بنے مگر حادثے سے یا تو انسان کوئی گہرا سبق سیکھ جاتا ہے یا تو وہ حادثے اُس کی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں بھر دیتے ہیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک حادثہ ہوا تھا شاہ زمان کے ساتھ جس کی وجہ فریحہ سے دوستی تھی۔ فریحہ سے دوستی کا حادثہ شاہ زمان کی زندگی میں بہت گہرا اثر چھوڑ گیا تھا۔ جس کے اثر میں وہ اب تک جکڑا ہوا تھا۔

ایک حادثہ ہوا مریرہ کے ساتھ جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حیدر علی کی بات سننے اُس کے ساتھ گئی اور پھر کیسے قسمت نے اُسے اچانک ہی شاہ زمان کے ساتھ جوڑ دیا۔

ایک حادثہ ہوا مرحا اور ازمیر کے ساتھ۔ جس کی وجہ سے آج وہ دونوں ساتھ تھے۔ ازمیر کا مرحا سے نا صرف اپنے دل کی بات کہنا بلکہ اُسے پوری عزت اور احترام کے ساتھ اپنی زندگی میں شامل کرنا۔ یہ حادثہ اُن کیلئے بہت خوشگوار ثابت ہوا تھا۔

ایک حادثہ ہوا مناہل کے ساتھ جو اپنے دامن پر لگے داغ مٹاتے ہوئے اپنے باپ کو کھو چکی تھی۔اور پھر عزت کی خاطر احمد کے ساتھ ایک بندھن میں جڑ گئی۔

حادثہ توار مش اور عباد کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ مگر اُن کے حادثے کی صورت ہمیشہ ایک چاکلیٹ ہی بنی۔

ہر حادثے کی پیچھے غلطی صرف سامنے والے کی نہیں ہوتی۔آپ بھی اُس سب میں برابر کے قصوروار ہوتے ہیں۔بس اب دیکھنا یہ ہیں کہ اِن سب کے حادثوں کا انجام اُن کیلئے خوشگوار ثابت ہوتا ہے یا پھر اُن کیلئے ازیت کا ایک نیا موڑ کُھلتا ہے۔

کیونکہ

یہ کہانی ہے جُرم سزائے عشق کی۔ جس میں جُرم کی سزا ملے گی عشق کی صورت میں۔ یا پھر اِن سب کو اپنے ہاتھوں اپنے جُرم کے باعث اپنا عشق گوانا پڑے گا۔

»«»«»«»«»«»«»«»»«»«»«»«»«»«»«»»«

www.novelsclubb.com

باب سوم :

دلِ شکستہ

د: دل کی گہرائیوں میں کھو کر

لِ: لفظوں میں خود کو پرو کر

ش: شب و روز کو بھول کر

ک: کئی راز خود میں چُھپا کر

س: سہہ جائیں گیں ہم ہر درد کو

ت: تاروں سے بھرے جہاں میں

ہ: ہمیں ساتھ تیرے قبول ہے دلِ شکستہ بھی

www.novelsclubb.com

سورج پورے آب وتاب سے چمک رہا تھا۔نومبر کے دن تھے تبھی ہوا میں خنکی کا اثر نمایاں تھا۔خانزادہ حویلی میں اِس وقت ہر کوئی جلدی میں نظر آرہا تھا۔باہر گاڑیوں کے ہارن روزروز سے بج رہے تھے تاکہ اندر موجود عوام جلدی باہر آئے۔اُن سب نے مارگلہ ہلز گھومنے کا پلان بنایا تھا۔امّاں بی نے اپنے گھٹنوں کے درد کے باعث ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔باقی سب تیار کھڑے تھے۔مرد حضرات باہر گاڑیوں میں انتظار کر رہے تھے۔خواتین کے آتے ہی تینوں گاڑیاں اپنی منزل پر روانہ ہوئی۔ایک گاڑی میں تیمور خانزادہ،زرمین بیگم،ارمش اور مناہل تھے جبکہ دوسری گاڑی میں ازمیر،مرحا،شاہ زمان اور مریرہ تھے۔اور تیسری گاڑی میں عباد،احمد،سلمیٰ بیگم اور ہاجرہ بیگم تھی۔تینوں گاڑیاں اب اپنی منزل گامزن تھیں۔

"آپو میرا فون کدھر ہے؟"

ابھی وہ کچھ ہی سفر طے کر چکے تھے کہ اچانک مریرہ کو اپنا موبائل یاد آیا جو مرحا نے تیار ہونے کے بعد سیلفی کلک کرنے کیلئے لیا تھا۔

"رکو دیکھتی ہوں میں.....اوہ وہ تو ارمش کے پاس رہ گیا تھا۔میرے سے لیا تھا اُس نے پیکچرز بنانے کیلئے۔"

مرحا نے اپنے بیگ میں دیکھا پھر یاد آنے پر سر پر ہاتھ مارتی بولی۔

"کیا کرتی ہے آپ آپو؟ پتہ بھی ہے موبائل کے بغیر میرا گزارا نہیں ہوتا۔"

مرحا کو دیکھتے ہوئے اُس نے منہ بنایا۔آگے فرنٹ سیٹ پر ازمیر کے ساتھ بیٹھے شاہ زمان نے مرر سے اُسے دیکھا۔ڈرائیو کرتے ازمیر نے اُس کی حرکت پر مسکراہٹ دبائی۔

"اللہ اللہ مریرہ موبائل نا ہو گیا تمہارا آکسیجن ہو گیا۔جس کے بغیر تمہیں تو سانس ہی نہیں آئے گی۔"

مرحا نے اُسے آنکھیں دیکھائی۔

"آپ کو نہیں پتہ اُس میں میری جان ہے۔میرے ناولوں کا جہاں ہے۔میرے کام کا سماں ہے۔"

مریرہ اترا کر بولی۔شاہ زمان نے شیشے میں سے اُسے دیکھتے لب بھینچے۔

"واہ گڑیا تم تو چھپی شاعرہ نکلی۔"

ازمیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ایک منٹ یہ چھپی شاعرہ کیا ہوتا ہے۔چھپی رستم تو سنا تھا پر یہ چھپی شاعرہ۔"

www.novelsclubb.com

مرحا فوراً درمیان میں بولی۔

"ہنہہ آپو بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔"

مریرہ ناک چڑھا کر بولی۔ازمیر نے قہقہ لگا کر اُس کا ساتھ لگایا۔جبکہ مرحا منہ بناتی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

"مرحابھابھی آپ اِس کی بات کو سیرئس نالیں۔ویسے بھی مریرہ سے کوئی بحث کرنا ایسا ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانا۔"

شاہ زمان نے بھی برابر کا جواب دیتے محاورے کا استعمال کیا۔مریرہ نے منہ کھولے اُس کی چالاکی دیکھی جو ہمیشہ تو خاموش رہتا تھا مگر آج اُس سب کے سامنے اُسے تنگ کر رہا تھا۔

"یہ چیز زمان۔بس اب اگر آپ دونوں کی ٹیم ہے نا تو میری اور زمان کی بھی ٹیم ہے۔کیوں زمان۔"

مرحا نے تصدیق کیلئے اُس کی طرف دیکھا۔شاہ زمان نے ثبات میں سر ہلا کر مسکراتے ہوئے اُس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

کوئی بات نہیں مریرہ اور میری ٹیم زیادہ مضبوط ہے۔ ویسے بھی یہ زمان ہمیشہ آخر" "وقت میں مکر جاتا ہے۔ تو اِس حساب سے ہم دونوں بھائی بہن کی ٹیم مضبوط ہے۔

ازمیر نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ اُس کی بات پر سب مسکرا رہے تھے۔ اتنے میں اچانک سامنے سے ایک ٹرک نمودار ہوا۔

"...بھائی"

"....ازمیر"

"ازمیر بھائیییییی سامنے دیکھیں۔"

وہ تینوں باری باری چیخے۔ مریرہ ایک دم چلائی۔ ازمیر بھی فوراً سے سٹیرینگ کی طرف متوجہ ہوا۔ مریرہ کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ گئی تھی۔ ازمیر نے گاڑی فوراً کنڑول کرلی تھی۔ ٹرک تیزی سے اُن کی دوسری سائیڈ سے ہوتا آگے نکل

www.novelsclubb.com

گیا۔ جبکہ اُن کی گاڑی ٹائروں کی زوردار چڑچڑاہٹ سے ایک جھٹکے سے رُکی۔ گاڑی سائیڈ پر پارک کرتے وہ سب سنبھلنے لگے۔

"تم سب ٹھیک ہے۔"

ماتھے سے پسینہ صاف کرتے ازمیر پچھلی سیٹ کی طرف مڑا۔ شاہ زمان بھی گہری سانس لیتا سیٹ بیلٹ کھولتا پیچھے کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں ممیں ٹھیک ہوں۔ مریرہ تتم ٹھیک ہو؟"

مرحا اپنی سانسیں بحال کرتی مریرہ کو دیکھنے لگی۔ جس کا چہرہ بلکل فق تھا۔ پھٹی پھٹی نظروں سے وہ ابھی بھی سامنے والے شیشے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"... گڑیا"

ازمیر نے تشویش سے اُسے دیکھا۔

"دیکھو سب ٹھیک ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

شاہ زمان سنجیدگی سے بولا۔اُس کی بولنے پر مریرہ ایک دم چونکی۔ماتھے پر پسینے کی بوندیں، کپکپاتے ہونٹ، زرد چہرہ وہ اِس وقت بلکل بھی اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

"خون...خون ہے...وہ گاڑی...ماما...بابا۔"

بے ربط الفاظ وہ پھولی ہوئی سانسوں میں بول رہی تھی۔ازمیر اور شاہ زمان فکر مندی سے اُس کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ رہے تھے۔مرحا نے آگے بڑھ کر فوراً اُسے گلے لگایا۔

مریرہ ریلیکس میری جان دیکھو کچھ بھی نہیں ہوا۔سب ٹھیک ہے۔کچھ بھی نہیں"

"ہوا۔

اُس کے بال سہلاتی مرحا آہستہ سے بولی۔

"نہیں....خون...بابا...ماما۔"

اُس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ وہیں مرحا کے بازوؤں میں بیہوش ہو گئی۔

"کیا ہوا اِسے؟"

شاہ زمان گاڑی کا دروازہ کھولنے لگا۔

مریرہ میری جان آنکھیں کھولو پلیز۔ازمیر جلدی ہاسپٹل چلیں۔مریرہ آنکھیں"
"کھولو دیکھو سب ٹھیک ہے۔

مرحا کی آواز پر دروازہ کھولتے شاہ زمان کے ہاتھ تھمے۔ازمیر نے گاڑی ہاسپٹل کی طرف موڑی۔

www.novelsclubb.com

آنکھوں پر گلاسز لگائے وہ اپنی لٹ اُنگلی پر لپیٹتی اِدھر سے اُدھر چکرا رہی تھی۔ چہرے پر شدید ترین تاثرات تھے۔ سامنے کھڑے دونوں آدمی خوف سے تھر تھرا رہے تھے۔ پورے کمرے میں صرف خاموشی کا راج تھا۔ جس میں اُس کی چھ انچ والی ہیل کی ٹک ٹک کی آواز گونج رہی تھی۔

"اتنے بس اتنے فاصلے سے وہ لوگ بچ گئے۔"

دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے وہ اشارہ کر کے اُن کو دیکھاتی غصّے سے بولی۔ اُس کی بات پر دونوں نے بے ساختہ تھوک نگلی۔

"غلطی ہوئی بھی تو کیسے ہوئی؟ ایک ہی جھٹکے میں وہ سب مر سکتے تھے مگر تم لوگوں کی ایک غلطی سے وہ لوگ بچ گئے۔"

ایک جھٹکے سے گلاسز اُتارتی وہ غضب ناک انداز میں اُن دونوں پر جھپٹی۔ ایک کا کالر جکڑ کر ایک زوردار تھپڑ اُس کو رسید کیا۔

"بول کیسے بچے وہ لوگ؟"

اب کی بار وہ دوسرے کی طرف مڑی۔جو اُس کے مڑنے پر فوراً ہی ہاتھ جوڑتا اُس کے قدموں میں بیٹھ کر گڑگڑانے لگا۔

"وہ میڈم جی اُن لوگوں نے اچانک گاڑی موڑلی تھی۔وہ ہمیں پکڑنا لیتے اِس لیے ہم فوراً وہاں سے نکل پڑے۔پلیز معاف کردیں اگلی بار کام پورا ہوگا۔"

وہ آدمی زمین پر بیٹھتے گڑگڑا رہا تھا۔نخوت سے اُنہیں پیچھے دھکیلتی اُس نے اپنی گن اُٹھائی۔

"اب اِس کی ضرورت نہیں ہے۔میں موقعہ صرف ایک بار دیتی ہوں پھر سیدھا ٹھوک دیتی ہوں۔"

باری باری دونوں پر گولیاں چلاتی وہ متوازن چال چلتی اُن کے قریب جُھکی۔

اب جو بھی کرنا ہو گا میں خود کروں گی۔ کیونکہ میں مزید اُس کو زندہ نہیں دیکھ سکتی۔ جب میں تڑپ تڑپ کر جی رہی ہوں تو وہ کیسے آرام سے آسائشوں میں جی سکتا ہے۔ میری زندگی برباد کر دی۔ میں اُسے کیا اُس کے پورے خاندان کو برباد کر کے رکھ دوں گی۔"

آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو رگڑتے اُس نے واپس گلاسز لگائے۔ ایک نظر نخوت سے دونوں لاشوں کو دیکھتی وہ باہر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

پلکیں ہلکی ہلکی لرز رہی تھیں۔ آنکھیں کُھلنا مشکل ہو رہا تھا۔ دھیرے دھیرے اُس نے آنکھیں کھولی۔ کمرے میں موجود روشنی سے اُس کی آنکھیں چندھیا گئیں

تھیں۔ تبھی اُس نے زور سے آنکھیں میچی۔اور پھر آرام سے آنکھیں کھولی۔غائب دماغی سے وہ چھت کو گھورنے لگی۔وہ تو کار میں تھی پھر....

ایک دم مریرہ کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔اُن کی کار ٹرک سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔ذہن کے پردے پر ماضی کی چند اذیت ناک یادیں چلنے لگی تھیں۔گاڑیوں کے ٹوٹے کانچ،خون میں لت پت دو وجود،پھر دو جنازے،لوگوں کا رونا،چیخوں کی آواز.....

"بابا...ماما"

وہ زوردار چیخ سے اُٹھی۔شاہ زمان بیڈ کی دوسری طرف ٹھیک لگا کر آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔اُس کے چیخنے پر فوراً اُس کی طرف متوجہ ہوا۔مریرہ گہرے گہرے سانس لیتی خوفزدہ نظروں سے آس پاس دیکھ رہی تھی۔

"....پانی"

شاہ زمان نے سائیڈ پر رکھے جگ سے پانی گلاس میں ڈال کر اُس کی طرف بڑھایا۔ جو کپکپاتے ہاتھوں سے اُس نے تھام کر لبوں سے لگایا۔ دو تین گھونٹ بھر کر اُس نے واپس گلاس شاہ زمان کی طرف بڑھا دیا جو اُس نے واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

شاہ زمان نے فکر مندی سے اُس کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی بھی ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"ماما.... بابا"

آنسو پلکوں کے باڑ توڑ کر تیزی سے گر رہے تھے۔ آنسوؤں سے بھری آنکھیں شاہ زمان کی طرف اُٹھی جن میں درد، تکلیف، بے بسی اور اذیت جیسے کئی تاثرات تھے۔

"دیکھو مریرہ ماضی بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ہم اِسے جتنا خود پر حاوی کریں گیں یہ اُتنا ہی ہمیں تکلیفوں کے دلدل میں دھکیلتا جائے گا۔اِس لیے پلیز رومت۔انکل اور آنٹی کیلئے دعا کرو۔اللہ پاک انکل اور آنٹی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کریں گیں۔"

شاہ زمان نے اُس کا ہاتھ تھام کر تسلی دی۔

"اچھا تم یہ دوائیاں کھالو پھر سو جانا۔"

اُس کی طرف دوائیاں بڑھائی جو نم آنکھوں سے اُس نے پانی کے ساتھ نگلیں۔دوائی کھانے کے بعد وہ اپنی جگہ پر لیٹی۔شاہ زمان نے کمبل اُس پر صحیح طرح سے اُوڑھا۔کچھ ہی دیر میں وہ دوائیوں کے زیرِ اثر نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔اُس کے سونے کا اچھی طرح اطمینان کرتا وہ جوتی پاؤں میں اڑستا کمرے سے باہر نکل گیا۔لاؤنج میں ازمیر اور مرحا بیٹھے اُسی کا انتظار کر رہے تھے۔

مریرہ کے اچانک بیہوش ہونے پر وہ لوگ اُسے ہاسپٹل لے گئے تھے۔جہاں ڈاکٹر کے ذریعے اِس کی بیماری سب پر آشکار ہوئی تھی۔ڈاکٹرز کے ذریعے مریرہ کو پوسٹ ٹرامیٹک اسٹریس ڈس آرڈر تھا۔یہ ایک کیفیاتی بیماری ہے جو کسی حادثے کے باعث انسان کے ذہن پر گہرے اثرات چھوڑ دیتی ہے۔ڈاکٹر کے مطابق مریرہ خود بھی اپنی بیماری سے لڑ سکتی تھی مگر چونکہ اب اُس کی یہ بیماری شدت پکڑ چکی تھی۔تاہم اُسے ڈاکٹر سے رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔تاکہ وہ ریزِ علاج رہ کر جلد صحت یاب ہو سکے۔

www.novelsclubb.com

ابھی تو وہ لوگ اُسے گھر لے آئے تھے۔باقی سب مارگلہ ہلز گئے ہوئے تھے۔فون کر کے اُنہیں مختصر مریرہ کی طبیعت خراب ہونے کا بتایا تھا۔جس پر تیمور خانزادہ نے واپس آنے کا کہا مگر شاہ زمان نے اُنہیں تسلی دی کہ یہاں سب ٹھیک ہے آپ لوگ انجوائے کر کے آئیں۔تب جا کر وہ کچھ مطمئن ہوئے۔

"کیا ہوا زمان وہ ٹھیک تو ہے نا؟"

اُسے آتا دیکھ ازمیر بولا۔ازمیر نے ماتھے پر بکھرے بھورے بال ایک ہاتھ سے پیچھے کیے۔لائٹ براؤن آنکھوں میں اِس وقت پریشانی صاف نظر آ رہی تھی۔

ہاں وہ ٹھیک ہے۔ابھی اُٹھی تھی رو رہی تھی مگر میں نے میڈیسن دے دی"
" تھی۔تو اب وہ سو رہی ہے۔

شاہ زمان مختصر سا جواب دیتا صوفے پر بیٹھا۔اُس کے زخم مکمل ٹھیک تو نہیں ہوئے تھے مگر اب کچھ بہتر ہو گئے تھے۔

میری بہن اتنے عرصے سے اتنا کچھ برداشت کر رہی تھی۔اُس نے یہ بات مجھ"
" سے کیوں چُھپائی۔وہ ٹھیک تو ہو جائے گی نا۔

مرحا روتے ہوئے بولی۔پرپل رنگ کی گھیرے دار پلین فراک پہنی ہوئی تھی۔چہرہ جو صبح جاتے ہوئے بلکل کھلا ہوا تھا اِس وقت مرجھایا ہوا لگ رہا تھا۔آنکھیں رو رو کر سُرخ ہو رہی تھیں۔

"یہ کوئی اتنی بڑی بیماری نہیں ہے بھابھی۔مجھے لگتا ہے وہ کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی یہ بات سب سے چُھپائی۔وہ ہم سب کی دعاؤں سے جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ہم سب اُس کا ساتھ دیں گیں اور اُسے اِس تکلیف سے بچالیں گیں۔میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں مریرہ کا بھرپور ساتھ دوں گا۔میں اُسے اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔"

www.novelsclubb.com

شاہ زمان اپنی جگہ سے آگے ہوتا دونوں ہاتھوں کو باہم آپس میں ملائے پختہ لہجے میں گویا ہوا۔سر پر پٹی کے بجائے اب چھوٹی سی بینڈ ایج لگی تھی۔جبکہ بازو پر ابھی ویسے ہی پٹی بندھی ہوئی تھی۔وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک کلر کی پینٹ پہنے وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"ہاں مرحا ہم سب اُس کا ساتھ دیں گیں۔آپ پریشان مت ہوں ہماری گڑیا بلکل ٹھیک ہو جائے گی انشاءاللہ۔"

ازمیر نے مرحا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے ساتھ کا یقین دلایا۔مرحا نے تشکر بھری نگاہوں سے اُن دونوں کو دیکھا۔

"انشاءاللہ"

دونوں نے ایک ساتھ اُس کے ساتھ بولا۔مرحا نے تھک کر ازمیر کے کندھے پر سر ٹِکایا۔جبکہ شاہ زمان زمین پر نظریں جمائے گہری سوچ میں پڑ گیا۔

www.novelsclubb.com

نومبر کے مہینے کی سرد ہوائیں موسم کو مزید نکھارتی ہیں۔ یہاں ہریالی کے باعث ٹھنڈ زیادہ ہو رہی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے اُس کے بالوں کی لٹیں بار بار اُس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ مگر وہ سب سے بے نیاز آنکھیں موندے اپنے اندر کے شور کو سُن رہی تھی۔ مگر یہ کیا آج تو اُن کے اندر کا شور بھی تھم گیا تھا۔ اندر باہر بس سناٹا ہی سناٹا تھا۔ خاموشی سے گھبرا کر اُس نے فوراً آنکھیں کھولیں۔

باقی افراد یہاں سے کچھ دور فاصلے پر بیٹھے تھے۔ مناہل اپنے اندر کے شور کو سننے اُن سب سے کچھ دور آ گئی تھی۔ مگر آج تو وہاں کوئی شور نہیں تھا۔ وہ پُر سکون تھی۔ نا آج اُس کی آنکھیں نم تھی اور نا ہی دل میں کوئی غبار بھرا تھا۔ ہاں وہ پُر سکون تھی۔ کیونکہ اُس نے اپنے اللہ سے سکون مانگا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ تو کبھی کسی کو ناکام نہیں لوٹاتے نا۔

"!!!السلام علیکم"

www.novelsclubb.com

اچانک سے اپنے نزدیک احمد کو دیکھتے وہ یک دم اُچھلی۔احمد بِنا آہٹ کے اُس کے ساتھ آ کر کھڑا ہوا تھا تبھی وہ اُس کے اچانک بولنے پر ڈری۔صاف شفاف رنگت، چاکلیٹ براؤن رنگ کی آنکھیں، کھڑی مغرور ناک، ہلکی سی بیئرڈ، اور مسکراتے لب۔وہ اچھا خاصا ہینڈسم انسان تھا۔

"واعلیکم السلام"

مناہل نے دھیرے سے جواب دیا۔خوبصورت تو وہ بھی تھی۔کالے لمبے سلکی بال، صاف سنہری رنگت، شہد رنگ کی آنکھیں، پُرکشش نین نقش۔بِلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھی۔سب سے منفرد چیز جو اُسے مزید پُرکشش بناتی تھی وہ تھی اُس کی شہد رنگ کی آنکھیں جن میں بہت گہری اُداسی چُھپی تھی۔

"کیسی طبعیت ہے اب آپ کی؟"

اُس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے احمد نے سوال کیا۔

"میں تو اب ٹھیک ہوں۔پر آپ کون؟"

آنکھوں میں اُلجھن بھرے اُس کی طرف دیکھا۔اُس کی بات پر احمد حیرانگی کے باعث پورا کا پورا اُس کی طرف مڑا۔

"آپ مجھے نہیں جانتی؟"

شاک کے مارے اُس سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔

"نننہیں"

پلکیں جھکاتے مناہل سے سادہ انداز میں جواب دیا۔احمد نے خود کو کنٹرول کرتے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

"واہ محترمہ یعنی آپ کو معلوم ہی نہیں کہ آپ کا نکاح کس سے ہوا ہے؟"

اپنی حیرت پر بامشکل جبر کرتے احمد نے کہا۔

"اوہ تو وہ آپ تھے۔"

www.novelsclubb.com

مناہل نے نظریں واپس سامنے مذکور کر لیں۔

"جی میں ہی تھا وہ خوشنصیب۔"

"خوشنصیب یا بدنصیب؟"

مناہل سامنے دیکھتی طنزیہ انداز میں مسکرائی۔احمد نے اُس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔مارگلہ ہلز میں موجود ہریالی اِسے مزید خوبصورت بناتی تھی۔

مارگلہِ ہلز نیشنل پارک،اسلام آباد کی شمالی حدود میں واقع ہے۔یہ پارک 1980ء) میں بنایا گیا جو تقریباً 17،386 ایکڑ پر مشتمل ہے۔مارگلہِ ہلز، کوہِ ہمالیہ کے سلسلے کا ہی حصہ ہیں۔یہاں کی مٹی ذرخیز ہے جس کی وجہ سے اِن پہاڑیوں نے سبزے کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔یہی سبزہ اِس کی خوبصورتی میں سب سے اہم کردار ادا کرتا

ہے۔مزید یہ کہ اِس کے حسن میں اہم کردار یہاں موجود پرندے اور جانور بھی ادا (کرتے ہیں۔

"بدنصیب کیوں؟"

احمد نا سمجھی سے بولا۔

"آپ مجھے بے قصور ثابت کرنے آئے تھے۔میری مدد کرنے آئے تھے مگر اُن سب لوگوں کی وجہ خود میرے ساتھ اِس بے بنیاد رشتے میں بندھ گئے۔میں بہت شرمندہ ہوں کہ میرے محلّے والوں کی وجہ سے آپ کو اِس صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔"

www.novelsclubb.com

مناہل کی بات پر احمد کے ماتھے پر بل پڑے۔سامنے کھڑی لڑکی اُس کی محبت تھی اُس کی محرم تھی۔وہ تواُن خوشنصیب لوگوں میں سے تھا جنہیں بِن مانگے اپنی محبت مل جاتی ہے۔

آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اور جس رشتے کو آپ بے بنیاد کہہ رہی ہیں دیکھیے گا ایک دن یہی رشتہ محبت کے جڑوں میں بڑھ کر بہت مضبوط بنیاد فراہم کرے گا۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔

جس محبت کی آپ بات کر رہے ہیں نا وہ محبت میرے لیے بس ایک سزا ہے اور کچھ نہیں۔کیونکہ میں جس سے بھی محبت کرتی ہوں وہ مجھ سے اتنی دور چلا جاتا ہے کہ دوبارہ لوٹ کر ہی نہیں آتا۔"

مناہل کی آنکھوں میں ایک دفعہ پھر ویرانی اُتر آئی تھی۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں" گا۔ہاں میں جانتا محبت کرنا مشکل ہو گا تمہارے لیے۔ مگر ہم دوستی تو کر ہی سکتے "ہیں نا؟

احمد نے آپ سے تم تک کا سفر بس چند لمحوں میں طے کر لیا۔اُس کی آنکھوں کی چمک اُس کے کہے ہر حرف کی گواہی دے رہیں تھیں۔ مناہل نے کچھ پل اُس کی آنکھوں میں جھانکا۔ جہاں اُس کیلئے عزت، محبت اور بے پناہ جزبات جھلک رہے تھے۔بس وہی لمحہ تھا جب مناہل جو یقین ہو گیا کہ احمد ہی اُس کیلئے بہترین لائف پارٹنر ہے۔

www.novelsclubb.com

"بتاؤ کرو گی مجھ سے دوستی؟"

سوال ایک دفعہ پھر دہرایا گیا۔اِس بار مناہل نے بِنا کسی اُلجھن کے ثبات میں سر ہلا دیا۔احمد مسکرا کر اُس کے سامنے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا۔جیکٹ کی جیب سے اُس

نے ڈبی نکالی۔ جس میں خوبصورت سی گولڈ کی رنگ تھی۔ مناہل مبہوت ہو کر اُسے دیکھ رہی تھی۔

تو مسز مناہل احمد فراز کیا آپ اپنے پورے ہوش و حواس میں اپنے منکوح اے۔"

"ایس۔پی احمد فراز سے دوستی جیسے عظیم رشتے کو قبول کرتی ہیں؟

وہ کھل کر مسکرایا تھا۔اُس کی مسکراہٹ ایسی تھی جیسے اُسے دنیا کی سب سے بڑی دولت مل گئی ہو۔ہاں اُسے واقع سب سے بڑی دولت مل گئی تھی۔اُسے محبت جیسی دولت مل رہی تھی۔

مناہل نے نم آنکھوں سے ہاں میں سر ہلایا۔احمد نے مسکراتے ہوئے فوراً انگوٹھی اُس کی بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنائی۔ہاتھ بڑھا کر اُس نے مناہل کی پلک پر بیٹھے آنسو کو صاف کیا۔

اپنے کل سے انجان دونوں ہی اپنے رشتے کو نئے سرے سے جوڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔احمد نے مناہل کی ذہنی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دوستی کی پیشکش کی

جو مناہل نے اُس کی آنکھوں میں موجود سچے جزبے کو دیکھتے ہوئے قبول کر لی۔دونوں مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔جبکہ دور کھڑی قسمت نے اُن دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر طنزیہ مسکراہٹ اُچھالی۔بس اب وہ اپنی اگلی چال کا انتظار کر رہی تھی تاکہ ایک بار پھر محبت کو شکست دے سکے۔

مرحا چائے کے دو مگ اُٹھاتی کمرے میں داخل ہوئی۔نیلے رنگ کی شلوار قمیض میں وہ اب کافی حد تک فریش لگ رہی تھی۔کمرے کا دروازہ بند کرتے اُس کی نظر بے ساختہ ازمیر پر پڑی۔آنکھوں میں پہلے پریشانی پھر بے چینی اُتری۔مرحا کے ہاتھ میں موجود کپ کپکپائے۔اُس کی ڈائری ازمیر کے ہاتھ میں تھی۔تیزی سے

آگے بڑھ کر اُس نے کپ ٹیبل پر رکھے اور ازمیر کے قریب آئی۔ازمیر نے ایک نظر اُس کی ڈائری کو دیکھا پھر سکون سے مرحا کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

"کسی کی ڈائری اُس کی اجازت کے بغیر پڑھنا بہت ہی غیر اخلاقی حرکت ہے۔"

مرحا نے ڈائری لینے کیلئے ہاتھ آگے بڑھائے مگر ازمیر نے فوراً ہاتھ اُونچا کر لیا۔شرارت اُس کی آنکھوں میں رقص کر رہی تھی۔

"کسی کی نہیں میری بیوی کی ڈائری ہے تو مجھے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ویسے ایسا کون سا خفیہ راز چُھپا کے رکھا ہے اِس میں؟"

ازمیر رازداری سے بولتا اُسے چڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ایک پل کیلئے وہ گڑبڑائی پھر کچھ سوچتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئی۔

"اِس میں ایسا ویسا کچھ نہیں لکھا تو مجھے چُھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اِس بار وہ پورے اعتماد سے بولی۔

"آر یو شور کہ اِس میں ایسا ویسا کچھ نہیں لکھا؟"

آنکھوں میں رقص کرتی شرارت اب پورے چہرے پر رقصاں تھی۔لبوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے وہ مرحا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"یس آئی ایم شور۔"

مرحا کو لگا اُس نے ڈائری نہیں کھولی۔ تبھی وہ پورے اعتماد سے اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ مگر ازمیر کی اگلی بات نے اُس کے حواس باختہ کیے۔

"اہم اہم تو اِس میں ایک چھوٹی سے غزل لکھی تھی پتہ نہیں کس کیلئے لکھی ہو گی۔"

دائیں ہاتھ کی انگلی گال پر رکھتے وہ سوچنے کی اداکاری کرتے بولا۔مرحا پوری طرح پھنس چکی تھی۔اُس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ازمیر پہلے ہی اُس کی ڈائری پڑھ چکا ہے۔

"...تو عرض کیا ہے"

ایک ہاتھ میں ہوا میں لہراتے ہوئے وہ بولا۔ پھر رُک کر مسکراہٹ دباتے مرحا کو دیکھا۔

"ارے یار ارشاد ارشاد تو بولو۔ اچھا چلو نا بولو میں ایسے ہی سنا دیتا ہوں۔"

دوبارہ ہاتھ ہوا میں لہراتے اُس نے اپنی بات جاری رکھی۔

ہم اہلِ محبت ہیں"

ہمیں نفرتوں سے ناواقف رکھو

کچھ بھی کرو

مگر دل یہ ہمارے نام کرو

بہت جھیل لی ہیں اُداس شامیں

اب بس مسکراہٹوں کا انتظام کرو

www.novelsclubb.com

ہم تنہائی سے گھبراتے ہیں

تم روشنی کا سامان کرو

تھک گئے ہیں تنہا سفر کرتے

اب منزل تک ہمارے ساتھ چلو

فریبِ دنیا ہے یہ

اِس میں ہمارے سنگ جیو

خوشیوں کی بہار میں

تم بھی کھل کر مسکراؤ

جستجو جس کی ہو

بس رب سے فریاد کرو

کچھ زیادہ نہیں

www.novelsclubb.com

بس محبتوں کے جہاں میں

ہمیں جینا ہے مسکرا کے

کہ کوئی درد نا آئے نصیب میں

"بس اتنی سی دعا ہے

نرم آواز میں تسلسل سے پڑھتے وہ اِسی غزل کا حصّہ لگ رہا تھا۔ مرحا سب کچھ بھولے اُس کی آواز کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی۔ ازمیر کے لبوں سے ادا ہوا ہر لفظ خوبصورت تاثر قائم کر رہا تھا۔ غزل ختم کرتے اُس نے مرحا کی طرف دیکھا۔ جو بِنا پلکیں جھپکائے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

بیگم صاحبہ ہوش کی دنیا میں واپس آجائیں۔ آپ کی مانگی گئی دعا قبول ہو چکی ہے۔"

اِس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجاتے وہ ہنسا۔ مرحانے بے چارگی سے اُسے گھورا۔ غزلیں اُسے اپنی یونی لائف میں بہت پسند تھیں۔ وہ اکثر مختلف رسالوں اور کتابوں سے اچھی اچھی غزلیں دیکھ کر اپنی ڈائری میں لکھ لیتی تھی۔ مگر آج بد قسمتی سے وہ ڈائری ازمیر کے ہاتھ لگ چکی تھی۔

"ایک اور غزل بھی لکھی ہے یہاں وہ بھی سناتا ہوں آپ کو ٹھیک ہے بیگم۔"

ہنستے ہوئے وہ پھر سے بولا۔

"رہنے دیں پلیز مجھے یہ واپس کریں۔"

اُس نے ایک دفعہ پھر ڈائری لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ مگر ازمیر نے ہاتھ اُونچا کر دیا۔ اور دوسری غزل پڑھنا شروع کی۔

جب چاروں طرف رات پھیل جائے"

جب دل کے آنگن میں پھول کھل جائیں

جب آنکھیں نئے خواب سجانے لگ جائیں

جب مست سا سرور پھیل جائے

جب مسکراہٹیں گدگدانے لگیں

جب نئی کرن روشن ہو جائے

جب کوئی دل کو بھا جائے

جب اُس کی یادوں میں کھو جائیں

www.novelsclubb.com

جب محبت دل میں انگڑائی لے

جب ہونٹوں پر تبسم پھیل جائے

جب آہٹیں اُس کی سنائی دیں

جب بات محبت سے بڑھ جائے

جب عشق کے حدود میں پہنچ جائے

جب انتظار کی انتہا ہو جائے

جب خواب آنکھوں میں بس جائیں

جب دل چاہت سے لبریز ہو جائے

جب دعائیں حقیقت بن جائیں

"جب ہمیں وہ مل جائیں

www.novelsclubb.com

اُس نے غزل ختم کرتے پھر سے مرحا کو دیکھا۔وہ شرمندگی سے پیر پٹختی صوفے پر بیٹھ گئی۔ازمیر بھی شرافت سے ڈائری رکھتا اُس کے ساتھ بیٹھا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ میری بیوی کو ڈائری لکھنے کی عادت بھی ہے۔"

"ڈائری لکھنا اچھا لگتا ہے مجھے۔"

وہ دھیرے سے بولی۔

"اور اُس کے ذریعے انکل آنٹی سے باتیں کرنا بھی۔"

ازمیر کی بات پر وہ خاموش ہو گئی۔

"سوری میں نے آپ کی ڈائری پڑھ لی۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"ارے نہیں سوری نہیں کریں۔آپ کو پتہ ہے جب میں ڈائری لکھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ میں اپنے ماما بابا سے بات کر رہی ہوں۔وہ میری ہر بات سُن سکتے ہیں۔ایسے بس اپنے دل کو جھوٹی تسلی دے کر مجھے اچھا لگتا ہے۔"

"اچھی بات ہے ویسے بھی اکثر ڈائری آپ کی بہترین دوست ثابت ہوتی ہے۔"

ازمیر کی بات پر مرحا اُداسی سے مسکرائی۔

"ویسے کسی کو مجھ سے محبت بھی ہے۔حیرت ہے یہ بات مجھے اب معلوم ہوئی ہے۔"

www.novelsclubb.com

اُس کا دھیان ہٹانے کیلئے وہ پھر سے شرارتی انداز میں بولا۔

"یہ بہت غلط بات ہے ازمیر۔ میں نہیں بول رہی آپ سے۔"

مرحا گڑبڑا کر اپنی جگہ سے اُٹھتی باہر کی طرف بڑھی۔ ازمیر کے قہقہوں نے دروازہ بند ہونے تک اُس کا پیچھا کیا۔

>><<>><<>><<>>><<>><<>>><<>><<>><<>><<>>>

www.novelsclubb.com

ایک ہاتھ سے موبائل تھامے ارمش مختلف اینگلز سے سیلفی لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر ہر بار تصویر اُس کی مطابق اچھی نہیں آ رہی تھی۔ غصّے سے جھنجھلاتی وہ مناہل کو بُلانے کیلئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ مناہل تو نظر نا آئی مگر اُس کی نظریں عباد

کر جاؤں کی جو سلمیٰ بیگم اور ہاجرہ بیگم کے ساتھ کھڑا ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔ارمش سیدھا اُس کے سر پر جا پہنچی۔

"آنٹی اگر آپ بُرا نا مانیں تو میں تھوڑی دیر کیلئے آپ کے بیٹے کو اُدھار لے لوں۔"

معصومیت سے پلکیں جھپکتی وہ سلمیٰ بیگم سے بولی۔

"وہ یہاں ویو بہت اچھا ہے اور میرے سے سہی پکچرز کلک نہیں ہو رہی مناہل بھی پتہ نہیں کہاں ہے تو مجھے مسٹر پولیس والے میرا مطلب ہے آپ کے بیٹے کی ضرورت ہے۔اِس لیے کچھ دیر کیلئے اِنہیں اُدھار دے دیں۔"

اُن کے بولنے سے پہلے ہی ارمش نے وضاحت کی۔

"ہاں ہاں لے جاؤ میرے بیٹے کو۔کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

سلمیٰ بیگم نے ہنستے ہوئے اجازت دی۔

"تھینک یو سو مچ آنٹی۔چلیں مسٹر پولیس والے فولومی۔"

ارمش کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔عباد نے سلمیٰ بیگم کی طرف دیکھا اُنہوں نے اُسے ارمش کے پیچھے جانے کو بولا۔کندھے اچکاتا وہ اُس کی پیچھے بڑھا۔

"بڑی ہی پیاری بچی ہے۔اللہ پاک نصیب اچھے کرے۔"

اُن کے جانے کے بعد ہاجرہ بیگم نے سلمیٰ بیگم سے کہا۔زرمین بیگم اور تیمور خانزادہ اُن سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے۔

"ہاں پیاری تو بہت ہے ماشاءاللہ۔بس اللہ پاک میرے عباد کو بھی اِس کی جیسی پیاری سی دلہن دیں۔"

www.novelsclubb.com

سلمیٰ بیگم نے آسمان کی جانب دیکھا۔

"اس کی جیسی کیوں یہی کیوں نہیں۔"

ہاجرہ بیگم کی بات پر وہ چونکی۔

میرا بھی دل یہی کہتا ہے مگر ہم میں اور اِن میں بہت فرق ہے ہاجرہ۔ کہاں یہ "
"بڑے لوگ اور کہاں ہم چھوٹے لوگ۔

سلمیٰ بیگم گہری سانس لے کر بولی۔ در حقیقت اُن کی خواہش بھی ارمش کو دیکھنے کے بعد یہی تھی کہ وہ عباد کی بیوی بن جائے۔ مگر وہی سٹیٹس کے فرق کی وجہ سے اُن کی یہ خواہش زبان تک نا آ سکی۔

تم بات تو کر کے دیکھو۔ زرمین اور بھائی صاحب بہت اچھے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا وہ"
اِس قسم کے فرق کو مانتے ہوں گیں۔ ہو سکتا ہیں وہ مان جائیں۔ اور عباد کون سا کسی
"سے کم ہے۔ اچھا خاصا کماتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"ہمم کہہ تو سہی رہی ہو چلو میں پہلے عباد سے بات کر کے دیکھو گی۔"

ہاجرہ بیگم کی بات پر سلمیٰ بیگم کو پھر سے ایک نئی اُمید ملی تھی اپنی دلی خواہش پوری کرنے کی۔ وہ سچے دل سے ارمش کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی۔ گھر جا کر عباد سے بات کرنے کا پکا فیصلہ وہ کر چکی تھی۔

»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«

تیمور کیا کہہ رہا ہے زمان؟ مریرہ اب ٹھیک تو ہے نا؟ مجھے لگتا ہے ہمیں بھی واپس"
"چلے جانا چاہیے۔ پتہ نہیں کیا ہوا ہو گا مریرہ کو۔

زرمین بیگم پریشانی کے عالم میں ایک ہی سانس میں بولی۔

کیا ہو گیا ہے بیگم سانس تو لے لیں۔ زمان کہہ رہا تھا کہ خالی پیٹ سفر کرنے کی"
وجہ سے اُسے وامٹ ہو رہی تھی۔ پھر اچانک بخار ہو گیا تو وہ چاروں واپس گھر چلے
گئے تھے۔ راستے میں ڈاکٹر کو بھی دیکھا دیا تھا۔ اب وہ ٹھیک ہے۔ زمان کہہ رہا تھا
کہ ہم لوگ اب اتنا دور آ ہی گئے ہیں تو کچھ دیر یہاں رُکیں۔ میں بھی یہی کہتا ہوں
"تھوڑی دیر بچے گھوم لیں انجوائے کر لیں پھر واپس چلتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

تیمور خانزادہ نے اُنہیں سمجھایا۔

"اچھا اب وہ کیسی ہے؟ میری بات تو کرائیں۔"

"وہ دوائیوں کی وجہ سے سو رہی ہے۔ بس تھوڑی دیر میں گھر چلتے ہیں پھر آرام سے باتیں کر لیجیے گا۔ اب چلیں ہاجرہ بہن اور سلمیٰ بہن اکیلی بیٹھی ہیں۔ وہ بھی کیا سوچیں گیں کہ پتہ نہیں ہم اُن کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے۔"

"ہاں سہی کہا آپ نے۔ میں ابھی اُدھر ہی جانے والی تھی۔ لیکن ایک بات میری غور سے سنیں ہم تھوڑی دیر تک واپس کیلئے نکل پڑیں گیں او کے۔"

زرمین بیگم نے اُنگلی اُٹھا کر اُنہیں باور کرایا۔

"جو میری بیگم کا حکم۔"

وہ ایک ہاتھ سینے پر رکھ کر سر جھکا کر بولے۔ زرمین بیگم سر جھٹکتی اُن دونوں کی طرف بڑھی۔ اُن کے جانے کے بعد تیمور خانزادہ نے گہری سانس بھری۔ ابھی تو

زرمین بیگم صرف مریرہ کی طبیعت خراب ہونے پر اتنی پریشان ہو رہی تھی اگر اُنہیں اصل بات تیمور خانزادہ بتا دیتے تو وہ تو حد سے زیادہ پریشان ہو جاتی۔ تبھی تیمور خانزادہ نے واپس جانے تک اصل بات اُن سے چُھپانے کا فیصلہ کیا۔

"ٹھک ٹھک ٹھک"

شاہ زمان دروازہ نوک کرتا اجازت ملنے کا انتظار کرنے لگا۔اندر سے آجاؤ کی آواز پر وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔ازمیر بیڈ پر بیٹھا فون استعمال کر رہا تھا جبکہ مرحا صوفے پر بیٹھی کوئی بُک پڑھ رہی تھی۔اُس کے آنے پر دونوں اپنی جگہ سے اُٹھے۔

"کیا ہوا زمان مریرہ ٹھیک تو ہے؟"

مرحا فکر مندی سے بُک ٹیبل پر رکھتی اُس کے قریب آئی۔

"ہاں وہ ٹھیک ہے اور دوائیوں کے زیرِ اثر ابھی بھی سو رہی ہے۔مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی تو میں آ گیا۔"

"اچھا کیا۔آؤ بیٹھو۔"

ازمیر کے کہنے پر وہ صوفے پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ازمیر بھی اُس کے ساتھ بیٹھا جبکہ مرحا بیڈ کے کنارے پر ٹِک گئی۔دونوں سوالیہ نظروں سے اُس کے بولنے کے منتظر تھے۔جو لب بھینچے بولنے کی پیچ وتاب میں تھا۔

"بولو زمان کیا بات ہے؟ہم ہمہ تن گوش ہیں۔"

ازمیر کی بات پر وہ مرحا کی طرف دیکھنے لگا۔

"بھابھی میں جانتا ہوں یہ آپ کیلئے مشکل ہو گا پر میں جاننا چاہتا ہوں کہ انکل اور آنٹی کی ڈیتھ کیسے ہوئی تھی۔"

بے تاثر چہرہ لیے وہ مرحا سے بولا۔ازمیر نے بھی مرحا کی طرف دیکھا۔مرحا کی آنکھوں میں درد مچلا۔اپنے آنسوؤں پر بند ھ باندھے وہ بولنا شروع ہوئی۔

آج سے چھ ماہ پہلے بابا کو اُن کے کسی دوست نے پارٹی میں انوائیٹ کیا تھا۔اور" پوری فیملی کو ساتھ لانے کا کہا تھا۔اُن دنوں مجھے زکام تھا تو میں نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ مگر مریرہ ساتھ جانے پر بضد تھی۔اُسے ایسی تقریبات میں جانا اچھا لگتا تھا جبکہ میں ایسی چیزوں سے دور بھاگتی تھی۔ماما نے کہا کہ اگر جائیں گیں تو دونوں جائیں گیں ورنہ دونوں میں سے کوئی نہیں جائے گا۔زکام کے باعث میری آواز بے حد خراب ہو رہی تھی۔تو بابا نے کہا کہ ہم دونوں گھر پر رُکیں اور وہ دونوں دو تین گھنٹے لگا کر واپس آجائیں گیں۔مریرہ نے بہت ضد کیں مگر ماما نے اُسے ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کروا دیا۔بابا نے اُس سے وعدہ کیا کہ وہ واپسی پر ہمارے لیے ہمارا فیورٹ چاکلیٹ کیک لائیں گیں۔ تبھی ہم دونوں خوشی خوشی گھر بیٹھ گئے۔ہنستے

مسکراتے باتیں کرتے بابا ماما گھر سے روانہ ہوئے۔ ہمیں تو معلوم ہی نہیں تھا کہ اُس دن کے بعد ہم کبھی بھی اپنے ماں باپ سے ہنستے ہوئے باتیں نہیں کر سکیں گیں۔اُن کے نکلنے کے کچھ دیر بعد بارش شروع ہو گئی تھی۔

وہ لوگ گھر سے شام کو چھے بجے نکلے تھے۔ تقریباً آٹھ، نو بجے تک اُنہوں نے واپس آجانا تھا۔ مگر دس بجے تک اُن دونوں کی واپسی کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ہم دونوں بہت پریشان ہو گئیں تھیں۔انتظار کرتے کرتے گیارہ بج گئے۔اتنے میں عباد بھائی بابا کے کسی کام سے گھر آئے تھے۔اُن دنوں اُن کی جاب نئی نئی لگی تھی۔ابھی وہ اندر آئے تھے کہ میرے فون پر کسی کی کال آئی تھی۔ میں اَن نون نمبر نہیں اُٹھاتی ہوں تو میں نے فون عباد بھائی کے حوالے کیا۔عباد بھائی نے کال اٹینڈ کی۔ فون سننے کے بعد اُن کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا تھا۔ ہمارے استفسار کرنے پر اُنہوں نے مختصر کہا کہ ماما بابا کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ ہم یہ سُن کر رونے لگے تھے اور

www.novelsclubb.com

اُن کے ساتھ ہی گھر سے نکلے تھے۔ہاسپٹل کا پتہ اُس آدمی نے نہیں بتایا تھا مگر جس "روڈ پر ایکسیڈنٹ ہوا تھا ہم وہاں پہنچے۔

مرحانے کرب سے آنکھیں میچی۔جس بے رحم یاد سے دل سب سے زیادہ دُکھے اُس کو دوبارہ دہرانا بے حد تکلیف دہ ہوتا ہے۔ازمیر اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے قریب آیا۔اُس کا ہاتھ تھامے وہ اُسے اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔

"....ہم اُس جگہ پہنچے تو بابا ماما کی کار"

ایک بار پھر وہ رُکی۔آنسو تیزی سے اُس کی آنکھوں سے گر رہے تھے۔وہ اذیت ناک منظر اُس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔

ہم اُس جگہ پہنچے تو بابا ماما کی کار بہت بُری حالت میں درخت سے ٹکرائی ہوئی" تھی۔گاڑی کا فرنٹ والا شیشہ بلکل کرچی کرچی ہو چکا تھا۔تیز بارش کی وجہ سے گاڑی آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی تھی۔گاڑی کے آس پاس خون ہی خون تھا۔گاڑی کے قریب ایمبولینس کھڑی تھی اور وہیں سٹریچر پر دونوں کو لٹایا گیا تھا۔اُن لوگوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نے ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی ماما بابا کے ختم ہونے کا بتا دیا تھا۔ مریرہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے دونوں کی بہت لاڈلی تھی۔ یہ سننے کے بعد وہ برداشت نہیں کر سکی اور بیہوش ہو گئی۔ میں بھی اُس وقت صدمے سے نڈھال تھی۔ چنانچہ ہم جیسے تیسے گھر پہنچے۔ دونوں کو گھر لایا گیا جب مریرہ کو ہوش آیا تو وہ بہت بلکل خاموشی سے دونوں کا چہرہ تک رہی تھی۔ جنازہ لے جانے کے وقت بھی وہ بلکل نہیں روئی۔ سب نے کہا کہ اُس کا رونا ضروری ہے ورنہ یہ پاگل ہو جائے گی۔ میں اُس کے گلے لگ گئی۔ یہاں تک کے اُسے بہت زور سے تھپڑ بھی مارا۔ مگر مجال ہے جو ایک آنسو بھی اُس کی آنکھ سے گرا ہو۔ عباد بھائی نے کہا کہ ابھی اِسے کچھ نا کہو یہ صبح تک ٹھیک ہو جائے گی نہیں تو کسی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گیں۔ پھر رات کو سب کے جانے کے بعد جب میں اور مریرہ اپنے کمرے میں اکیلے تھے۔ تب میں خاموشی سے بیڈ پر بیٹھی تھی وہ خود میرے پاس آئی۔ میری گود میں سر رکھ کر وہ صرف اتنا بولی۔

www.novelsclubb.com

بابا اور ماما نے وعدہ کیا تھا وہ جلدی آئیں گیں اور ہمارے لیے چاکلیٹ کیک لائیں"
"گیں۔آپو اُنہیں نے وعدہ توڑ دیا۔وہ اب کبھی واپس نہیں آئیں گیں۔

اتنا کہتے ہی وہ رونے لگی۔تب پہلی اور آخری بار میں نے اُسے اتنا روتے دیکھا تھا۔وہ روتے روتے میری گود میں سر رکھ کر ہی سو گئی تھی۔وہ رات قیامت کی رات تھی۔مریرہ اور میں نے اُس رات ایک نہیں اپنے دونوں عزیز ہستیوں کو کھویا تھا۔جب اگلی صبح مریرہ اُٹھی تو وہ بلکل ہی بدل چکی تھی۔چھوٹی سی مریرہ ایک دم سے بہت بڑی اور سمجھدار لگنے لگی تھی۔ہاں بعض دفعہ وہ نیند میں وہی منظر دیکھ کر ڈر جاتی تھی۔مجھے لگا وقت کے ساتھ اُس کے زخم بھر گئے ہوں گیں مگر مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ زخم اندر ہی اندر اُسے کھا رہے تھے۔اور بظاہر ہنستی مسکراتی مریرہ اندر سے اِس قدر خوف کا شکار ہو گئی تھی کہ وہ خوف اب اُس ک بیماری کی وجہ بن
"گیا ہے۔

www.novelsclubb.com

بات مکمل کرتے مرحا نے آنسوں صاف کیے۔شاہ زمان نظریں جھکا کر بیٹھا تھا۔اُس کی بات کی اختتام پر اُس نے سر اُٹھایا۔

"بھابھی میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں اُس کا ہر خوف دور کر دوں گا۔آپ پریشان نا ہوں وہ اب شاہ زمان خانزادے کی ذمہداری ہے۔"

مرحا نے تشکر بھری نظروں سے اُسے دیکھا۔شاہ زمان کو اپنے خواب کی تعبیر اب سمجھ آئی تھی۔خواب میں مریرہ اُسے اپنا مسیحا کہتی تھی اور واقع اللہ نے اُسے ہی مریرہ کا مسیحا بنا کر بھیجا تھا۔مریرہ کا بھرپور ساتھ دینے کا عہد کرتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

خانزادی صاحبہ یہ آپ کہاں لے آئی ہیں مجھے؟ کچھ راستوں کا علم ہے بھی یا بس" "اپنی سیلفیوں کے چکر میں آپ ہم دونوں کو یہاں گُما چکی ہیں۔

عباد نے درخت کر ہاتھ رکھ کر ارمش سے پوچھا جو آنکھیں گھمائے یہاں وہاں راستہ پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ لوگ سیلفی لینے کیلئے کافی آگے آ گئے تھے۔ اور اب واپس جانے کے وقت وہ دونوں ہی راستہ بھول چکے تھے۔

مسٹر پولیس والے اگر میں راستہ بھول بھی گئی ہوں تو آپ کو تو کم از کم یاد ہونا" چاہیے تھا۔ ایک راستہ بھی صحیح سے یاد نہیں ہے آپکو۔ پتہ نہیں کس نے آپ کو "پولیس والا بنا دیا ہے؟

اپنی غلطی چھپانے کی خاطر وہ اُسی پر چڑھ دوڑی۔ عباد نے ائیبرو اچکا کر اُس کی ہوشیاری دیکھی۔

www.novelsclubb.com

خانزادی صاحبہ چاکلیٹ اور سیلفی کے علاوہ بھی کچھ یاد رکھ لیتی تو کروڑوں کا بل" نہیں آجاتا۔اور اوپر سے مجھے ہی سنا رہی ہیں آپ۔وہ کیا کہتے ہیں ہاں ایک تو چوری "اوپر سے سینا زوری۔

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔ارمش نے اپنی بیوقوفی پر خود کو دل میں سرزنش کیا۔اُس کی بات تو سچ ہی تھی ایک اچھی سی تصویر بنوانے کی خاطر وہ اُسے بھی اپنے ساتھ پتہ نہیں کہاں لے آئی تھی۔

"اب مرکبے میں بعد میں جانا راستہ ڈھونڈو پہلے میرے ساتھ۔"

اُسے سوچوں میں غرق دیکھ کر وہ جھنجھلا کر بولا۔

ایک تو مسٹر پولیس والے آپ پہلے میری چاکلیٹ کو نشانہ نابنایا کریں۔دوسرا یہ" "کہ محاوروں کو گولی ماریں اور سوچیں ہم آئے کس طرف سے تھے؟

منہ بنا کر کہتی وہ پھر سے چلنے لگی۔

"کیوں نا بناؤ تمہاری چاکلیٹ کو نشانہ؟ میں نشانہ کیا سیدھا تمہاری چاکلیٹ کو ہی گولی مار دوں گا۔"

ساری اخلاقیات کو دفعہ کرتے وہ آپ سے تم پر اُتر آیا تھا۔

"میری چاکلیٹ کی طرف گندی نظر سے دیکھا بھی نا تو میں تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گی نقلی پولیس والے۔"

اور بات جب چاکلیٹ پر آتی تھی تو ارمش میڈم خونخوار بن کر پوری دنیا سے لڑنے کو تیار ہو جاتی تھی۔

"توبہ ہے لڑکی ایک چاکلیٹ کے پیچھے تم اتنی زبان چلا رہی ہو۔ جیسے چاکلیٹ نہیں آکسیجن ہو گئی۔ جس کے بغیر تمہیں سانس بھی نہیں آئے گا۔"

عباد نے بلآخر کانوں کو ہاتھ لگایا۔ وہ اِس لڑکی سے چاکلیٹ کے ٹوپک پر مزید بحث کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔

"..... میرے لیے وہ آکسیجن ہی"

"بسسسسسس"

اِس سے پہلے کہ ارمش پھر سے بھڑک کر کوئی جواب دیتی احمد مناہل کے ساتھ وہاں پہنچتے ہوئے زور سے بولا۔ جب کافی دیر سے ارمش اور عباد واپس نہیں آئے تو احمد مناہل کو ساتھ لیے اُنہیں ڈھونڈنے نکلا تھا۔ مگر یہاں پہنچ کر دونوں کو بیچ راستے میں رُک کر چاکلیٹ کیلئے بحث کرتے دیکھ کر اُس کا سر پیٹنے کا دل کیا۔

"بس بہت ہو گیا تم دونوں کا۔ حد ہے نا جگہ دیکھتے ہو نا موقع دیکھتے ہو بس فضول بحث شروع کر دیتے ہو۔ تم عباد صاحب ویسے تو بڑے اے-ایس-پی بنے پھرتے ہو ایک لڑکی سے صرف ایک چاکلیٹ پر لڑنے لگ جاتے ہو تُف ہے تم پر۔ اور ارمش صاحبہ آپ مانا کہ چاکلیٹ آپ کو بہت سے کئی زیادہ پسند ہے مگر اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ہر جگہ اپنی چاکلیٹ کے گن گاتی رہیں۔ اور جو اُس کی بُرائی کرے اُسے بحث کرنے لگ جائیں۔"

احمد غصّے سے پھٹ پڑا۔وہ تنگ آ گیا تھا ہر روز اِس چاکلیٹ کی بحث سُن سُن کے۔ارمش اور عباد خاموش کھڑے اُس کی ڈانٹ سُن رہے تھے۔جبکہ مناہل بھی خاموش کھڑی کبھی احمد کو دیکھتی تو کبھی اُن دونوں کو بھیگی بلی بنا دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"میں نہیں لڑتا۔"

اُس کے خاموش ہوتے ہی عباد منمنایا۔

"میں بھی ہر کسی سے نہیں لڑتی۔"

ارمش بھی منہ بنا کر بولی۔

بس اب آواز نا نکلے دونوں کی۔چلو شام ہونے کو ہے واپس بھی جانا ہے۔چلو"

"مناہل۔

www.novelsclubb.com

احمد دونوں کو گھورتے ہوئے مناہل کا ہاتھ پکڑتا آگے بڑھا۔ارمش اور عباد نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ارمش ہنہہ کرتی اُن کی پیچھے گئی۔

"پاگل کہیں کی۔"

عباد بھی بڑبڑا کر بولتا اُن تینوں کے پیچھے چلنے لگا۔

>><<>><<>><<>><<>>><<>><<>><<>><<>>><<>><<>><<

www.novelsclubb.com

وہ ایک سے پینٹنگ بنانے میں مصروف تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے سیگریٹ پھونک رہا تھا۔ہاتھ مہارت سے تصویر میں رنگ بھرنے میں مصروف تھے۔چہرے کے تاثرات ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھے۔اُس سے کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھی مریرہ بظاہر ناول پڑھنے میں مصروف تھی۔مگر ساری توجہ اُس کی پینٹنگ پر تھی۔گاہے

بگاہے نظر اُس کی پینٹنگ پر ڈالتی وہ عدم دلچسپی سے کتاب کے ورک پلٹ رہی تھی۔

"سنو یہ لائٹر پکڑانا۔"

اُس کی نظروں کی تپش شاہ زمان باخوبی خود پر پڑتے محسوس کر رہا تھا۔ایک سیگریٹ ختم ہونے کے بعد وہ دوسری سیگریٹ سلگانے لگا تھا جب لائٹر مریرہ کے سامنے پڑی ٹیبل پر دیکھا۔اُس کے مخاطب کرنے پر مریرہ اُس کی بات نظرانداز کرتی واپس اپنی پوری توجہ کتاب پر مذکور کر چکی تھی۔

"تم سے بات کر رہا ہوں۔میرے ہاتھ فارغ نہیں ہیں۔اِس لیے لائٹر اِدھر دو مجھے اُٹھا کر۔"

وہ اپنے ہاتھ روکتا مریرہ کی طرف مڑ کر بولا۔مریرہ نے کتاب سے نظریں ہٹا کر اُسے دیکھا پھر سامنے پڑے لائٹر کو۔پھر دوبارہ سے اَن سنی کرتی کتاب پڑھنے لگی۔

"بہری ہو کیا؟ بات سمجھ نہیں آ رہی میری۔"

اُس کی بات پر مریرہ کتاب صوفے پر پٹختی اُٹھی۔ شاہ زمان اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اُس نے لائٹر اُٹھایا اور شاہ زمان کے قریب آئی۔ اُس کے ہاتھ میں پکڑی سیگریٹ لیتی وہ دونوں چیزیں ڈسٹ بن میں پھینک چکی تھی۔

"بیوقوف لڑکی یہ کیا حرکت ہے؟"

وہ جل کر بولا۔

"یہ لیں پکڑیں۔ یہ کھایا کریں آپ۔"

اپنے بیگ سے چیونگم نکال کر اُس کے خالی ہاتھ میں رکھی۔ شاہ زمان غصّہ کرنے کی بجائے مسکرانے لگا۔

"میرا ہاتھ فارغ نہیں ہے مسز تو کھول کر دے دیں پلیز۔"

اُس کے مسکرا کے بولنے پر مریرہ جی بھر حیران ہوئی۔اُسے شاہ زمان کا رویہ اچانک بدلنے کی توقع نہیں تھی۔چیونگم کا ریپر کھولتے اُس کی طرف بڑھایا۔شاہ زمان نے آرام سے چیونگم لے کر منہ میں ڈالی۔اور دوبارہ پینٹنگ میں مصروف ہو گیا۔

"زیادہ حیران مت ہو میں خود اِس سیگریٹ سے تنگ آ گیا ہوں۔یہ عادت میرے ساتھ سائے کی طرح چپک کر رہ گئی ہے۔میں یہ سب چھوڑنا چاہتا ہوں۔"

پینٹنگ مکمل کرتے وہ سنجیدگی سے مریرہ کی طرف مڑا۔

"آپ اگر سچے دل سے کوشش کریں گیں تو ضرور کامیاب ہو گیں۔"

"تم میرا ساتھ دو گی؟"

شاہ زمان نے سوالیہ نظروں سے اُس دیکھا۔

"ہاں ضرور مجھے خوشی ہو گی آپ کے کام آ کر۔"

وہ مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"تو ٹھیک ہے پھر میرے سے ایک وعدہ کرو۔"

"کیسا وعدہ؟"

یہ کہ اگر میں سیگریٹ چھوڑو گا تو تم بھی اپنے خوف پر قابو پانے کی کوشش کرو"
"گی۔

اُس کی بات پر مریرہ کا رنگ زرد پڑا۔آنکھوں میں خوف تیرنے لگا۔

"ککون سا خوف؟"

دیکھو مریرہ میں سب جانتا ہوں کہ انکل آنٹی کی ڈیتھ کے بعد تم ایک اَن دیکھے"
خوف میں مبتلا ہو۔اور اُس خوف کی وجہ سے تم بارش سے نفرت کرتی ہو۔گاڑی
"میں بیٹھنے سے بھی گریز کرتی ہو۔اور اکثر راتوں کو سو بھی نہیں پاتی۔

شاہ زمان نے اُس کی آنکھوں میں نمی دیکھی تھی۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

مجھے کیسے معلوم ہوا یہ جاننا تمہارے لیے ضروری نہیں ہے۔ضروری یہ ہے کہ "
اب اِس خوف کو ختم کیسے کرنا ہے؟انسان اگر چاہے ناتوا پنے خوف پر قابو پا سکتا ہے
"مگر اُس کیلئے پختہ ارادے کی ضرورت ہوتی ہے۔

شاہ زمان نرمی سے اُسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

مجھے کسی بات کا خوف نہیں ہے سمجھے آپ۔اور پلیز میرے سے آئندہ ایسے ٹاپک "
"پر بات مت کریے گا۔

وہ سخت لہجے میں زرا اونچی آواز میں بولی۔شاہ زمان کی آنکھوں میں غصّہ اُبھرا۔لب
سختی سے بھینچے وہ مریرہ کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

میرے سے تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کیا کرو۔اور آواز آہستہ رکھا"
"کرو۔اُونچی آواز سخت بُری لگتی ہے مجھے۔

اُسے بازوؤں سے جکڑے وہ سرد لہجے میں بولا۔غصّے سے سُرخ آنکھیں مریرہ کی آنکھوں پر ٹکی تھی۔مریرہ کی آنکھوں میں آنسو اکٹھے ہونے لگے۔

"اونہہ یہ آنسو بہانے کیلئے نہیں ہوتے۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر آنسو بہانا انسان کو کمزور بنا تا دیتا ہے۔"

اُس کے آنسو دیکھ کر وہ کچھ نرم پڑا۔ہاتھ بڑھا کر اُس کی گال پر گرا آنسو صاف کیا۔

"میں نے بھی اپنے ایک خوف پر قابو پایا تھا۔اُس خوف کی تکلیف مجھے آج بھی ہوتی ہے۔اِس لیے میں نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا کسی بھی قسم کے خوف کی تکلیف برداشت کرے۔اگر ارادہ بن جائے تو مجھے بتا دینا۔میں تمہارا ساتھ دینے کیلئے ہمیشہ حاضر رہوں گا۔"

ہاتھ چھوڑتا وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔پیچھے مریرہ اُس کی باتوں پر غور کرنے کیلئے مجبور ہو گئی۔

«»»»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«

"مرحا آپی یہ کچھ آرڈرز آئیں ہیں۔"

مناہل ہاتھ میں لیپ ٹاپ پکڑے کیچن میں داخل ہوئی۔مرحا لیمن کلر کے سوٹ میں ملبوس دوپٹہ سر پر اُوڑھے سلاد بنانے میں مصروف تھی۔ساتھ ہی پستہ کلر کا سوٹ میں ملبوس مریرہ اپنے فون میں بیزی تھی۔

شکر کچھ تو آرڈرز آئے۔مجھے تو لگنے لگا تھا کہ ہم نے آن لائن سیٹ اپ کر کے غلطی کر دی ہے۔"

اُس کی بات سُن کر مرحا نے شکر کا سانس لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اُففففف آپو کوئی بھی کام ایک دم سے کامیاب نہیں ہوتا۔وقت لگتا ہے آہستہ "

آہستہ سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ہاں مناہل مجھے سارے آرڈرز لکھوادو ڈیٹیلز کے

"ساتھ۔میں ایک ساتھ ہی سب آرڈرز ڈسپیچ کرواؤں گی۔

وہ دونوں وہیں کچن میں رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔اور باقی کی باتیں ڈسکس کرنے

لگے۔

"مرحابھا بھی آپ کو میر بھائی بُلا رہے ہیں۔"

ارمش کی اطلاع دینے پر وہ سلاد مکمل کرتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

"ہاں بھئی کیا ہو رہا ہے؟"

"کام"

ارمش کے پوچھنے پر مناہل اور مریرہ ایک ساتھ بولے۔نظر ملنے پر دونوں ہی ہنسنے

لگے۔

www.novelsclubb.com

"آپ دونوں کے گھر مہمان آئیں گیں۔"

ارمش سلاد والی پلیٹ سے دو تین کھیرے اُٹھا کر دانتوں سے کترتے بولی۔وہ دونوں ناسمجھی سے ارمش کو دیکھنے لگے۔

"ارے یار جب دو لوگ ایک ساتھ بولیں نا تب اُن کے گھر مہمان آتے ہیں۔"

وہ سر پر ہاتھ کر بولی۔

واہ کیا لوجک ہے۔ویسے ابھی تو یہی ہمارا گھر ہے تو مریرہ کہیں وہ مہمان ارمش کا"
"رشتہ لینے کیلئے ہی نا آجائیں۔

www.novelsclubb.com

مناہل شرارت سے بولی۔احمد کے ساتھ بات کر کے وہ کافی حد تک بہتر ہو گئی تھی۔اور کچھ ارمش اور مریرہ نے اُس کو باتوں اور کاموں میں اُلجھا دیا تھا۔جس کی وجہ سے وہ اب نارمل ہو گئی تھی۔مریرہ کی بھی اُس دن کے بعد شاہ زمان سے کوئی

بات نہیں ہوئی تھی۔وہ شاہ زمان کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی۔یا شاید وہ اپنی کمزوری شاہ زمان پر واضح ہونے کے بعد اُس کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔

میرا رشتہ لینے کوئی نہیں آئے گا۔کیونکہ ارمش خانزادی اپنا رشتہ خود لے کر" "جائیں گیں۔

وہ بالوں کو جھٹکتی ایک ادا سے بولی۔ہلکی بھوری آنکھیں شرارت سے بھرپور چمک رہی تھی۔اندر آتی زرمین بیگم نے اُس کی بات باخوبی سُنی۔

"کون لے کر جا رہا ہے اپنا رشتہ ؟"

سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولی۔ارمش نے اُس کی آواز سنتے سختی سے آنکھیں میچتے زبان دانتوں میں دبائی۔مناہل اور مریرہ اُس کے انداز پر ہنسنے لگے۔

ماماوہ مناہل کہہ رہی تھی کہ اُس کا نکاح سمپل ہوا تھا مطلب بِنا رشتہ مانگے ہی نکاح "ہو گیا۔اور کسی کو تو اُس کی پرواہ ہے نہیں تو وہ اب اپنا رشتہ خود مانگنے جائے گی۔

ارمش کی بات کر مناہل منہ کھول کر پھٹی ہوئی نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔

"مناہل کا نام لگا کر کوئی خود اپنے دل کے ارمان پورے کرنا چاہتا ہے ہمممم۔"

زرمین بیگم نے اُس کا کان پکڑ کر موڑا۔

آئیییی ظالم عورت میرے کان چھوڑ دیں پلیز۔اگر میرا کان اُتر گیا تو کون مجھ "بیچاری سے شادی کرے گا۔

کان چُھڑوانے کی کوشش کرتی وہ ڈرامائی انداز میں بولی۔

"بیچاری تم نہیں ہو بیچارہ تو وہ ہو گا جس کی قسمت تمہاری وجہ سے پھوٹے گی۔"

شاہ زمان نے اندر آتے ہوئے اُس کی آخری بات سنی تھی۔ تبھی مزاحیہ انداز میں گویا ہوا۔مریرہ کی نظر اُس پر پڑی۔بال جل لگا کر سیٹ کیے ہوئے تھے۔کالی

آنکھیں ہمیشہ کی طرح ویران اور بے تاثر تھی۔ جبکہ لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے تھے۔ گرے کلر کا تھری پیس سوٹ پہنے وہ ابھی آفس سے آیا تھا۔ ماتھے کی پٹی اب اُتر چکی تھی۔ مگر بازو والی ابھی ویسے ہی تھی۔ کیونکہ ایکسیڈنٹ میں اُس کا بازو زیادہ متاثر ہوا تھا تو اِس وجہ سے بازو پر پٹی ابھی موجود تھی۔

"ہنہہ چھوٹی قسمت شاہ بھائی جس کو ارمش خانزادی ملے گی نا وہ تو اللہ کا شکر ادا کرتے نا تھکے گا۔"

زرمین بیگم کی گھوریوں کے باوجود وہ خود کو بولنے سے نہیں روک پائی تھی۔

"زرا شرم نہیں ہے اِس لڑکی میں۔ مجال ہے جو بھائی کے سامنے ایسی باتیں کرنے سے گریز کرے۔ بے شرم تیرا بڑا بھائی ہے اُس کے سامنے اپنی شادی کی باتیں کر رہی ہے۔"

زرمین بیگم نے اُس کے بازو پر زور سے چپت لگائی۔اِس سے پہلے کہ ایک اور پڑتی وہ پھرتی سے کچن کے دروازے کی طرف دوڑی۔

"ماما شادی کی بات نہیں کر رہی تھی۔بس آپ کے خوشنصیب داماد کا ذکر رہی تھی۔جس کی قسمت میری وجہ سے چمک جائے گی۔"

دروازے سے جھانک کر بولتی اُس نے دو سو کی سپیڈ سے دوڑ لگائی۔پیچھے مریرہ اور ارمش نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"توبہ ایک تو آجکل کی لڑکیوں میں زرا شرم وحیا نہیں ہے۔اب تو مجھے بھی اپنے بے چارے داماد کے ساتھ ہمدردی ہو رہی ہے۔"

وہ نفی میں سر ہلا کر بولتی آخر میں خود بھی ہنس پڑی۔

www.novelsclubb.com

"ارے عباد بیٹا بند کر اِس منحوس کو اور آرام سے چائے پی لے پہلے۔"

کان سے فون لگائے وہ مسلسل کسی سے بحث کرنے میں مصروف تھا۔ سلمیٰ بیگم نے چائے کا کپ اُس کے قریب رکھا۔اُن کو ہاتھ کے اشارے سے رُکنے کا اشارہ کرتے اُس نے دو تین باتیں سُنا کر غصّے سے فون بند کیا۔

"کیا بات ہے بیٹا اتنے غصّے میں کس سے بات کر رہا تھا؟"

امی یہ کچھ پولیس والے نا رشوت لے کر باقی پولیس والوں کے نام پر بھی رشوت"

"خور کا دھبہ لگا دیتے ہیں اور دوسرا ملک سے غداری الگ کرتے ہیں۔

وہ غصّے سے دوسرا نمبر ملانے لگا۔ سلمیٰ بیگم خاموش ہو گئیں۔وہ جانتی تھی کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ کبھی بھی غلط بات برداشت نہیں کرتا تھا۔

"...ہیلو احمد"

ہاں تم نے میرا کام کیا۔ یار میں نے رشوت لینے سے انکار کیا تو وہ ذلیل انسان اب" دھمکیوں پر اُتر آیا ہے۔ میں بتا رہا ہوں جلد سے جلد کوئی پکا بندوبست کرو اُس کا ورنہ "میں خود اُس ذلیل انسان کو گولی مار دوں گا۔ ہاں کچھ دیر میں مجھے ملو۔

عباد نے فون بند کرتے ٹیبل پر پٹخا۔ ایک ہاتھ سے سر کو مسلتے اُس نے دوسرے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑا۔

"میری بات سُن عباد۔"

سلمیٰ بیگم اُس کے قریب آ کر بیٹھی۔

"تجھے یاد ہے تیرے ابّا نے تیرے پولیس میں بھرتی ہونے پر کیا کہا تھا؟"

سلمیٰ بیگم نے اُس کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔

رشوت چاہے جو مرضی پولیس والا لے یہ اُس کا ذاتی معاملہ ہے۔ ہمیں کسی کے" ذاتی معاملے میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اصل پولیس والا تو وہی ہوتا ہے جو بِنا

مفاد کے ملک سے وفاداری نبھائے اور بُرائی کو روکنے کیلئے اچھائی کو اپنی طاقت بنا لے۔"

عباد نے حرف باحرف اپنے ابّا کی کہی بات دہرائی۔ سلمیٰ بیگم اُس کے حرف باحرف بولنے پر مسکرائی۔

"اور اگر اصل ہیرو بننا ہے تو بُرائی کرنے والے سے نفرت نا کرو بلکہ بُرائی سے نفرت کرو۔ کیونکہ ہر بُرے کام کے پیچھے کسی نا کسی کی کوئی مجبوری یا ضرورت چُھپی ہوتی ہے۔ جو اُسے بُرائی کی دنیا میں دھکیلتی ہے۔ بُرائی کو بُرا کہنے کی بجائے اُسے بدلنے کی کوشش کرو۔"

www.novelsclubb.com

ساری بات دہراتے وہ خود بھی پُر سکون ہو گیا تھا۔

"ہر انسان اپنی زندگی کی کہانی میں معصوم ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے کی کہانی میں وہ خود کو اچھا ثابت کرنے کیلئے کبھی نا کبھی میں بُرا بن ہی جاتا ہے۔"

سلمیٰ بیگم نے اُدھوری بات مکمل کی۔

"سمجھ گیا میں امی۔ مگر بعض دفعہ بُرائی کو روکنے کیلئے ہمیں بُرا بھی بننا پڑتا ہے۔ مگر آپ فکر نا کریں آپ کا بیٹا کبھی کوئی غلط کام کر کے ملک سے غداری نہیں کرے گا۔"

اُن کے ماتھے پر پیار کرتے وہ جلدی سے چائے ختم کرنے لگا۔اب وقت آگیا تھا کہ بُرائی کو جڑ سے اُکھاڑ کر ہی پھینک دیا جائے۔ بُرائی کو روکنا نہیں تھا ختم کرنا تھا۔

<>

آسمان ستاروں سے جگمگا رہا تھا۔لاکھوں کی تعداد میں چمکتے ستاروں کے بیچ میں چمکتا ایک مکمل چاند ہر چیز سے زیادہ پُر کشش لگ رہا تھا۔ ٹھنڈی سرد ہوائیں کپکپانے پر

مجبور کر رہیں تھیں۔اپنی بازوؤں کے گرد شال کو مضبوطی سے تھامے وہ خاموش نظروں سے چاند کی مکمل خوبصورتی کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اُتار رہی تھی۔

"خوبصورت اور پُرکشش چاند کو کبھی بھی مکمل سمجھ کر اُس سے متاثر ہونے کی کوشش مت کرنا۔کیونکہ چاند میں موجود داغ اُس کے مکمل ہونے کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹ بن جاتے ہیں۔"

چائے کا مگ اُس کی طرف بڑھاتے شاہ زمان کی آواز نے خاموشی میں خلل پیدا کیا۔مریرہ نے آرام سے مگ تھام لیا۔مگ میں موجود چائے شدید گرم تھی تبھی اُس کی حدت مگ پکڑنے پر صاف محسوس ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں چاند کے داغ اُسے مکمل نہیں ہونے دیتے مگر اُس کی خامی اُس کی خوبصورتی کے سامنے چھوٹی پڑ جاتی ہے۔"

مریرہ کہتی ہوئی مڑی۔اب دونوں بلکل آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"مجھے آپ کی آفر منظور ہے۔"

مگ کے کناروں پر انگلی پھیرتی وہ دھیرے سے بولی۔ شاہ زمان نے سامنے سے نظریں ہٹا کر اُس کی طرف دیکھا۔

"مگر اب میں کوئی بھی آفر کو پورا نہیں کرنا چاہتا۔"

لبوں تک جاتا مگ وہیں بیچ میں ٹھہر گیا۔ مگ پر اُس کی گرفت مزید مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔

"لیکن کیوں۔ اگر میری بات بُری لگی ہے تو میں معافی مانگتی ہوں۔ بعض دفعہ میرا رویہ واقع ناقابلِ فراموش ہوتا ہے۔ آپ پلیز مجھے معاف کر دیں۔"

اضطرابی کیفیت میں اُس نے کپ ٹیرس پر بنے ستون پر رکھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ بس میں خود کو سیگریٹ چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔"

بِنا نظریں ملائے وہ بولا۔

"مگر آپ نے ہی تو کہا تھا کہ کوشش کرنے سے سب ہو سکتا ہے۔"

"ہاں کہا تھا پر میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ معلوم نہیں کہاں سے شروع کروں"

"مگر اب میں مزید اِس بوجھ کو اُٹھا کر تمہیں اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا۔

وہ مریرہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ دونوں کی نظریں ملی۔ شاہ زمان کی بے تاثر آنکھوں میں آج عجب ہی عالم تھا۔ مریرہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی کھٹکی۔

"میں اپنے ماضی کے سب سے بڑے راز کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ شاید یہ سب سننے کے بعد تم مجھے چھوڑ جاؤ۔ مگر میں آج اِس بوجھ سے آزاد ہونا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

مریرہ ساکت کھڑی تھی گویا جیسے سانس تک نا چل رہی ہو۔ تو کیا وہ لمحہ آگیا تھا جس سے وہ بھاگ رہی تھی؟ کیا آج شاہ زمان خود اپنے منہ سے اُسے اپنی محبت کی داستان سنانے والا تھا۔ کیا اُس میں اتنا ظرف ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اُس کی محبت سے لیکر

شادی تک کی کہانی سُن سکے گی؟ ساکت وجود میں ہلچل ہوئی۔ تھوک نگلتی وہ رُخ موڑ گئی۔ شاید اپنے آنسو چھپانا چاہتی تھی۔

"ہو سکتا ہے میں وہ سب سننے کے بعد بھی یہی ہوں۔"

لہجے پر قابو پاتے اُس نے نمی اپنے اندر اُتاری۔

"مطلب"

شاہ زمان نے بازو سے پکڑ کر اُس کا رُخ دوبارہ اپنی طرف موڑا۔

"مطلب جو کچھ آپ بتانا چاہ رہے ہوں شاید میں وہ سب پہلے سے جانتی ہوں۔"

وہ لڑکی بلا کی پُراعتماد تھی۔ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی وہ دھیرے سے گویا ہوئی۔ شاہ زمان نے اُس کی بات کا مطلب سمجھتے جھٹکے سے اُس کا بازو چھوڑا۔

"...بھائی"

www.novelsclubb.com

ازمیر کا عکس دماغ میں اُبھرتے وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا وہاں سے نکل گیا۔اُس کے جانے کے بعد مریرہ نے گہری سانس خارج کی۔ایک آنسو تیزی سے اُس کی گال پر بہا۔فوراً سے گال رگڑتی وہ آنسو کا نام و نشان ہی مٹا چکی تھی۔

اگر مکمل یہ چاند بھی نہیں"

"تو انسان کیوں کرتا ہے دعویٰ مکمل ہونے کا

چاند کو ایک نظر دیکھتے اُس نے زیرِ لب دوہرایا۔ستون پر پڑی چائے کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔کیونکہ چائے پینے والے تو اب واپس اپنے اپنے خول میں بند ہو گئے تھے۔چاند نے اُداسی سے ٹھنڈی چائے کو دیکھا۔ہاں وہ تو خود مکمل نہیں ہے تو پھر انسان کیسے مکمل ہونے کا دعویٰ کرتا پھرتا ہے۔اِس دنیا میں مکمل تو کوئی بھی نہیں

ہے۔اگر کوئی مکمل ہوتا بھی ہے تو وہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔جو ہر عیب سے پاک ہوتی ہے۔

»«

"....بھائی"

ٹھاہ کی زوردار آواز سے دروازہ کھولتا وہ غصّے سے اندر داخل ہوا۔ازمیر بیڈ پر لیپ ٹاپ اُٹھا کر بیٹھا تھا۔اُس کے آنے پر لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھ کر اُٹھا۔

"آرام سے زمان دروازہ توڑنا ہے کیا؟"

www.novelsclubb.com

خفگی سے کہتا وہ اُس کے قریب آیا۔ مگر شاہ زمان کے چہرے پر نظر ڈالتے وہ چونکا تھا۔ شاہ زمان کا چہرہ ضبط سے سُرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں اضطرابی سی کیفیت تھی۔

"زمان سب ٹھیک ہے؟"

ازمیر فکر مندی سے اُس کے قریب آیا۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا بھائی۔"

بے بسی سے بولتے اُس کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں... میں نے زمان... میں نے کیا کیا ہے؟"

شاہ زمان کی آنکھوں میں نمی دیکھتے وہ ہکا بکا رہ گیا۔

"آپ نے اُسے سب بتا کر اچھا نہیں کیا۔"

کافی ضبط کرنے کے باوجود بھی ایک آنسو تیزی سے اُس کی گال پر لڑھک گیا۔ازمیر دنگ کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے مریرہ کو سب بتا کر اچھا نہیں کیا۔وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گی بھائی۔آپ نے اُسے کیوں بتایا کہ فریحہ سے میری شادی صرف میرے کیے گئے جُرم کے باعث ہوئی تھی۔اگر وہ سب نا ہوا ہوتا تو شاید میں کبھی فریحہ سے شادی نا کرتا۔"

وہ قد آور مرد زمین پر بیٹھا بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔ازمیر تیزی سے اُس کے قریب آیا۔

www.novelsclubb.com

"...دور رہیں مجھ سے"

وہ زور سے چلایا۔

"زمان.... زمان میری بات سنو.... میں نے اُسے صرف یہی کہا تھا کہ تمہاری شادی فریحہ سے صرف اور صرف باباسائیں کی وجہ سے ہوئی تھی۔اور فریحہ نے تم سے دوستی کی تھی اور تم نے اُسی دوستی کے باعث فریحہ کو اپنی بیوی بنایا تھا۔میں نے اُسے اُس دن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا یقین کرو میرا۔"

ازمیر اپنی صفائی دیتے بولا۔شاہ زمان نے زخمی نظروں سے اُسے دیکھا۔

"وہ مجھ سے نفرت کرے گی بھائی۔میں اُس کی نفرت بھری نگاہوں کا سامنا نہیں کر پاؤں گا۔"

شاہ زمان تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔ازمیر دھیرے سے اُس کے قریب زمین پر بیٹھا۔

"وہ تم سے محبت کرتی ہے زمان۔وہ تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی۔"

ازمیر کی بات شاہ زمان نے زوردار قہقہہ لگایا۔

ہاہاہاہاہاشاہ زمان خانزادہ سے بھی کوئی محبت کر سکتا ہے۔میں محبت نہیں نفرت"
"کے قابل ہوں سُنا آپ نے۔

پھولی ہوئی سانسوں سے وہ ازمیر کو دیکھتا طنزیہ مسکرایا۔ازمیر نے نفی میں سر ہلایا۔

جب اُس کو معلوم ہو گا نا کہ میں کتنا گھٹیا انسان ہوں وہ مجھے سے نفرت کرے"
گی۔وہ کیا سب مجھ سے نفرت کریں گیں۔جو راز آپ کے اور میرے درمیان ہے
نا جس دن وہ سب کو معلوم ہو گیا نا اُس دن سب مجھے شاہ زمان خانزادہ کو حقارت
"بھری نظروں سے دیکھنا شروع کر دیں گیں۔

اُس کی آنکھوں کی وحشت ازمیر کو ڈرا رہی تھی۔

"اِس سے پہلے سب مجھ سے نفرت کریں میں سارا قصّہ ہی تمام کر دوں گا۔"

بازو سے آنکھیں رگڑتے وہ باہر کی طرف بھاگا۔

"زمان رُکو....زمان کیا کرنے جا رہے ہو...میری بات سنو۔"

ازمیر پاگلوں کی طرح اُس کے پیچھے دوڑا جو ہر چیز سے بیگانہ ہوتے اپنی گاڑی کی طرف بھاگ رہا تھا۔اُن دونوں کی آوازیں سنتے سب ہی لاؤنج میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہ سب؟"

تیمور خانزادہ نے پریشانی سے ازمیر سے پوچھا۔

ابھی کچھ مت پوچھیں بابا۔آج شاہ زمان کو روک کیں ورنہ سب ختم ہو جائے"

"گا۔

ازمیر کے باہر پہنچنے تک وہ گاڑی بھگا کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

ہاتھ میں لکڑی کا ڈنڈا پکڑے وہ یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا۔ سامنے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے احمد کھڑا سکون سے مسکرا رہا تھا۔ جبکہ سامنے اُدھیڑ عمر کا شخص رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اُس شخص کے ماتھے پر خوف سے پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

"کیسے ہیں ظفر صاحب؟ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی نا یہاں تک آنے میں؟"

عباد رُک کر ظفر نامی شخص کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

دیکھو تتتم مجھے ایسے قید نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ مجھے جلد ہی ڈھونڈ لیں"

"گیں۔ ویسے بھی تم مجھے بِنا ثبوت کے گرفتار نہیں کر سکتے۔

خوف سے تھوک نگلتے ظفر نے منہ کھولا۔

"تو آپ کو گرفتار کر کون رہا ہے؟"

عباد کی بات پر ظفر آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھنے لگا۔

ظفر صاحب کچھ دن پہلے شہباز نامی شخص اچانک پولیس مقابلے میں مارا گیا"
"تھا۔بے چارہ اللہ پاک اُس کی مغفرت کرے۔

احمد دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر بولا۔ظفر اب باقاعدہ خوف سے کانپ رہا
تھا۔

چلو جلدی سے بتاؤ۔ڈرگز سپلائے کے پیچھے مین انسان کون ہے؟شاباش فوراً سے"
"بتادو اب۔

عباد نے جیب سے گن نکال کر اُس پر تانی۔

"مار دو...پر میں تنہیں بتاؤ گا۔"

"اوکے ایزیو وش۔"

اُس کی بات پر عباد نے فائر کیا۔گولی اُس کے بازو کے آر پار ہوئی تھی۔درد کی
شدت سے وہ چیخا۔

www.novelsclubb.com

ابے یار اے-ایس-پی عباد کو ہلکے میں نا لیا کر۔اِس اے-ایس-پی کا دماغ"
گھومتے ٹائم نہیں لگتا۔چل جلدی سے بتادے ورنہ باقی گیارہ گولیاں بھی تیرے
"اندر اُتر جائیں گیں۔

احمد اُس کے سامنے آتا ایک دفعہ پھر شیطانی مسکراہٹ سجا کر بولا۔

"گگگیارہ؟"

خوف کے مارے ظفر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

ہاں نا اب بد دماغ پولیس والے کا اُلٹی کھوپڑی والا دوست بھی تو یہی ہے نا۔رائٹ"
"اے-ایس-پی احمد فراز۔

وہ اپنی بیعزتی کیسے برداشت کر سکتا تھا تبھی احمد کی طرف اشارہ کرتے بولا۔احمد نے
دانت پیس کر اُسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

اچھا میں اُلٹی کھوپڑی کا ہوں۔بہت خوب پھر تو میری اُلٹی کھوپڑی بڑی خطرناک"
"ہے بچ کے بد دماغ پولیس والے۔

اپنی بات کہتے احمد نے زوردار تھپڑ ظفر کے منہ پر مارا۔ تھپڑ کے باعث اُس کے منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔عباد نے آئیبرو اچکا کر ایک نظر ظفر کو دیکھا پھر احمد کو دیکھا۔احمد کی نظروں کا اشارہ کا سمجھتے اُس نے مسکراہٹ دبائی۔

"اُلٹی کھوپڑی والے خطرناک نہیں بیوقوف ہوتے ہیں احمد صاحب۔"

عباد نے ظفر کو دوسرا تھپڑ جھڑا۔ ظفر کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔یہ دونوں پاگل پولیس والے اپنی لڑائی میں اُسے پیٹتے جا رہے تھے۔

اے بد دماغ اے-ایس-پی بیوقوف نہیں بولنے کا مجھے۔اے-ایس-پی احمد فراز"
"نام ہے آپن کا سمجھے۔

اور یہ احمد سے پڑا ظفر کو دوسرا تھپڑ۔

"ببسسس مجھے اور مت مارنا اپنی لڑائی میں۔ ممیں سب بتاتا ہوں۔"

ظفر بامشکل چلا کر بولا۔احمد اور عباد نے بڑی مشکل سے قہقہہ ضبط کیا۔

"ہاں تو بول نا کب سے یہی تو کہنا چاہتے تھے ہم۔بس طریقہ تھوڑا مزے کا تھا۔"

احمد نے ظفر کے کندھے پر رکھ رکھ کر کہا۔جبکہ ظفر نے احمد کا ہاتھ دیکھ کر زور سے نفی میں سر ہلایا۔جیسے کہہ رہا ہو بس اب اور نا مارنا۔

"اور بھئی نہیں مار رہے جلدی بول اب۔ہمیں اور بھی کام ہوتے ہیں۔"

عباد کی بات پر وہ فٹافٹ بولنے لگا۔کجا کہ کہیں اور ہی نا پڑ جائے۔

www.novelsclubb.com

آنکھیں خطرناک حد تک سُرخ ہو چکی تھیں۔لب سختی سے آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔سٹیرینگ کو مضبوطی سے تھامے وہ گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا چکا تھا۔

"آہہہہہ روکیں روکیں پلیز گاڑی روکیں۔"

پیچھے آتی آواز پر شاہ زمان نے یک دم بریک لگائی۔بجلی کی تیزی سے پیچھے مڑ کر دیکھنے پر اُس کی آنکھوں میں حیرانگی اُتری۔مریرہ پیچھے والی سیٹ پر بیٹھی دونوں پاؤں سیٹ پر رکھے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

"تم.... تم میری گاڑی میں کیا کر رہی ہو۔"

وہ حیرانگی کے باعث زور سے بولا۔

"آہستہ بولیں بہری نہیں ہوں میں۔"

www.novelsclubb.com

گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ اُس کے ساتھ آگے فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھی۔شاہ زمان نے اُسے غصّے سے گھورا۔جو ابھی بھی گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

ایک ایک لفظ چبا کر وہ اُسے گھورتے ہوئے بولا۔

"...میں"

مریرہ نے خود کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں تو ہم دونوں کی علاوہ جو بیک سیٹ پر بیٹھا ہے نا میں اُس سے مخاطب ہوں۔"

شاہ زمان کی بات پر مریرہ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔

"اللہ اللہ کیوں ڈرا رہے ہیں؟"

"میری بات کا جواب دو کیا پوچھ رہا ہوں میں؟"

www.novelsclubb.com

شاہ زمان نے اُس کا بازو پکڑا۔

"وہ میں تو بس ایسی ہی ٹہل رہی تھی۔"

معصومیت سے پلکیں جھپکاتی وہ مسکرا کر بولی۔

"گاڑی میں ٹہل رہی تھی؟"

شاہ زمان کی بات پر اُس نے نفی میں سر ہلایا۔ شاہ زمان جب ازمیر کے کمرے میں گیا تھا تو اُس کے جانے کے بعد وہ لان کی ٹھنڈی گھاس پر ٹہلنے چلی گئی تھی۔ اندر سے آتی آوازوں اور شاہ زمان کے باہر پہنچنے تک وہ سمجھ گئی کہ ضرور شاہ زمان غصّے میں باہر جا رہا ہو گا۔ اور اُس کے غصّے کی وجہ سے اُس کا پہلے بھی ایکسیڈنٹ ہو چکا تھا۔ تبھی وہ بِنا سوچے سمجھے اُس کی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر چھپ کر بیٹھ گئی۔ یہ سوچے بغیر کہ اُسے تو خود گاڑی سے فوبیا ہے۔ شاہ زمان نے جب گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھائی تو وہ مزید اپنے خوف پر قابو نہیں پا سکی اور زور سے چلائی۔ اور اب اُس کے سامنے بھیگی بلی بنی بیٹھی تھی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں گاڑی میں ٹہل رہی تھی؟"

اُس کے زور سے پوچھنے پر وہ سوچوں سے باہر آئی۔

"ہاں.... نننہیں.... میں لان میں ٹہل رہی تھی۔"

"تو پھر گاڑی میں کیا کر رہی ہو؟"

اُففففف آپ بھی نا۔ سب مجھے بُھلا دیا۔ اب مجھے یاد ہی نہیں آ رہا کہ میں گاڑی"

"میں کیسے آئی؟

وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ مگر شاہ زمان کی گھوری سے اُس کی بولتی بند ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا اچھا اب ایسے مت دیکھیں مجھے ورنہ پیار ہو جائے گا۔"

مریرہ نے اُس کی سُرخ آنکھوں میں دیکھتے بامشکل مسکرانے کی کوشش کی۔

"شٹ اپ"

اچھا بتا رہی ہوں نا۔وہ میں اپنی آفر کی وجہ سے یہاں ہوں۔مجھے نہیں پتہ آپ" نے کہا تھا میں اپنے خوف سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہوں اور آپ میری مدد کریں "گیں۔تو کریں اب میری مدد۔مجھے میرے خوف پر قابو پانا سیکھائیں۔

اِس سے پہلے شاہ زمان غصّے میں اُسے کچھ سناتا اُس نے فوراً ہی بات کا رُخ بدل دیا۔

"اچھا تو خوف ختم کرنے میں میری مدد چاہیے۔اوکے ایزیو وش۔"

شاہ زمان غصّے سے کہتا دوبارہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔ماتھے پر اَن گنت بل اور بے تاثر چہرہ مریرہ کو آج ڈرنے پر مجبور کر رہا تھا۔خشک لبوں پر زبان پھرتی وہ پھر سے اُس کی طرف مڑی۔

www.novelsclubb.com

"ہم کدھر جا رہے ہیں ویسے؟"

تھوک نگلتے وہ گویا ہوئی۔

"وی آر گوئینگ ٹو ہیل۔"

سرد لہجے میں بولتا وہ اُسے مزید خوفزدہ کر رہا تھا۔

"اچھا مذاق ہے۔ لیکن مجھے مذاق نہیں پسند۔"

اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو کنٹرول کرتی وہ پھر سے بولی۔

"خاموش بیٹھو آواز نا آئے تمہاری۔ خوف ختم کرنا تھا نا تم نے تبھی میری گاڑی میں بیٹھی تھی نا بس اب تمہارا خوف آج ختم ہو ہی جائے گا۔"

شاہ زمان نے بولتے ہی گاڑی کی سپیڈ تیز کی۔ مریرہ خوف سے آنکھیں میچے پوری کانپ رہی تھی۔ زیرِ لب جتنی بھی دعائیں اور سورتیں آتی تھی وہ سب پڑھ رہی تھی۔ گاڑی کی بڑھتی سپیڈ سے مریرہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ آج اُس کا آخری دن ہے۔ لب بھینچے وہ خود کو چیخنے سے روک رہی تھی۔

"کیا ہوا کہیں خوف کی بجائے تم تو ختم نہیں ہو گئی۔"

کافی دیر اُس کی کوئی آواز نا آنے پر شاہ زمان کو تشویش ہوئی۔ مریرہ جو آنکھیں بند کیے زیرِ لب دعائیں پڑھ رہی تھی اُس کی آواز پر چونکی۔ دھیرے سے آنکھیں کھولتی وہ باہر دیکھنے لگی۔ گاڑی ڈیرھ سو سے اوپر کی سپیڈ پر دوڑ رہی تھی۔ اچانک ہی اُسے لگا جیسے وہ ہواؤں میں ہے۔ تمام درد اُس کے اِن ہواؤں کے نذر ہو گئے ہیں۔ باہر تیزی سے دوڑتے منظر اُسے اچھے لگنے لگے تھے۔ اپنے تمام خوف کو بھولے وہ مسکرائی۔

"نہیں میں اتنی جلدی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑنے والی۔ اور رہی بات خوف کی تو لگ رہا ہے وہ ختم ہو گیا۔"

www.novelsclubb.com

اُس کے مسکرا کے بولنے پر شاہ زمان نے اُسے گھورا۔

"اچھا یہ تو اچھی بات ہے ویسے اصل مزہ تو اب آئے گا۔"

شاہ زمان نے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھائی۔رات کے بارہ بجے کا وقت تھا۔اور سردیوں کی راتیں تو ویسے ہی خاموشی اور سناٹے میں ڈوبی ہوتی ہیں۔اِس خاموشی میں اُن کی گاڑی کے ٹائروں کی چڑچڑاہٹ بہت اونچی سنائی دے رہی تھی۔

".اب کیسا لگ رہا ہے مسز"

گاڑی کی سپیڈ دو سو سے اوپر کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔مگر وہ تھی کہ لبوں پر قفل لگائے باہر کے مناظر میں کھوئی ہوئی تھی۔شاہ زمان نے اُسے دیکھتے ہوئے بریک لگائی۔گاڑی رکنے سے اُس کے ساکت وجود میں ہلچل ہوئی۔

"کیا ہوا رُک کیوں گئے؟ابھی تو مزہ آنے لگا تھا۔"

وہ سوالیہ نظروں سے شاہ زمان کو دیکھنے لگی۔شاہ زمان ٹھنڈی سانس خارج کرتا بے بسی سے مسکرایا۔

"کیا چیز ہو تم مریرہ؟"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ اِس لڑکی سے متاثر ہوتا جا رہا تھا۔

"میں... میں بڑی مست چیز ہوں۔"

فرضی کالر جھاڑتے وہ ایسے بولی جیسے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔ شاہ زمان اُس کی بات پر دھیرے سے ہنسا۔ مریرہ نے بھی مسکراتے ہوئے اُس کا ہنستا ہوا چہرہ نظروں میں قید کیا۔

"ہنستے رہا کریں۔ اچھے لگتے ہیں۔"

مریرہ کے کہنے پر اُس نے فقط مسکرانے پر اتفاق کیا۔

www.novelsclubb.com

"شکریہ"

وہ ایک دفعہ پھر سے بولی۔

"کس لیے؟"

"میرا سب سے بڑا خوف دور کرنے کیلئے۔"

مریرہ نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتہ ہے کبھی کبھی ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہم جس چیز سے خوفزدہ ہوتے ہیں جب وہ چیز ہمارے سامنے آئے گی تو ہمیں کچھ ہو جائے گا۔ مگر جب ہم اُس فیض سے گزرتے ہیں تب ہمیں سمجھ آتا کہ یار ہم کتنے بیوقوف تھے جو اتنی چھوٹی سی چیز سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔"

مریرہ نے سر جھٹکا۔

"تو کیا سچ میں تمہارا خوف ختم ہو گیا؟"

"کوئی بھی خوف کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ بس وقت کے ساتھ دل اُسے برداشت کرنے کی عادت ڈال لیتا ہے۔"

مریرہ کندھے اچکاتی باہر دیکھنے لگی۔ یہ بات سچ ہے کہ کوئی بھی خوف کبھی بھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا۔ جب آپ اُس سے ایک دفعہ گزرتے ہیں تو آپ کا دل اُسے

برداشت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔اور جب دوسری دفعہ گزرتے ہیں تو آپ اُس خوف کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔پھر ایسے ہی بار بار اُس سب سے گزرنے پر آپ کو لگتا ہے کہ آپ کا خوف ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا ہے۔مگر وہ خوف ختم نہیں ہوتا کہیں نا کہیں وہ اب بھی آپ کے اندر موجود ہوتا ہے۔

>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

"وہ...وہ مریرہ بھابھی روم میں نہیں ہیں۔"

ارمش مریرہ کو بلانے اوپر گئی تھی جب اُسے نا پا کر ہانپتی ہوئی نیچے آئی۔

"یا اللہ یہ ہو کیا رہا ہے میرے گھر میں؟پہلے زمان گھر سے غصّے میں چلا گیا اور اب مریرہ نہیں مل رہی۔اور تم ہو کہ بتا ہی نہیں رہے آخر بات کیا ہے؟"

تیمور خانزادہ غضب ناک آواز میں ازمیر کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔وہ سر جھکائے خاموشی سے اُن کی ہر بات سُن رہا تھا۔

"بیٹا خاموش مت رہو بتادو۔آخر ہوا کیا تھا تم دونوں کے بیچ جو وہ ایسے گھر سے نکلا ہے۔"

زرمین بیگم نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر منت بھرے انداز میں کہا۔

"پلیز مجھ سے کچھ مت پوچھیں۔یہ زمان کا راز ہے جس کی حفاظت میں آخری دم تک کروں گا۔"

ازمیر کی آنکھیں نم تھی۔جس کو اُس نے دونوں آنکھیں مسلتے صاف کیں۔

"میں عباد بھائی کو کال کرتی ہوں وہ دونوں کو ڈھونڈ لیں گیں۔"

مرحا نے کہتے ہی فون پر نمبر ملا کر کان سے لگایا۔ازمیر نے جھپٹ کر فون اُس سے چھینا۔

پولیس کو اطلاع دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے ہم" "خود سُلجھا لیں گیں۔

نجانے وہ ایسے کون سے راز کی حفاظت کر رہا تھا کہ جس کی وجہ سے وہ مرحا کا دل بھی دُکھا گیا تھا۔اِس سے پہلے کوئی کچھ اور کہتا ازمیر کا فون رنگ ہوا۔فون پر شاہ زمان کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

"ہاں زمان کہاں ہو تم؟ دیکھو پلیز گھر آ جاؤ ہم آرام سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

ازمیر ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا۔

ازمیر بھائی میں مریہ ہوں۔ہم دونوں ساتھ ہیں اور بلکل ٹھیک ہیں۔آپ سب" "فکر نا کریں۔ہم جلد گھر لوٹیں گیں۔

میری نے اپنی بات کہتے فون بند کر دیا۔

"کیا ہوا ازمیر؟ کیا کہہ رہا تھا زمان؟"

زرمین بیگم تیزی سے اُس کی طرف آئی۔

مریرہ تھی کہہ رہی تھی کہ وہ دونوں ٹھیک ہیں۔ جلد گھر آجائیں گیں پریشان نا"

"ہوں۔

ازمیر کہتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ مرحاسب کو تسلی دیتی اُس کے پیچھے گئی۔

www.novelsclubb.com

واہ سر جی واہ۔ آپ دونوں کو پولیس میں نہیں مافیا میں ہونا چاہیے تھا۔ قسم سے"

"پولیس والے کم اور دہشت گرد زیادہ لگتے ہیں۔

اسد دونوں کو گودام سے باہر نکلتا دیکھ کر ستائشی انداز میں بولا۔

"عباد یہ ہماری تعریف ہوئی ہے یا بیعزتی؟"

احمد نے عباد کے قریب سرگوشی کی۔

"تعریف سمجھ لے بیعزتی ہو جائے گی۔"

عباد اُس کا کندھا تھپتھپاتا آگے بڑھ گیا۔

"ویسے سر میں تو آپ دونوں کا فین ہو گیا ہوں۔ بھئی واہ کیا طریقہ ہے مجرم کو ٹارچر کرنے کا۔ یعنی پہلے اُس کے سامنے ایک دوسرے سے لڑتے ہو۔ پھر مل کر اُس سے لڑتے ہو اور سچ اُگلواتے ہو۔ اور آخر میں بے چارے کو آزاد کر دیتے ہو۔"

اسد نے پیچھے زمین پر پڑی ظفر کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ اُس کی نظروں کے تعاقب میں عباد اور احمد نے نظریں گھمائی۔

"نہیں اسد صاحب سب سے آخر میں کچھ اور ہوتا ہے۔"

احمد نے اُس کے ایک کندھے پر ہاتھ رکھا۔

یاد ہے سب سے آخر میں اسد صاحب نے لاش کو ٹھکانے لگانا ہوتا ہے۔ چلو بیٹا"

"لگ جاؤ کام پر۔اور ہاں یاد رکھنا یہ ظفر پولیس مقابلے میں مارا گیا ہے سمجھے۔

عباد نے اُس کا دوسرا کندھا پکڑ کر لاش کی طرف دھکیلا۔

"سر دس از ناٹ فیئر۔آپ دونوں ہمیشہ ایسے کرتے ہو۔"

وہ منہ بنا کر بولا۔

اسد صاحب آپ کے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے۔ہم گاڑی میں انتظار کر رہے" ہیں۔ چلیں شاباش اپنا کام ختم کریں اور جلدی سے واپس آئیں۔ورنہ ہم جا رہے "ہیں۔

www.novelsclubb.com

احمد کی دھمکی پر وہ تیزی سے اپنا کام کرنے لگا۔کیونکہ وہ اِن دونوں پاگل اے-ایس-پی کی بات نا ماننے کا انجام جانتا تھا۔جبکہ وہ دونوں اُس کو کام میں مصروف دیکھ کر مسکراتے ہوئے جیپ میں بیٹھے۔

››‹‹››‹‹››‹‹››››‹‹››‹‹››‹‹››››‹‹››‹‹››‹‹››››‹‹››‹‹

"....ازمیر"

وہ کھڑکی کے قریب کھڑا تھا جب مرحا اُس کو ڈھونڈتی وہاں پہنچی۔ اُس کا رُخ کھڑکی کی طرف تھا۔ یہاں سے مرحا کو اُس کا نیم رُخ ہی نظر آ رہا تھا۔ بکھرے بال، رف سے شرٹ جس کے بازو کہنیوں تک فولڈ تھے۔ وہ آج ہمیشہ کی طرح ہنس مکھ والا ازمیر نہیں لگ رہا تھا۔

سوری مرحا میں نے آپ سے غیر اخلاقی رویہ اختیار کیا۔ پلیز مجھے معاف کر "دیں۔"

وہ مڑا۔ اُس کی آنکھوں میں موجود آنسوؤں نے مرحا کو مزید پریشان کر دیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ازمیر کیا ہوا ہے؟آپ رو کیوں رہے ہیں؟"

میری وجہ سے زمان کی آنکھوں میں آنسو آئے۔میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں کسی کو"
"....اُس بارے میں نہیں بتاؤں گا۔میں کسی کو نہیں بتاؤں گا فریحہ نے زمان کو

اپنی دھن میں بولتا وہ ایک دم چونکا۔

"فریحہ نے زمان کو کیا؟ازمیر جواب دیں۔"

مرحا نے اُس کے رُکنے پر بے چینی سے سوال کیا۔وہ جواب بات بدلنے کا سوچ رہا تھا اُس کے پوچھنے پر لب بھینچتا رُخ موڑ گیا۔

ازمیر جواب دیں مجھے آخر اب کون سی ایسی بات رہ گئی ہے جس سے پردہ اُٹھنا باقی"
"ہے؟

مرحا پلیز مجھے فورس مت کریں۔میں اُس کا راز کسی کو نہیں دے سکتا۔میں اُس"
"کی آنکھوں میں پھر سے آنسو نہیں دیکھ سکتا۔

"ازمیرا اگر آپ کے اُس راز کی وجہ سے میری بہن کی زندگی خراب ہوئی ناتو اِس بار میں آپ کو معاف نہیں کروں گی۔یاد رکھیے گا۔"

مرحا کہتی ہوئی تیزی سے باہر کی طرف بڑھی۔اُس کے جانے کے بعد ازمیر نے بے بسی سے دیوار پر مُکہ مارا۔انسان کتنا بیوقوف ہوتا ہے نا ایک جھوٹ چھپانے کی خاطر نجانے کتنے جھوٹ اور بولتا ہے۔مگر ایک سچ بول کر اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا نہیں کرتا۔

www.novelsclubb.com

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

"آگے کا کیا پلان ہے؟کچھ بتاؤ گی؟ایکسیڈنٹ میں وہ سب بچ گئے میں نے برداشت کیا۔پھر تم نے کہا اب تم سب سنبھال لو گی۔مگر تم تو ہاتھ ہر ہاتھ رکھے بیٹھی وقت

ضائع کر رہی ہو۔ کہیں اُسے دل تو نہیں دے دیا اور اب اُسے بچانے کیلئے ہمیں گمراہ کر رہی ہو؟"

اُس کے بالوں کو شکنجے میں جکڑتے وہ پینتیس سے چالیس سال کی عمر کا شخص تھا۔اُس کے ہاتھوں میں مچلتی وہ خود کو آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"سر ایسا کچھ ننہیں ہے۔ میں بس سہی لمحے کا انتظار کر رہی ہوں۔ پھر آپ دیکھیے گا میں کیسے اُس کے پورے خاندان کو برباد کر دوں گی۔"

اُسے اپنے بال جڑ سے اُکھڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"میری بات کان کھول کر سنو۔ یہ آخری موقع ہے تمہارے پاس خود کو ثابت کرنے کا ورنہ میں تمہیں اِس بار آگے بھیج دوں گا سمجھی۔"

زور سے اُس کے بالوں کو جھٹکتا وہ آدمی لمبے لمبے ڈگ مارتا باہر چلا گیا۔

ثابت تو میں خود کو اِس بار ایسا کروں گی کہ دنیا یاد رکھے گی میر ابدلا۔ تیار رہنا آرہی"
"ہوں میں۔

زمین سے اُٹھتے اُس نے اپنے کپڑے جھاڑے۔ گوگلز لگاتی وہ اپنی متوازن چال چلتی باہر کی طرف بڑھی۔ انداز ایسا تھا کہ جیسے ابھی یہاں کچھ ہوا ہی نا ہو۔

دیکھیں اگر آپ اِس بات کیلئے گلٹی کہ آپ نے مجھے پہلے اپنے ماضی کے بارے"
میں نہیں بتایا تو کوئی بات نہیں شاہ۔ میں نے وہ سب قبول کر لیا ہے۔ وہ اب آپ
"کی لائف میں نہیں ہے۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کے ساتھ رہنے میں۔

خاموشی کو ایک دفعہ پھر سے مریرہ نے توڑا۔اِس بار بات کو زیادہ گھمانے پھرانے کی بجائے وہ سیدھا مدعے پر آئی تھی۔

"ہنہہہ وہ سب جتنا بھی تمہیں معلوم ہے وہ سب پورا سچ نہیں ہے۔جب پورا سچ معلوم ہو گا نا تو تم مجھے چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چلی جاؤ گی اور مڑ کر نہیں دیکھو گی۔ نفرت کرو گی تم مجھ سے شدید نفرت۔"

اپنا غصّہ ضبط کرنے کیلئے اُس نے سٹیرنگ کو کس کر مضبوطی سے پکڑا۔یہاں تک کہ اُس کی ہاتھ کی رگیں واضح ہو رہیں تھیں۔

"جو لڑکی یہ سننے کے بعد آپ کو چھوڑ کر نہیں جا سکی۔کہ وہ آپ کی دوسری بیوی ہے۔وہ پھر اب کیسے جائے گی؟ ہمممم اب اِس سے بڑی وجہ اور کیا ہو گی۔"

مریرہ کا لہجہ بہت ٹوٹا ہوا تھا۔

"میں ایک قاتل ہوں۔"

جبڑے سختی سے بھینچے، آنکھیں ضبط کے باعث شدید سُرخ، جھکا ہوا سر۔ بلآخر آج اُس نے اپنے جُرم کا اعتراف کر ہی لیا تھا۔ مریرہ سُن ہوتے دماغ کے ساتھ اُس کا اعتراف سُن رہی تھی۔

"ہاں میں ایک قاتل ہوں۔"

ایک آنسو تیزی سے لڑھکتا ہوا اُس کی گال پر گرا۔ شاہ زمان نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے جو مرضی ہو جائے پر وہ آج اپنے جُرم کا اعتراف کر کے ہی رہے گا۔ اُس نے مریرہ کی طرف دیکھا جو بے یقین نظروں سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"آپ... آپ نے کسی انسان کا.... کسی انسان کا قتل۔"

دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر وہ نفی میں سر ہلاتی بولی۔

"نہیں کسی انسان کا قتل نہیں کیا۔"

اِس بار وہ تلخی سے مسکرایا۔ مریرہ نے نا سمجھی سے اُس کی طرف دیکھا۔

میں نے کسی انسان کا قتل نہیں کیا بلکہ پوری انسانیت کا قتل کیا ہے۔ہاں میں نے"
"شاہ زمان خانزادہ نے اپنے ضمیر کا قتل کیا ہے۔

وہ سرد لہجے میں کہتا ہوا وہ سٹیر نگ پر بے بسی سے روتے ہوئے مکے برسانے لگا۔مریرہ کا دماغ بلکل ماؤف ہو چکا تھا اُس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آگے بڑھ کر اُسے ایسا کرنے سے روکتی۔

www.novelsclubb.com

آپ جاننا چاہتی ہیں نا کہ ایسا کون سا راز ہے جو ابھی بھی زمان کے ماضی سے جڑا"
"ہے؟

مرحا لان میں جھولے پر بیٹھی ازمیر کے آج والے رویے کو سوچ رہی تھی۔ازمیر سنجیدگی سے آکر اُس کے ساتھ بیٹھا۔

"ہاں پر آپ نے کہا وہ آپ کے پاس راز ہے۔اور راز تو امانت ہوتے ہیں۔اِس لیے آپ پلیز رہنے دیں۔"

مرحا ناراضگی سے کہتی اُٹھی مگر ازمیر نے بڑے آرام سے اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے واپس اپنے ساتھ بیٹھایا۔

"ہاں راز امانت ہوتے ہیں مگر آپ میری بیوی ہیں۔میری زندگی میں اگر کوئی بھی بات آپ سے چھپی ہو گی تو پھر مجھے نہیں لگتا ہمارے بیچ بھروسے کا رشتہ باقی رہے گا۔اور ویسے بھی میں تھک گیا ہوں اِس بوجھ کو اُٹھاتے اُٹھاتے۔"

تھکے ہوئے انداز میں اُس نے مرحا کو دیکھا۔

"آپ مجھ پر بھروسا کر سکتے ہیں ازمیر۔"

مرحا کے کہنے پر وہ ٹھنڈی سانس لیتا ماضی کے اُس راز کو کھنگالنے لگا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

(پاسٹ)

شاہ زمان وہیں آکسفورڈ یونیورسٹی کے ہاسٹل میں رہ رہا تھا۔اپنی دھن میں مگن وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ لنڈن کی خوبصورت یادوں کو اپنی پینٹنگ میں بھی قید کر رہا تھا۔اُن دنوں فریحہ شاہ زمان کے قریب آنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔ جس کی وجہ سے شاہ زمان بُری طرح چڑ گیا تھا۔وہ اُسے بُری طرح اگنور کر رہا تھا۔جہاں اُسے فریحہ نظر آتی وہ راستہ بدل لیتا تھا۔ کبھی اپنی کلاس بنک نا کرنے والا

www.novelsclubb.com

شاہ زمان اپنی کلاسز بھی بنک کرنے لگا تھا۔ایسے ہی اُس دن وہ ہاسٹل میں بلاوجہ ہی ٹہل رہا تھا۔ساتھ میں وہ ازمیر کے ساتھ وڈیو کال پر بھی بات کر رہا تھا۔کوریڈور سے گزرتے اُسے ایک کمرے سے عجیب سی آوازیں سنائی دیں۔چونکہ یہ کلاسز کا وقت تھا تبھی وہ زیادہ متعجب ہوا۔موبائل جیب میں ڈالتا وہ اُس کمرے کی طرف بڑھا۔ازمیر کی کال اُس کی بے خیالی کے باعث کٹ نہیں ہوئی تھی۔جس کی وجہ سے ازمیر بھی سب کچھ سُن رہا تھا۔کمرے کا دروازہ بلکل تھوڑا سا کھلا تھا۔اندر ایک لڑکا خون میں لت پت زمین پر پڑا تھا۔جبکہ اُس کے پاس زمین پر بیٹھی لڑکی رو رہی تھی۔اُس کے بلکل سامنے حماد کھڑا ہنس رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاہاہاہاہا مجھ سے لے گا ٹکر یہ انگریز کی اولاد۔"

حماد ہاتھ میں پکڑے شیشے کے گلاس سے گھونٹ بھرتے ہوئے انگریزی زبان میں بولا۔اُس کے گلاس میں موجود ڈرنک دور سے دیکھنے پر ہی معلوم ہو رہی تھی کہ شراب ہے۔مگر وہ اکیلا نہیں تھا اِس کمرے میں اُس کے ساتھ کسی اور کی موجودگی

بھی محسوس ہو رہی تھی۔ مگر یہاں سے وہ دوسرا شخص نظر نہیں آ رہا تھا۔اِسی تجسس میں شاہ زمان تھوڑا آگے ہوا۔ مگر یہ اُس کی بد قسمتی تھی کہ وہ ایک دم لڑکھڑایا اور وہ دروازے سے ٹکرایا۔ دروازہ ایک زوردار آواز سے کھلا۔اندر موجود دونوں وجود اپنی جگہ بوکھلائے۔

"اے ے ے ے.... کون ہے تو؟"

حماد تیزی سے اُس کی طرف آیا۔ شاہ زمان ڈرنے کی بجائے اُسے ہی گھور رہا تھا۔ایک نظر نیچے گرے لڑکے کی لاش کو دیکھا اور دوسری نظر اُس دوسرے شخص کو دیکھا جو حماد کے پیچھے کھڑا تھا۔ مگر یہ کیا اُس کو دیکھنے کے بعد تو شاہ زمان کی نظریں پلٹنے سے انکاری تھی۔

"شاہ تم۔"

فریحہ کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔ فون کے دوسری طرف ازمیر بھی وہاں کی ساری گفتگو سُن رہا تھا۔

"تم دونوں نے اِس لڑکے کو مارا ہے۔میں پولیس میں کمپلین کروں گا۔"

وہ غصّے سے دونوں کو گھورتے ہوئے بولا۔فریحہ تیر سی تیزی سے اُس کے قریب آئی۔

"سنو شاہ اِس لڑکے کو حماد نے مارا ہے میں نے نہیں۔اور دوسری بات حماد کے یہاں بہت ریسورسز ہیں۔اُس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں پولیس میں انفارم کروں گی تو یہ اپنی جگہ مجھے پھنسادے گا۔اور تم بھی خاموش ہو جاؤ نہیں تو یہ تمہیں بھی...."

"اوشٹ اپ تم دونوں نے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے ہاں۔میں ظلم کے خلاف آواز اُٹھاؤں گا۔میں پولیس میں کمپلین کروں گا۔دیکھتا ہوں تم دونوں کیسے بچتے ہو۔"

اُسے لگا کہ شاید حماد کو اردو نہیں آتی تبھی وہ انگریزی میں بولا۔فریحہ کا ہاتھ جھٹکتے اُس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔فریحہ اور حماد کی نظروں کا تبادلہ ہوا۔فریحہ

تیزی سے آگے بڑھتی روم کا دروازہ بند کر چکی تھی۔ جبکہ حماد نے آگے بڑھ کر اُس کے منہ پر زوردار پنچ مارا۔

"پولیس میں کمپلین کروائے گا۔ ہمیں اندر کروائے گا۔ ابے سالے ایک منٹ نہیں لگے گا مجھے تیرا سارا بائیو ڈیٹا نکلوانے میں۔ جیسے اِسے مارا ہے نا تیرے پورے خاندان کو ایک جھٹکے میں مروادوں گا سمجھا۔"

حماد اُس کا منہ دبوچ کر بولا۔ وہ خالص اردو لہجے کا استعمال کر رہا تھا۔ شاہ زمان نے غصّے سے اُس کا ہاتھ ایک طرف جھٹکا۔

"فریحہ سنبھال اپنے عاشق کو کہیں یہ نا ہو کہ بے چارہ مارا جائے۔"

حماد کی بات پر فریحہ ثبات میں سر ہلاتی شاہ زمان کا ہاتھ پکڑتی باہر کی طرف بڑھی۔

"میں تم لوگوں کی دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ میں جاؤں گا پولیس میں اور تم لوگوں کو اندر کرواؤں گا سمجھے۔"

اپنا آپ چھڑوانا وہ غرا کر بولا۔

"اچھا اور تمہاری بات پر یقین کون کرے گا؟ ہو سکتا ہے قتل تم نے کیا ہو۔ اور خود کو بچانے کی خاطر ہم پر الزام لگا رہے ہو۔ یو نو ٹیکنولوجی کچھ بھی کر سکتی ہے۔"

فریحہ کے اچانک پینترا بدلنے پر وہ دنگ رہ گیا۔ ابھی جو خود کو مظلوم کہہ رہی تھی اب وہ اُسے بلیک میل کرنے پر اُتر آئی تھی۔

"تم مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟"

"نا میں تو بس تمہیں سمجھا رہی ہوں۔ میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں شاہ۔ اِس لیے میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کچھ ہو۔ یہ دنیا پیسے سے چلتی ہے ڈیئر ایمانداری سے نہیں۔ اپنا منہ بند رکھو گے تو خود بھی بچے رہو گے اور تمہارا خاندان بھی محفوظ رہے گا۔ اُمید ہے تمہیں سمجھ آ گئی ہو گی۔ اپنا خیال رکھنا ہماری نظر تم پر رہے گی۔"

اُس کا کندھا تھپتھپاتی وہ چلی گئی۔ شاہ زمان تیزی سے اپنے روم کی طرف بڑھا۔ کمرے میں پہنچ کر اُس نے سب سے پہلے دروازہ لوک کیا۔ پھر اضطرابی کیفیت میں یہاں سے وہاں ٹہلنے لگا۔ ازمیر کا خیال آتے اُس نے فوراً سے اپنا فون چیک کیا۔ کال ابھی چل رہی تھی جس کا مطلب تھا ازمیر نے سب سُنا ہے۔

"بھائی"

شاہ زمان نے بے چینی سے اُسے پکارا۔

"زمان جو یہ کہہ رہے ہیں وہی کرو۔ تم پولیس میں مت جانا۔"

ازمیر کی بات پر وہ مزید تیش میں آیا۔

"بھائی یہ آپ کہہ رہے ہیں۔ آپ تو ہمیشہ مجھے انصاف کا درس دیتے تھے ناتواب"

"کیا ہوا ہاں۔ میں پولیس میں جاؤں گا۔ میں ظلم کا ساتھ نہیں دوں گا۔

www.novelsclubb.com

زمان لنڈن کی پولیس کو تم نہیں جانتے۔وہاں کی پولیس کسی کی نہیں سنتی صرف" ثبوتوں پر یقین کرتی ہے۔اور جس طرح فریحہ تمہیں دھمکی دے رہی تھی صاف لگ رہا تھا کہ وہ لوگ تم پر الزام لگا کر تمام ثبوتوں کے ساتھ تمہیں اندر کروادیں "گیں۔اور ایک دفعہ تم جیل میں چلے گئے نا تو دوبارہ تمہارا باہر نکلنا ناممکن ہے۔

ازمیر کی بات پر وہ خاموش ہو گیا۔اتنے میں کال کے دوران ہی اُس کے فون میں اَن نون نمبر سے وائس میسج آیا۔شاہ زمان نے میسج اوپن کیا۔

تیرے باپ کا نام تیمور خانزادہ ہے نا۔اسلام آباد میں رہائش پذیر ہو جبکہ آبائی گھر" کوئٹہ میں ہے۔اے-ایس گروپ آف انڈسٹری کے مالک ہو۔اتنی انفورمیشن کافی ہے یا یہ بھی بتاؤ کہ تمہاری ایک خوبصورت بہن بھی ہے۔خیر جب تک تیرا منہ بند رہے گا ہمیں بھی کچھ یاد نہیں ہو گا۔مگر جیسے ہی تیرا منہ کھلا۔باقی تو خود سمجھدار ہے۔"

یہ وائس میسج سننے کے بعد شاہ زمان کو اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہوا۔

سُن لیا زمان اِس لیے میں کہہ رہا تھا کہ بھول جاؤ سب۔ میں تمہیں یا ارمش کو"
"نہیں کھو سکتا۔ وقت کا تقاضا یہی ہے خاموش رہا جائے۔

ازمیر کی بات کو سمجھتے ہوئے وہ واقع خاموش ہو گیا۔ مگر اُس رات وہ بے انتہا رویا۔ ایک طرف وہ رو رہا تھا تو دوسری طرف ازمیر اپنے بھائی کی تکلیف محسوس کر کے تڑپ رہا تھا۔ وہ چاہ کر بھی شاہ زمان کو بُرائی کے دلدل میں نہیں دھکیل سکتا تھا۔ وہ کم از کم اتنا تو جانتا ہی تھا کہ یہ لوگ شاہ زمان کے سامنے اپنا سچ کھلنے پر اُس کا منہ بند کروانے کیلئے اُسے بھی مروا سکتے تھے۔ تبھی اُس کو جو سہی لگا اُس نے زمان کو کرنے کا کہا۔ اور زمان بھی اُس کی بات سمجھ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سٹاپ پلیز سٹاپ"

وہ کلاسز اٹینڈ کرنے کے بعد گراؤنڈ کی طرف جا رہا تھا جب کسی لڑکی کے پکارنے پر رُکا۔اُس لڑکی کو دیکھتے ہی وہ پہلی نظر میں پہچان گیا تھا کہ یہ وہی ہے جو اُس دن کمرے میں موجود تھی۔اور اُس لڑکے کی ڈیتھ باڈی کے پاس بیٹھ کر رو رہی تھی۔

"یس ہاؤ کین آئی ہیلپ یو؟"

وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

"آپ میرے لیے گواہی دیں گیں؟"

وہ انگریزی زبان میں گویا تھی۔

"کیسی گواہی؟"

اُس دن آپ نے اُن دونوں لوگوں کو دیکھا تھا جنہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا" تھا۔وہ دونوں یہاں یونیورسٹی میں کوئی اللیگل کام کرتے ہیں۔اُن کے اور بھی

www.novelsclubb.com

ساتھی ہیں۔میرے بھائی کو اُنہوں نے کوئی آفر دی تھی۔مجھے نہیں معلوم وہ آفر کیا تھی مگر جب میرے بھائی نے انکار کیا تو اُنہوں نے اُس دن روم میں آکر میرے سامنے ہی میرے بھائی کو مار دیا۔میرا نام جینیفر ہے۔میرا اِس دنیا میں میرے بھائی کے سوا کوئی نہیں تھا۔ماں باپ مر گئے ہیں۔اور اب اُن بے حس لوگوں نے میرے بھائی کا بھی قتل کر دیا ہے۔پلیز آپ میری ہیلپ کریں۔مجھے اپنے بھائی کیلئے انصاف چاہیے۔"

وہ لڑکی گڑگڑاتی ہوئی بولی۔

"تیرے باپ کا نام تیمور خانزادہ ہے نا۔اسلام آباد میں رہائش پذیر ہو جبکہ آبائی گھر کوئٹہ میں ہے۔اے-ایس گروپ آف انڈسٹری کے مالک ہو۔اتنی انفورمیشن کافی ہے یا یہ بھی بتاؤ کہ تمہاری ایک خوبصورت بہن بھی ہے۔خیر جب تک تیرا منہ بند رہے گا ہمیں بھی کچھ یاد نہیں ہو گا۔مگر جیسے ہی تیرا منہ کھلا۔باقی تو خود سمجھدار ہے۔"

شاہ زمان کے دماغ میں ایک دفعہ پھر سے وہی میسج گونجا۔

"تو میں کیا کروں؟"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتا آگے بڑھا۔

"آپ میری مدد کریں۔اُن لوگوں نے اگر آپ کو بلیک میل کیا ہے تو ہم پولیس کو بتائیں گیں۔ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے پر پلیز میری مدد کریں۔اگر میرے بھائی کو انصاف نا ملا تو میں مر جاؤں گی۔"

وہ لڑکی شاہ زمان قدموں میں بیٹھی اپنے بھائی کیلئے انصاف کی بھیگ مانگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔میری طرف سے مر جاؤ۔"

شاہ زمان آنکھوں میں آنسوں چھپائے وہاں سے چلا گیا تھا۔ایک دو دن بعد اُسے معلوم کہ جینیفر نے خود کشی کر لی ہے۔شاہ زمان کیلئے یہ دھچکا بہت بڑا تھا۔وہ بہت زیادہ دل برداشتہ ہو گیا تھا۔سیگریٹ بھی اُس نے تب سے پینی شروع کی تھی۔

تبھی فریحہ نے اُسے بلیک میل کر کے اپنے ساتھ دوستی کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تبھی اُس نے سارے ہتھیار ڈال دیے۔فریحہ سے اُس نے دوستی کر لی تھی۔ مگر پاکستان واپس جانے کے بعد وہ خوش تھا کہ اِس عذاب سے بچ گیا۔ مگر فریحہ کو دوبارہ بڑی حویلی میں دیکھ کر وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہو کر رہ گیا تھا۔شادی کیلئے بھی فریحہ نے اُسے بلیک میل کیا تھا۔اُن لوگوں نے اُس قتل والے سانحے کی وڈیو بنائی تھی۔اور بڑی ہوشیاری سے وہاں شاہ زمان کو قاتل کے روپ میں دکھایا گیا تھا۔ جس پر وہ بڑے آرام سے اُسے بلیک میل کر رہے تھے۔شاہ زمان شادی سے پہلے تک فریحہ سے نفرت کرتا تھا۔اور شادی کے بعد

بھی وہ اُسے کچھ خاص پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر آہستہ آہستہ فریحہ اُسے اچھی لگنے لگی۔اور پھر شاہ زمان سب کچھ بھول کر اُس سے محبت کرنے لگا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

(موجودہ حال)

www.novelsclubb.com

"یہ ہے اُس ماضی کا وہ راز جو آج تک صرف میرے اور زمان کے بیچ میں تھا۔اِس میں غلطی صرف زمان کی نہیں تھی۔میں بھی اِس سب میں برابر کا قصوروار ہوں۔"

ازمیر سر جھکا کر بیٹھا تھا۔ مرحا بھی اُس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"مجبوری کے باعث اگر خاموش رہا جائے تو وہ غلط نہیں ہوتا ازمیر۔"

مرحا نے تسلی دی۔

ظلم کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرنے والا ظلم کرنے والے سے زیادہ ظالم ہوتا ہے"

"مرحا۔

ازمیر کے اِس ایک جملے کے بعد اُس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ وہ چاہ کر بھی جھوٹی تسلی نہیں دے پا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ پولیس کے پاس جانا چاہتا تھا مگر میں نے اُسے روکا۔ کیونکہ اُن لوگوں نے کہا تھا" کہ ہو سکتا ہے قتل تم نے کیا ہو۔ اور خود کو بچانے کی خاطر ہم پر الزام لگا رہے ہو۔ تبھی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ بڑی پہنچ والے ہیں۔ اِس لیے میں نے اُسے

روکا۔ پھر میں نے سوچا کہ شاید یہ ایسے ہی کہہ رہے ہوں۔ زمان کو پولیس میں کمپلین کروانی چاہیے۔ مگر جب اُن لوگوں کو ہمارا سارا بائیو ڈیٹا مل گیا تو میں نے اُسے خاموش رہنے کو کہا۔ کیونکہ تب بات ہماری بہن اور ہمارے گھر پر آئی تھی۔ اور خانزادے اپنے گھر کی عزت کی خاطر خود کو قربان بھی کر سکتے ہیں۔ پھر یہ "انصاف تو ہماری بہن کے آگے بہت چھوٹا تھا۔

ازمیر سر جھٹکتا بولا۔ مرحا نے افسوس بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا۔ اُنہوں نے اپنی بہن کی خاطر خاموشی اختیار کر کی تھی مگر جس لڑکے کا قتل ہوا اُس کو انصاف دلانے کی کوشش کرنے والی بھی تو کسی بہن تھی۔

www.novelsclubb.com

جو ہو گیا سو ہو گیا ازمیر۔ میرے خیال ہے کہ ماضی کو جتنا ذہن پر سوار کریں گیں " تکلیف اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ جو ہو چکا ہے اُسے بھولنے کی کوشش کریں۔ اور اللہ سے دعا کریں بے شک اللہ اپنے بندوں کو بڑا سے بڑا گناہ بھی معاف کرنے والا ہے۔"

مرحا کے نرم لہجے میں سمجھانے سے اُسے اپنے دل میں سکون اُترتا محسوس ہوا۔

"بے شک میرا رب معاف کرنے والا ہے۔"

ازمیر نے نم آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔ مرحا نے بھی اُس کے کندھے پر سر ٹِکا کر اپنی نظروں کا زاویہ آسمان کی طرف کیا۔ جب دل کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے کوئی مخلص کندھا مل جائے نا تو انسان اپنے اندر کے تمام راز و نیاز کہنے سے نہیں جھجھکتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس کے ساتھ وہ اپنا بوجھ ہلکا کر رہا ہے نا وہ کبھی بھی اُس کو دنیا کے سامنے ذلیل و رسواء نہیں ہونے دے گا۔ اور مخلص شخص تو خدا کی طرف سے بہترین تحفہ ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

جو جُرم میں کر چکا ہوں نا اُس کے بدلے میں مجھے بلکل صحیح سزا دی ہے زندگی" نے۔ڈر گز کے اثر کی وجہ سے میں جب ہاسپٹل میں پڑا ہوا ہوتا تھا نا تب احساس ہوتا تھا کہ اُس وقت آواز نا اُٹھا کر میں کیا ظلم ڈھا چکا ہوں۔ نفرت ہو گئی ہے مجھے خود "سے۔اپنے وجود سے شدید نفرت کرنے لگا ہوں میں۔

اُس کے چہرے پر تکلیف کے اثرات صاف نظر آ رہے تھے۔آخر اپنے جُرم کا اعتراف کرنا آسان تھوڑی ہوتا ہے۔

اپنی بے بسی کا اظہار کرنا آسان تھوڑی ہے"

یوں کُھلے عام اعلان کرنا آسان تھوڑی ہے

زخموں کو چھیڑنا مذاق تھوڑی ہے

یوں دل کو چیڑنا آسان تھوڑی ہے

عداوتوں کو مول لے کر بیٹھنا خوشگوار تھوڑی ہے

یوں سب سے کٹ کر بیٹھنا آسان تھوڑی ہے

غمِ زندگی میں مسکرانا اور پھر مسکرا کر جینا مذاق تھوڑی ہے

دل میں درد اور چہروں پر مسکراہٹ سجانا آسان تھوڑی ہے

www.novelsclubb.com

آنسوؤں میں ڈوبی راتیں بُھلانا آسان تھوڑی ہے

یوں حقیقتوں کو جھٹلانا مذاق تھوڑی ہے

ہائے زندگی تیرے دیے زخم سہنا آسان تھوڑی ہے

"یوں خود کا مذاق اُڑانا آسان تھوڑی ہے

وہ جن زخموں کو دل میں کئی برس سے اپنے آپ سے بھی چُھپا کر جی رہا تھا آج اُن سب کا ذکر وہ اُس لڑکی کے سامنے خود اپنے منہ سے کر رہا تھا جو اُس کیلئے بہت ضروری ہو گئی تھی۔

کیا ہوا یوں خاموش کیوں ہو گئی ہو؟ کہا تھا نا سچ سننے کے بعد نفرت کرو گی مجھ "

"سے۔دیکھو یہ سچ سننے کے بعد تم بھی کچھ کہنے کے قابل نہیں رہی نا۔

شاہ زمان نے آنکھیں رگڑتے اُس کی جانب دیکھا۔مریرہ سر جھکا کر بیٹھی ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔

"مریرہ.... تم ٹھیک ہو؟"

شاہ زمان نے اُس کا چہرہ خود کی طرف موڑا۔آنکھوں میں بھرے آنسو شاہ زمان کو دیکھتے ہی تیزی سے بہنے لگے تھے۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔شاہ زمان اپنی تکلیف بُھلا تا اُسے سنبھالنے لگا۔

"مریرہ کیا ہوا ہے تم ٹھیک تو ہو نا؟ پلیز اِدھر دیکھو میری طرف۔"

شاہ زمان نے اُس کے آنسو صاف کیے۔

"میں... میں کتنی بڑی بیوقوف تھی.... میں آپ کو غلط سمجھتی رہی مگر اِس سب میں آپ تو بلکل بے قصور تھے۔میں سمجھتی تھی کہ آپ نے اپنی پہلی شادی چُھپا کر مجھ پر ظلم کیا ہے۔میں اپنے اللہ سے شکوہ کر رہی تھی۔مگر میں یہ نہیں جانتی تھی کہ ظلم تو وقت نے آپ کے ساتھ کیا ہے۔آپ نے اُس وقت جو کیا وہ اُس وقت آپ کی نظر میں صحیح تھا۔ہاں مگر آپ نے انصاف کا ساتھ نا دے کر واقعی ظلم کیا ہے۔"

ہچکیوں لیتی وہ شاہ زمان کے ہاتھ تھامے بول رہی تھی۔شاہ زمان بے حس و حرکت بیٹھا اُس کا ایک ایک لفظ سُن رہا تھا۔

"پتہ ہے شاہ جب ایک انسان کسی کو بُرائی کرتے دیکھے تو وہ اُسے روکنے کی کوشش کرے۔اگر بُرائی ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہیں روک سکتا تو دل میں اُسے بُرا جانے۔مگر یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔اور آپ نے تو اِسے زبان سے روکنے کی کوشش کی تھی نا تو اللہ پاک آپ کو معاف کر دیں گیں آپ پلیز خود کو قصوروار مت سمجھیں۔"

مریرہ کی بات پر شاہ زمان کے چہرے پر ہلکی سی مسکان آئی۔

"میں نے اِسے ہاتھ سے روکنے کی بھی کوشش کی تھی۔"

شاہ زمان کی بات پر وہ چونکی۔

ہاں میں وہاں تو پولیس کے پاس نہیں جا سکا تھا مگر یہاں میں گیا تھا پولیس کے پاس" "رپورٹ درج کروانے۔

"تو پھر کیا ہوا؟"

اُس کی بات پر مریرہ بے صبری سے بولی۔

پھر کیا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی وہ لوگ یہ ملک چھوڑ کر جا چکے تھے۔ کیونکہ " میں ڈرگز کے ٹریٹمنٹ کی وجہ سے ہاسپٹل ایڈمٹ تھا۔ اور اِسی دوران وہ بھاگ گئی "اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ۔

شاہ زمان کا چہرہ فریحہ کا ذکر کرتے سپاٹ تھا۔ یہ بات مریرہ نے باخوبی نوٹ کی تھی۔

"کیا آپ اُس سے اب بھی محبت کرتے ہیں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں اُس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتا۔وہ میری زندگی کے سب سے"
"بھیانک حادثے کا حصّہ تھی۔

"مگر وہ آپ کی محبت ہے۔"

مریرہ نے یہ سانس روکے سوال کیا۔

"ہاں وہ میری محبت تھی۔"

شاہ زمان کے کہنے پر مریرہ نے سختی سے آنکھیں میچی۔بس یہی وہ بات تھی جو وہ نہیں سننا چاہتی تھی۔

ہاں وہ میری محبت تھی۔محبت ہے نہیں۔مگر یہ بھی سچ ہے کہ شاید میں اب کبھی"
"بھی کسی سے بھی محبت نا کر سکوں۔کیونکہ محبت تو ایک ہی بار ہوتی ہے نا۔

"مجھے معاف کر دینا مریرہ میں تم سے کبھی محبت نہیں کر پاؤں گا۔"

شاہ زمان کی بات پر مریرہ نے آنکھیں کھولی۔کتنا اذیت ناک لمحہ ہوتا ہے ناجب کوئی کہتا ہے کہ وہ آپ سے محبت نہیں کر سکتا۔

"میں تم سے محبت نہیں کرتا ہوں مگر تم میرے لیے بہت ضروری ہو۔میری زندگی سے بھی زیادہ ضروری ہو۔اور میں تمہیں کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا۔"

شاہ زمان کی اگلی بات پر وہ بے یقین نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔شاہ زمان نے ثبات میں سر ہلا کر اُسے یقین دلایا۔مریرہ کی آنکھ سے تشکر کا آنسو گرا جو نیچے گرنے سے پہلے ہی شاہ زمان نے اپنی مٹھی میں قید کر کے اُسے بے مول ہونے سے بچا لیا تھا۔

"لڑکی بس کرو اتنے آنسو تو میں نے اپنے جُرم کا اعتراف کرتے نہیں بہائے جتنے تم مسلسل بہاتی جا رہی ہو۔"

شاہ زمان کی بات پر وہ کھل کر مسکرائی۔

مجھے نا یہ سب سُن کر آپ سے نفرت تو ہوئی ہی نہیں۔تو میں اب آپ کو چھوڑ کر"
"تو نہیں جا سکتی نا۔

وہ منہ بنا کر ایسے بولی جیسے سچ میں کوئی بہت بڑی بات ہو۔اُس کی بات پر شاہ زمان کا چہرہ فوراً بے تاثر ہوا۔

بات یہ ہے کہ مجھے نا یہ شاہ زمان خانزادہ پسند آ گیا ہے غلطی سے۔اِس لیے میں"
اب دونوں جہانوں میں بس اِسی سٹیچو کا ساتھ چاہتی ہوں۔بولیں مسٹر شاہ کیا آپ
"میرے ساتھ رہیں گیں ہمیشہ کیلئے پھر چاہے وہ دنیا ہو یا آخرت؟

مریرہ نے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔شاہ زمان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔مریرہ کو دیکھتے اُس نے ہاں میں سر ہلایا۔

یا اللہ کیا قسمت پائی ہے مریرہ خان نے بھی۔ہر جگہ لڑکے پرو پوز کرتے ہیں یا"
"ایسے سوال پوچھتے ہیں جبکہ یہاں ہر چیز کا حساب ہی اُلٹا ہے۔

وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"یو مین مسز خانزادہ رائٹ۔"

ہمیشہ کی طرح وہ اِس بار بھی اُس کو چیڑانا نا بھولا۔

"چلیں اب صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ایک کام کرتے ہیں نماز پڑھ کر ہی گھر چلتے ہیں۔"

شاہ زمان نے کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔

"کدھر پڑھیں گیں نماز؟"

www.novelsclubb.com

وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

"بس ہے ایک جگہ۔میری سب سے بڑی خواہش تھی کہ میں وہاں اپنی شریکِ حیات کے ساتھ نماز ادا کروں۔اور آج انشاءاللہ میری وہ خواہش پوری ہونے جا رہی ہے۔"

وہ مریرہ کو پوری طرح تجسّس میں ڈال چکا تھا۔

»«

سر جی ڈر گزوالے کیس کا تفصیلی جائزہ تو کب کا لے چکے ہیں۔ مگر اِس میں ملوث" جو جو بھی ہے اُس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو رہا۔اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

وہ تینوں ایک ساتھ ابھی ابھی پولیس سٹیشن پہنچے تھے جب کوئی اور انسپکٹر اُن کے قریب آیا۔

"اِس کیس کو میں اپنے طریقے سے ہینڈل کر لوں گا تم سب پریشان نا ہو۔"

عباد اُن سب سے کہتا اپنی جگہ پر جا کر سکون سے بیٹھ گیا۔

بس یار ہر بار کی طرح ہم ہی کامیاب ہو گیں دیکھنا۔اِس لیے سب سے پہلے تو آپ"
"نے گھبرانا نہیں ہے۔

احمد بھی عباد کے سامنے والی کرسی گھسیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔اپنی بات کہتا وہ ہنسنے لگا۔

سر کیسے نا گھبرائیں یہ کیس ہمارے لیے بہت زیادہ اہم ہے۔آپ دونوں کو کوئی"
"فکر ہی نہیں ہے۔ہمارے ملک کے مستقبل کا سوال ہے۔

وہ انسپکٹر ماتھے پر بل ڈالے پھر سے بولا۔

ہم اپنے ملک کے مستقبل کے سوال کا جواب دینا اچھے سے جانتے ہیں انسپکٹر"
"صاحب۔آپ اپنا خون مت جلائیں۔

عباد نے بھی اُس کی بات ہوا میں اُڑائی۔

"اوہ بھائی جب تمہارے سر جی نے کہہ دیا ہے کہ میں دیکھ لوگا تو سمجھو وہ سب کو دیکھ لیں گیں۔ چلو شاباش اپنے سر جی کیلئے تین چائے لاؤ۔"

اسد کرسی پر گرنے کے انداز سے بیٹھا۔

"سر جی آپ تین چائے پیئیں گیں۔"

شرجیل سر کھجاتا ہوا بولا۔

"نہیں یار شرجیل یہ دونوں مفت خور بھی تو میرے ساتھ بیٹھے ہیں۔اِن کے بغیر چائے پی کر میرا اپنا پیٹ خراب کروانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

عباد کی بات پر احمد اور اسد فخر سے سر اُٹھا کر سینا تان کر مسکرائے۔ جیسے اُن دونوں کی بیعزتی نہیں عزت ہو رہی ہو۔

ارے شرجیل صاحب تم بھی اپنا کپ لے کر یہی آ جاؤ۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ "
ایک کام کرو جتنے بھی لوگ اِس وقت ڈیوٹی پر موجود ہیں اُن سب کو بُلا لو۔ آج عباد
"صاحب کا دماغ ٹھنڈا ہے اِس لیے آج کی گرما گرم چائے اُن کی طرف سے۔

احمد دانت نکال کر بولا۔

ہاں ناجب بھی عباد سر کا موڈ اچھا ہوتا ہے تو سمجھ جایا کرو کہ وہ پھر سے کسی کو آزاد "
"کر کے آئیں ہیں۔ اور اب اِسی خوشی میں جشن ہو گا بھئی۔

اسد نے احمد کے ہاتھ پر تالی مارتے اُس کا بھرپور ساتھ دیا۔ عباد نے دونوں کو
گھورا۔ ساتھ میں شرجیل کو بھی آنکھیں دیکھائی جو اُن دونوں کی باتیں سنتا ہنس رہا
تھا۔

تمہارے کیوں دانت نکل رہے ہیں؟ چلو بھاگو اور اپنے سمیت صرف چار کپ "
چائے اِدھر لانا باقی سب کو اُن کی جگہ پر پہنچا دینا۔ تھانہ ہے یہ گھومنے پھرنے کی جگہ
"نہیں جہاں کوئی پارٹی نہیں چل رہی ہو۔

عباد اُن دونوں کو گھورتا شرجیل کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ہاں شرجیل صاحب جلدی چائے لانا۔ ویسے بھی عباد صاحب کے موڈ بدلنے کا پتہ "نہیں چلتا۔

احمد نے شرجیل کے جاتے ہی پھر سے ہنسنا شروع کر دیا تھا۔

"تم دونوں سُدھر جاؤ کہیں یہ نا ہو کہ مجھے ہی تم دونوں کو سیدھا کرنا پڑے۔"

عباد کی بات پر اسد تو منہ پر انگلی رکھ کر شرافت سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا مگر احمد اب بھی ہنستا ہوا عباد کو مزید چڑا رہا تھا۔

ہماری چھوڑو عباد صاحب آپ اپنی فکر کرو۔ آپ کی امّاں جان آپ کو سیدھا" "کرنے کیلئے آپ کے رشتے ڈھونڈ رہی ہیں۔ بس اب آپ اپنی خیر منائیں۔

احمد دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھ کر ریلیکس انداز میں بولا۔

"ارے یار یہ امی بھی نا۔ مجھے قید کروا کر ہی چھوڑیں گیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عباد نے سر تھام لیا۔

"یعنی ہماری بھابھی آنے والی ہیں۔اوئے ہوئے مزے۔"

اسد خوشی سے جھوم کر بولا۔احمد بھی اُس کا برابر ساتھ دے رہا تھا۔آج تو اُن دونوں کے انداز ہی الگ تھے۔عباد کی گھوریوں کا بھی اُن دونوں پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔اتنی مشکل سے تو عباد کو چیڑانے کا موقع ملا تھا وہ کیسے اِس موقع سے فائدہ نا اُٹھاتے۔

<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<

اذان کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی۔موسم سرد کی ٹھنڈک کانپنے پر مجبور کر رہی تھی۔فیصل مسجد میں صبح صادق کا وقت اور بھی حسین لگ رہا تھا۔سرد موسم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے باعث یہاں لوگوں کی تعداد نا ہونے کے برابر تھی۔ایسے میں فیصل مسجد کے بڑے سے صحن کی بیچ میں وہ کھڑا پوری توجہ سے نماز پڑھنے میں مصروف تھا۔اُس سے چند قدم پیچھے فاصلے پر اُس کی شریکِ حیات بھی اُس کا ساتھ دیتی اللہ پاک کے حضور سجدہ ریز تھی۔دونوں ہی سرد ہوائوں سے بے نیاز پوری دنیا سے بیگانہ ہو کر اپنی عبادت میں مشغول تھے۔ایک اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا جبکہ دوسری اللہ کا شکر ادا کرنے میں مصروف تھی۔سب سے پہلے شاہ زمان نے سلام پھیرا۔سلام پھیرتے ہی اُس نے فوراً پیچھے دیکھا جہاں مریرہ بھی اب سلام پھیر رہی تھی۔دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔

www.novelsclubb.com

"تو یہ تھی آپ کی سب سے بڑی خواہش؟"

مریرہ کے پوچھنے پر وہ مسکرایا۔

"ہاں یہ تھی میری خواہش کہ میں اپنی شریکِ حیات کے ساتھ فیصل مسجد میں صبح کی نماز ادا کروں۔"

وہ پُر سکون انداز میں بولا۔

"مگر ناولز میں تو ہیرو کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی شریکِ حیات کے ساتھ خانہ کعبہ میں نماز ادا کرے۔اور میں بھی ایک دفعہ وہاں جانا چاہتی ہوں۔"

اُس کے لفظوں میں شدت تھی۔وائٹ کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس وائٹ ہی حجاب چہرے کے گرد لپیٹے وہ بِنا کسی آرائش کے بہت پُر کشش لگ رہی تھی۔جب کہ اُس کی طرف دیکھتا شاہ زمان براؤن رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔سر پر سفید رنگ کی ٹوپی پہنے وہ مریرہ کو آج سے پہلے اتنا اچھا کبھی نہیں لگا تھا۔

"انشاءاللہ وہاں بھی ایک دن ضرور جائیں گیں۔مگر یہاں ایسے نماز ادا کرنے کی میری بہت بڑی خواہش تھی جو آج تم نے پوری کی ہے۔شکریہ مریرہ تم نے میرے لیے وہ کیا جو میں خود بھی خود کیلئے نہیں کر سکا تھا۔"

اُس کی آنکھیں پھر سے نم ہو گئیں تھیں۔

میں نے نہیں اللہ نے کیا ہے جو بھی کیا ہے۔میرے لیے تو میری بے رونق"
زندگی میں آپ مسیحا بن کر آئیں ہیں۔آپ کو میرے اللہ نے میرے لیے مسیحا بنا
"کر بھیجا ہے۔

مریرہ بھی آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھتی بولی۔اُس کی بات پر شاہ زمان
چونکا۔یہی بات تو وہ اکثر اُس کے خوابوں میں آکر کہتی تھی۔

ایک بات بتاؤ تم اکثر میرے خواب میں بھی مجھے یہی بات کہتی تھی کہ میں تمہارا"
"مسیحا ہوں۔ہاں میں تمہیں خواب میں دیکھتا تھا ہماری شادی سے بھی پہلے۔

وہ اپنی بات کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"ویسے تم مجھے اپنا مسیحا کیوں کہتی ہو؟"

مریرہ کے جواب نا دینے پر وہ پھر سے بولا۔

www.novelsclubb.com

ماما بابا کے جانے کے بعد میں بہت ٹوٹ چکی تھیں۔لوگوں کی تلخ باتیں اور آپو کی" خاموشی کو دیکھتے میں نے اپنے ٹوٹے وجود کا ایک خول بنالیا تھا۔میں دنیا والوں کیلئے ایک مضبوط لڑکی تھی مگر اصل میں میں بہت کمزور تھی۔میں راتوں سے ڈرتی تھی،مجھے بارش سے نفرت ہوگئی تھی،میں کار میں بیٹھنے سے گریز کرنے لگ گئی تھی۔میں بہت بکھر گئی تھی۔پھر جب آپ مجھے ملے تو میں نے سوچا کہ کوئی مجھ سے بھی زیادہ بکھرا ہوا ہو سکتا ہے۔جیسے آپ نے اپنی تکلیفوں کو نظر انداز کرتے مجھے میرے درد سے رہا کرنے کا سوچا بلکل ویسے ہی میں نے اپنے درد بُھلا کر آپ کو زندگی کی طرف واپس لانے کا فیصلہ کیا۔میں نے اللہ سے ایک ہی دعا شدت سے کی تھی کہ مجھے عشق ہو جائے۔اور اللہ نے میری اِس دعا کو آپ کی صورت میں قبول کر لیا۔میں بھی ٹوٹی بکھری ہوئی تھی اور آپ بھی زندگی سے بیزار تھے۔اور اللہ نے ہم دونوں کو ایک دوسرے سے ملا کر ہم دونوں کو مکمل کر دیا ہے۔اِس لیے "میں کہتی ہوں کہ آپ کو اللہ نے میرے لیے مسیحا بنا کر بھیجا ہے۔

www.novelsclubb.com

مریرہ کی بات پر اُس نے نم آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔بے شک اللہ اپنے بندوں کیلئے ہمیشہ بہترین کا انتخاب کرتا ہے۔یہ بات آج اُسے سمجھ آئی تھی۔

"پتہ ہے شاہ زندگی بہت ظالم ہے۔وہ آپ کو ایسے سبق سیکھاتی ہے جس کا کبھی آپ نے تصور بھی نہیں کیا ہوتا۔لوگ کہتے ہیں کہ موت ظالم ہے وہ کسی بھی وقت آجاتی ہے۔مگر میں کہتی ہوں زندگی ظالم ہے۔زندگی آپ کو کسی بھی لمحے کہیں سے بھی پٹخ سکتی ہے۔اگر زندگی ہو گی تو ہی موت آئے گی نا۔اگر زندگی ہی نا ہو تو موت کہاں سے آئے گی؟ تبھی میں کہتی ہوں کہ زندگی بہت ظالم ہے۔موت سے بھی زیادہ ظالم۔"

www.novelsclubb.com

اُس کی آنکھوں سے آنسوں پھر سے رواں ہو چکے تھے۔

"بس کرو مریرہ جتنے آنسو بہانے ہے آج بہالو۔آج کے بعد میں تمہاری آنکھوں میں ایک بھی آنسو برداشت نہیں کروں گا۔"

شاہ زمان اُس کے قریب آکر اُس کے آنسو صاف کرتا بولا۔

میں چاہ کر بھی دوبارہ محبت نہیں کر پاؤں گا۔ مگر میں یہ بات پورے وثوق سے" کہہ رہا ہوں کہ تم سے میرا رشتہ محبت سے کئی گہرا ہے۔ میں بس یہی جانتا ہوں کہ "تم میرے لیے بہت ضروری ہو۔

شاہ زمان کی بات پر اُس نے اپنی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اُس کی طرف اُٹھائی۔

میں کسی کی دوسری محبت بننا بھی نہیں چاہتی شاہ۔ کیونکہ دوسری محبت کا کوئی" "وجود ہوتا ہی نہیں ہے یہ جھوٹ محض انسان اپنے آپ کو بہلانے کیلئے بولتا ہے۔

اُس کی آواز میں چُھپا کرب شاہ زمان نے محسوس کیا تھا۔

ہاں میں جانتا ہوں۔ مگر پھر بھی تم میرے لیے بہت ضروری ہو۔ میری زندگی" "سے بھی زیادہ تم میرے لیے ضروری ہو۔

شاہ زمان کی آنکھیں اُس کے کہے لفظوں کی گواہی دے رہیں تھیں۔

"چلیں اب دعا تو مانگ لیں۔ پھر گھر بھی جانا ہے۔"

مریرہ کے کہنے پر اُس نے دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے۔ فیصل مسجد کے صحن میں بیٹھے وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے دعا مانگتے بہت اچھے لگ رہے تھے۔ آسمان میں پھوٹتی روشنی کی کرنیں اُن دونوں پر اپنا سایہ کر رہی تھی۔ یہاں وہاں اُڑتے ہوئے تمام پرندوں نے اُن دونوں کے ہمیشہ ساتھ رہنے کی دعا کی۔ جبکہ ٹھنڈی ہواؤں نے بھی اُن دونوں کی ہر دعا پر آمین کہا۔

www.novelsclubb.com

بعض اوقات دل بھی نرالے کھیل کھیلنے لگ جاتا ہے۔ انسان جس چیز سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے وہی چیز ہر بار اُس کے سامنے آجاتی ہے۔ اور جس چیز کو پانے کی شدت سے خواہش کرتا ہے وہ چیز اُس سے بہت دور ہو جاتی ہے۔ پتہ ہے میں اکثر

سوچتی ہوں کہ جو چیز ہمیں بہت عزیز ہوتی ہے وہی چیز ہماری لیے آزمائش کیوں بن جاتی ہے؟ ہم دن رات اُسی کو پانے کی دعائیں کرنے میں کیوں لگ جاتے ہیں؟

اِس بات کا جواب اِسی سوال میں ہے۔ جانتے ہیں کیسے؟ ہم جس چیز کو پانے کی خواہش کرتے ہیں ناوہ ہم سے اِس لیے دور ہوتی ہے تاکہ ہم اُس کی جستجو میں اپنے رب سے رجوع کر سکیں۔ اور ہمارا یقین مزید پختہ ہو جائے۔ بعض دفعہ وہ چیز ہمیں جلد مل جاتی ہے اور بعض دفعہ وہ چیز اور بھی دور ہو جاتی ہے۔ پتہ ہے میری ماما کہتی ہیں کہ مناہل کبھی کبھار جو چیز انسان کو حاصل نا ہو رہی ہو۔ وہ چیز انسان اللہ سے مزید گڑگڑا کر مانگنے لگتا ہے۔ اور اللہ کو اُس انسان کا گڑگڑانا بہت زیادہ پسند آجاتا ہے۔ تبھی وہ اُس انسان کو اُس چیز سے اور بھی دور کر دیتا ہے تاکہ اپنے بندے کو "اپنے قریب کر سکے۔

مناہل نے اپنے سامنے بیٹھی کوارمش کو نظر اُٹھا کر دیکھا۔ اُسے اُمید نہیں تھی کہ اتنی گہری بات ارمش کر سکتی ہے۔

www.novelsclubb.com

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو مناہل؟"

اُسے خود کی طرف مسلسل ٹکٹکی باندھے دیکھ کر وہ مسکرا کر بولی۔

"ارمش کہاں سے سُنی ہے تم نے اتنی گہری بات؟"

اُس کے پوچھنے پر ارمش کو اپنا حلق تک کڑوا ہوتا محسوس ہوا۔

"حد ہے یار کوئی اچھی بات کر دو تو سب یہ کیوں پوچھتے ہیں کہ کہاں سے سنی؟ بھئی
"میرا اپنا دماغ ہے میرا اپنا دل ہے میں خود سے بھی بول سکتی ہوں۔

وہ بُری طرح چڑ گئی تھی۔جب بھی کوئی کام کی بات کرتی تھی تو گھر میں سب ہی اُس سے یہی پوچھتے تھے کہ کہاں سے سنی؟ یہاں تک کہ ازمیر اور شاہ زمان اُس کا اِس بات پر اکثر مذاق اُڑاتے تھے۔ مگر آج مناہل کے پوچھنے پر وہ روہانسی ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

ارے نہیں سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا۔دراصل تم ایک دم کول بندی لگتی ہو" ناتو ایسی گہری باتیں تمہیں زیب نہیں دیتی۔بس اِس لیے مجھے لگا کہ شاید تم نے "کہیں سے سنی ہو۔

مناہل اپنی جگہ شرمندہ ہو گئی تھی۔وہ ارمش کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ہاں یار کول بندی تو میں ہوں۔کیونکہ اِس فریبی دنیا میں وہی انسان جی سکتا ہے جو" خود کو اِس سب سے دور رکھے۔ورنہ دنیا تو روتے ہوئے انسان کو مزید رُلا دیتی "ہے۔

ارمش سنجیدگی سے بولی۔

مناہل یہاں ہر انسان کو لگتا ہے کہ اُس کا دُکھ بہت بڑا ہے۔اُس کے درد زیادہ اہم" ہیں مگر اُن کو یہ اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ اگلا بندہ اُن سے بھی زیادہ تکلیف میں ہو سکتا "ہے۔

www.novelsclubb.com

بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی وہ دھیما سا مسکرائی۔ وہ دونوں اِس وقت گارڈن میں بیٹھے تھے۔ سورج کب کا طلوع ہو چکا تھا مگر آج خانزادہ حویلی میں کوئی آنکھ بھی نہیں سوئی تھی۔ وجہ شاہ زمان کا گھر سے غصّے کی حالت میں نکلنا تھا۔ کجا کہ مریرہ نے فون پر تسلی دے دی تھی مگر جب تک سب اُن دونوں کو صحیح سلامت نا دیکھ لیتے تب تک کسی کو بھی سکون کی نیند نہیں آنے والی تھی۔

"صحیح کہا ارمش ہم انسان ناضرورتوں کا پُتلہ بنتے جا رہے ہیں۔ ہم سب اپنے آپ کو مظلوم اور دوسروں کو ظالم سمجھ کر نا صرف بے حسی جیسا جُرم کر رہے ہیں بلکہ سب سے جدا ہوتے اِس کی سزا بھی کاٹ رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

مناہل نے بھی اُس کی تصحیح کی۔ کچھ تکلیف دہ یادیں ذہن میں آتے ہی مناہل کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"مناہل تم اداس نا ہوں۔ جو ہو چکا ہے اُسے بُرا خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔ ویسے بھی کچھ لوگ آپ کی زندگی میں اِس لیے لائے جاتے ہیں تاکہ وہ آپ کو بتا سکیں کہ

آپ کوئی فرشتہ نہیں ہے۔جو سب رشتوں میں برابری کر سکیں گیں۔وہ آپ کو ایک ایسا سبق سیکھانے کیلئے آتے ہیں کہ آپ دوبارہ کبھی اپنا اصل نا بھولیں۔انسان کو اپنا اصل ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔بس اُن لوگوں کے سمجھانے کا طریقہ ہمیں تکلیف دیتا ہے۔اور جو لوگ آپ کے کردار پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش کرتے ہیں نا وہ لوگ کبھی بھی انسان کے اصل کو داغدار نہیں کر سکتے۔یہ بات ایک دن ضرور ثابت ہوتی ہے۔پھر چاہے وہ دنیا میں ثابت ہو یا روزِ محشر کے دن اللہ کے سامنے "ثابت ہو۔

ارمش نے اُس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔کچھ لوگ آپ کی زندگی میں واقع خدا کی طرف سے بھیجے گئے انمول تحفے ہوتے ہیں۔جن سے بات کر کے آپ کی ہر تکلیف منٹوں میں ختم ہو جاتی ہے۔

www.novelsclubb.com

گاڑی کے روکنے کی آواز پر سارے اپنے کمروں سے باہر لاؤنج میں اکٹھے ہوئے۔ صبح کے تقریباً سات بجے کا وقت تھا۔رات کے نکلے ہوئے وہ دونوں اِس وقت گھر پہنچے تھے۔سب کی پریشان نظریں دروازے پر ٹکی تھیں۔جہاں سے اب شاہ زمان مریرہ کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہو رہا تھا۔خاموشی کے وجہ سے وہ لوگ سمجھے کہ سب سو گئے ہوں گیں تبھی دبے پاؤں اندر آ رہے تھے۔مگر سب کو اپنا منتظر پاتے دیکھ کر دونوں فوراً سیدھے ہوئے۔

زمان کہاں رہ گئے تھے یار؟تم ٹھیک تو ہو نا؟پلیز مجھے معاف کر دو میرے بھائی"

"تمہاری ہر تکلیف کا ذمہدار میں ہوں۔

ازمیر بے چینی سے اُس کے قریب آیا۔شاہ زمان نے مریرہ کی طرف دیکھا جس پر اُس نے پلکیں جھپکا کر اُسے اپنے ہونے کا یقین دلایا۔وہ چلتا ہوا ازمیر کے بلکل سامنے جا کر کھڑا ہوا۔دونوں بھائی ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ایک

دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔باقی سب سانس روکے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔شاہ زمان نے آگے بڑھ کر ازمیر کو گلے لگایا۔

"غلطی میری معافی مت مانگیں بھائی۔آپ کا زمان آپ سے کبھی خفا نہیں ہو سکتا۔ تھی میں نے بد تمیزی کی تھی آپ سے۔پلیز مجھے معاف کر دیں۔

تیمور خانزادہ نے فخر سے اپنے دونوں بیٹوں کو دیکھا۔جو کم از کم یہ تو جانتے تھے کہ اپنی غلطی کی معافی کیسے مانگنی ہے۔

"نہیں زمان میں اگر تمہیں تب مجبور نا کرتا تو شاید وہ سب نا ہوتا۔"

ازمیر اُس سے الگ ہوا۔مرحا خاموشی سے مریرہ کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"نا غلطی آپ کی ہے ازمیر بھائی نا ہی شاہ کی۔بس وقت کا تقاضا تب یہی تھا۔اور وہی سب ہونا قسمت میں لکھا تھا۔"

مریرہ کی بات پر مرحا مسکرائی۔وہ اپنی بہن کو اچھے سے جانتی تھی چاہے جو بھی ہو جائے مریرہ ہمیشہ سہی کا ساتھ دے گی۔

ویسے یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا گدھے؟خود تو غائب ہوئے ساتھ میں مریرہ کو" "بھی لے کر چلے گئے۔

تیمور خانزادہ مصنوعی غصّے سے بولے۔

بابا اب میں اپنی بیوی کو آپ کے ظلم کا شکار ہونے تو نہیں دے سکتا تھا نا۔اِس" "لیے ساتھ لے گیا کہ کہیں آپ میری معصوم بیوی سے کام نا کروائیں۔

وہ شرارت سے مسکراہٹ دباتے بولا۔

گدھے باپ کو ظالم کہتا ہے۔تیری وجہ سے ہم سب ساری رات ایک منٹ بھی" نہیں سوئے اور تو کہتا ہے کہ میں تیری بیوی سے کام کرواؤں گا۔یہ تیری بیوی سے "پہلے میری بیٹی ہے سمجھا۔آیا بڑا باپ کو ظالم کہنے والا۔

تیمور خانزادہ کی بات پر سب مسکرائے۔

"بلکل یہ میرے بابا ہیں آپ اِن کو کچھ مت کہیں۔"

مریرہ فوراً سے تیمور خانزادہ کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔

"کوئی نہیں میں ارمش خانزادی اپنے بھائی کیلئے انصاف کی جنگ لڑوں گی۔ شاہو

"بھائی آپ فکر نا کریں میں آپ کی وکالت کر دوں گی۔

ارمش نے جوش سے کہتی شاہ زمان اور تیمور خانزادہ کے بیچ میں آئی۔

"مہربانی اِس خانزادی کی۔ مجھے نہیں ضرورت تمہاری وکالت کی۔ جس طرح تم

نے ازمیر بھائی کی وکالت کی تھی نا مجھے اُس سے سبق مل گیا تھا۔ اب میرے باپ

"کی توبہ جو میں ارمش خانزادی دی کول گرل سے وکالت کی درخواست کروں۔

شاہ زمان نے تقریباً ہاتھ ہی جوڑ لیے تھے۔ باقی سب کا ہنس ہنس کر بُرا حال تھا۔

"باپ کی تو واقع توبہ ہو گئی ہے ایسے کاموں سے۔"

تیمور خانزادہ بڑبڑائے۔

"بابااااا"

ارمش پیر پٹختی اُن کے گلے سے جا لگی۔

"....زمان"

تیمور خانزادہ تنبیہ کرتے اُس کی طرف بڑھنے مگر ہر بار کی طرح اِس بار بھی زرمین بیگم دونوں کے درمیان آ گئی۔

"تیمور"

www.novelsclubb.com

وہ تیمور خانزادہ کو گھور کر بولی۔ازمیر اور شاہ زمان نے ایک ساتھ زوردار قہقہہ لگایا۔

بابا آپ ہمیشہ بھول جاتے ہیں کہ ماما کے بیٹوں کو کچھ نہیں کہنا ورنہ کہیں پھر سے"

"باہر نا سونا پڑے۔

شاہ زمان نے ازمیر کے ہاتھ پر تالی ماری۔

"ویسے آپ دونوں بھی خیال کریں مکافاتِ عمل بھی ہوتا ہے اب آپ دونوں کی بھی بیویاں ہیں جو اِس وقت آپ دونوں کو ہی گھور رہی ہیں۔"

مناہل کی بات پر اُن دونوں کی ہنسی کو بریک لگی اور تیمور خانزادہ کی ہنسی گونجی۔

"شاباش مناہل بیٹے صحیح جواب دیا ہے۔ چلو اب سارے سو جاؤ اپنے اپنے کمروں میں جا کر۔ ساری رات کے جاگ رہے ہو۔ اِس سے پہلے مزید دماغ خراب ہو سونا بہتر ہے۔"

اُن کی بات پر سب اتفاق کرتے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھے۔ آج اتنے عرصے بعد خانزادہ حویلی میں ایسے قہقہے گونجے تھے۔ وہاں کی ہر چیز نے اُن سب کی دائمی خوشیوں کی سچے دل سے دعا کی۔

«»«»«»»«»«»«»«»«»«»»«»«»«»

سر ہاسپٹل میں ڈر گز والے مریضوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ ہم کب اپنے"

"مشن پر کام شروع کریں گیں؟

اسد عباد کے سامنے فائلز رکھتے ہوئے بولا۔

آخر یہ ڈر گز لوگوں تک پہنچ کیسے رہا ہے؟ سکول اور کالجز میں تو نہیں ہے ڈر گز وہ"

"تو احمد نے سب چیک کر لیے ہیں پھر آخر وجہ کیا ہے؟

عباد پُر سوچ انداز میں بولا۔ تاثرات کافی حد تک سخت تھے۔ لب آپس میں سختی سے بھینچے وہ اسد کو گھور رہا تھا۔

سر معلوم نہیں جن لوگوں سے بیان لیا تھا اُن کا کہنا ہے کہ وہ بھی اِس بارے میں " کچھ نہیں جانتے۔ یہ معاملہ تو مزید خراب ہوتا جا رہا ہے سر جی۔ اُن لوگوں کا بھی "معلوم نہیں ہوا جن کا ظفر نے بتایا تھا۔ اب آگے کیا کرنا ہے سر؟

اسد دونوں ہاتھ پیچھے باندھے سنجیدگی سے اُس کی ہر بات کا جواب دے رہا تھا۔ کیونکہ عباد ملک اپنے کام کیلئے جنونی تھا اور وہ اپنے کام میں زرا سی بھی کوتاہی برداشت نہیں کرتا تھا۔

"مل گئے.... وہ لوگ مل گئے ہیں جن کا ظفر نے بتایا تھا۔"

احمد ہاتھ میں پیپرز پکڑے بھاگنے کے انداز سے اندر داخل ہوا۔ عباد کے سخت تاثرات اُس کی بات سُن کر کچھ نرم پڑے۔

ویری گڈ اے-ایس-پی احمد فراز۔ یعنی اب ہم اُنہیں فوراً ہراست میں لے سکتے " "ہیں۔

عباد جوش سے اپنی جگہ سے اُٹھا مگر احمد کی اگلی بات سے اُس کا سارا جوش ہوا ہو گیا۔

"سر جی ہم اُنہیں نہیں پکڑ سکتے کیونکہ وہ ملک چھوڑ کر جا چکے ہیں۔"

احمد کی بات پر وہ واپس کرسی پر ڈھے گیا۔

"یار اِس کیس کا دوسرا سرا تو مل ہی نہیں رہا۔"

اُس کی بات پر احمد کان کی لو مسلتا کرسی پر بیٹھا۔

"سر جی مگر انفرمیشن سے کچھ ہو سکتا ہے۔یہ دیکھیں میں سب لایا ہوں۔"

احمد دانت نکال کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"ابے کمینے انسان ایک ہی بار میں پوری بات نہیں کر سکتے۔لاؤ دو مجھے یہ پیپرز۔"

عباد نے گھور کر اُس کے ہاتھ سے پیپرز چھینے۔

اگر ایک ہی بار میں بتا دیتا تو بد دماغ پولیس والے کے خوفناک تاثرات کیسے "

"دیکھتا۔

احمد آنکھ مارتے ہوئے بولا۔

"اسد اے-ایس-پی احمد فراز کو آج پورے دن کیلئے لاک اپ میں ڈال دو۔ پھر اُنہیں معلوم ہو گا کہ پولیس والے کو بد دماغ کہنے کا کیا انجام ہو سکتا ہے۔"

وہ احمد کو خونخوار نظروں سے دیکھتا بولا۔اسد جی سر بولتا احمد کی طرف بڑھا۔

"سوری سر جی اب کوئی غلطی نہیں ہو گی۔"

احمد اُچھل کر دور ہوا۔اُس کی معافی مانگنے پر عباد سر جھٹکتا پیپرز کی طرف متوجہ ہوا۔احمد بھی سنجیدہ ہوتا واپس بیٹھا۔کیونکہ عباد کی کہی بات پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔

"اسد اب اِس کی دوبارہ آواز آئی نا تب ڈال دینا لاک اپ میں۔ابھی تم بھی بیٹھ جاؤ۔"

عباد کی اگلے حکم پر اسد بھی وہیں قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔جبکہ اُس کی بات کے بعد احمد کی آواز دوبارہ نہیں نکلی تھی۔

خانزادہ حویلی میں اِس وقت الگ ہی نظارہ دیکھنے کو مل رہا تھا۔ کوئی اِدھر جا رہا تھا تو کوئی اُدھر گھوم رہا تھا۔ چونکہ آج اتوار کا دن تھا تو سب کو چھٹی تھی اور سب ہی گھر پر موجود تھے۔ زرمین بیگم لاؤنج میں امّاں بی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ تیمور خانزادہ سٹڈی روم میں کچھ کام کر رہے تھے۔ مرحا، مریرہ، مناہل اور ارمش کچن میں مصروف تھی۔ کیونکہ آج چھٹی ہونے کی وجہ سے اُنہوں نے ہاجرہ بیگم اور سلمیٰ بیگم کو ڈنر پر انوائیٹ کیا تھا۔ اِس وجہ سے یہ چاروں کچن میں اُسی کی تیاری میں مصروف تھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کام صرف مرحا اور مناہل کر رہے تھے۔ جبکہ اُن کو تنگ کرنے کیلئے مریرہ اور ارمش باتوں میں مصروف تھیں۔ ازمیر اور شاہ زمان بھی کچن میں آ کر وہاں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ وہ لوگ کام کم اور باتیں

زیادہ کر رہے تھے۔ مرحانے ارمش کو کبرڈ سے کالی مرچ پاؤڈر نکالنے کو بولا۔ جس پر وہ اُٹھ کر کبرڈ تک گئی۔ مگر کبرڈ کھولتے ہی ارمش نے زوردار چیخ ماری۔ باقی سب اپنا کام روکے اُسے دیکھنے لگے جواب باہر کی طرف چیختی ہوئی بھاگی تھی۔ باقی سب حیرانگی سے اُسے دیکھ رہے تھے۔

"اِسے کیا ہوا ہے؟"

مریرہ کہتی ہوئی اُس کے پیچھے باہر بھاگی۔ باقی سب بھی اپنا اپنا کام چھوڑتے اُس کے پیچھے گئے۔ ارمش بھاگتی ہوئی لاؤنج کا دروازہ پار کرنے لگی تھی۔ جب اندر آتے عباد سے ٹکرائی۔ اگر عباد اُسے نا تھامتا تو دونوں نے بڑی زور سے نیچے گرنا تھا۔

"سنبھال کر خانزادی صاحبہ کہاں جا رہی ہیں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر؟"

وہ ارمش کو اپنے مقابل کرتے بولا۔ وہ ڈنر سے پہلے ہی ازمیر کے بُلانے پر احمد کے ساتھ یہاں آگیا تھا۔ مگر اب ارمش سے ٹکراتے ہی وہ سب بھولے اُسے دیکھ رہا تھا۔ پھولی ہوئی سانسیں اور چہرے پر اُڑی ہوائیاں وہ عباد کو عجیب لگ رہی تھی۔

"چھچھپکلی"

اُڑی ہوئی رنگت سے ارمش نے بولا۔اُس کی بات پر عباد پوری آنکھیں کھول کر اُسے دیکھنے لگا۔

"آپ مجھے چھپکلی کہہ رہی ہیں؟"

وہ حیرانگی سے بولا۔

"نہیں مسٹر پولیس والے اندر کبرڈ میں چھپکلی ہے۔مجھے بچالیں پلیز۔"

اُس کی طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھتے وہ چھوٹے بچوں کی طرح اُس سے بولی۔اتنے میں تیمور خانزادہ کے علاوہ سب ہی اُن کے قریب آچکے تھے۔کیونکہ سٹڈی روم دور ہونے کی وجہ سے باہر کی آوازیں صحیح سے نہیں پہنچتی تھی۔تبھی تیمور خانزادہ باہر کی آوازوں سے بے خبر تھے۔

www.novelsclubb.com

اُففففف گڑیا میں نے کہا پتہ نہیں کون سا جن دیکھ لیا ہے تم نے۔ڈرا ہی دیا ہے ہم سب کو۔"

ازمیر مذاق کرتے ہوئے بولا۔

"دیکھو مسٹر پولیس والے پہلے جا کر اُس چھپکلی کو گولی مارو پھر اندر آنا۔"

وہ سب کو اگنور کرتی عباد سے بولی۔اُس کی بات پر سب ہنسنے لگے۔

خانزادی صاحبہ آپ کا دماغ جگہ پر تو ہے۔میں آپ کو چھپکلیاں مارنے والا لگتا ہوں۔"

وہ اُس کی عجیب سی ضد پر چڑا۔

شکل سے تو اے-ایس-پی بھی نہیں لگتے۔دیکھو مسٹر نقلی پولیس والے اندر آنا ہے تو پہلے اُسے گولی مارنے پڑے گی۔پھر تم اندر آ سکتے ہو ورنہ ابھی یہاں سے چلے جاؤ۔"

www.novelsclubb.com

وہ ضدی لہجے میں بولی۔

"چھپکلی کو کون گولی مارتا ہے؟"

وہ حیرانگی سے اُس کا منہ تکنے لگا۔

"آپ ماریں گیں چھپکلی کو گولی۔اور میری بات سنیں جب تک میں چھپکلی کی لاش نہیں دیکھ لیتی آپ کو اندر نہیں آنے دوں گی۔"

ارمش اُسے خونخوار نظروں سے دیکھتے بولی۔ جیسے کبرڈ میں چھپکلی ہی عباد نے رکھی ہو۔

www.novelsclubb.com

"کیا ضد ہے یہ ارمش؟اندر آنے دو بچے کو۔"

زرمین بیگم کے غصّے سے بولنے پر وہ منہ بناتی لاؤنج میں صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔دوبارہ کچن میں جانے کی اُس نے غلطی سے بھی کوشش نہیں کی تھی۔

لو چاکلیٹ کی بحث ختم ہوئی تو چھپکلی کی بحث شروع ہو گئی۔واہ بھئی عجیب لوگوں"
"کی عجیب باتیں۔

احمد عباد کے قریب سرگوشی کرتا مناہل کے پیچھے چلا گیا۔

ویسے جتنے زور سے تم چیخی ہو نا ارمش ہمارے گھر کی دیواروں میں سوراخ ہو جانا"
"تھا۔

شاہ زمان اُس کے ساتھ بیٹھتا اُسے تنگ کرنے کی نیت سے بولا۔ارمش نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔وہ تو ابھی تک اِسی صدمے میں بیٹھی تھی کہ اُس نے چھپکلی اپنے اتنے قریب دیکھی تھی۔اور اگر چھپکلی اُس کے اوپر آجاتی تب تو ضرور اُس نے بیہوش ہو جانا تھا۔

دیواروں کا پتہ نہیں زمان صاحب میرے کان میں ضرور سوراخ ہو گیا"
ہے۔اُففففففف اتنی زور سے چیخی ہے خانزادی صاحبہ میرے تو کان میں درد
"ہونے لگا ہے۔

عباد کان مسلتا اُسے مزید چڑا رہا تھا۔

"بس کریں عباد بھائی اور باقی سب بھی سن لیں۔ خبردار جو کسی نے میری دوست کو تنگ کیا ورنہ میں بابا سے سب کی شکایت لگا دوں گی۔"

مریہ اُٹھ کر ارمش کے دوسری طرف آ کر بیٹھی اور باقی سب کو انگلی اُٹھا کر وارن کیا۔

"کہہ بھی کون رہی ہے جو خود چھپکلی سے ڈرتی ہے۔"

عباد نے ہنستے ہوئے اُس کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کو شرم تو نہیں آتی یہ آپ کی بیوی کا مذاق اُڑا رہے ہیں اور آپ ہنستے ہوئے سُن رہے ہیں۔"

مریہ کے توپوں کا رُخ عباد کی بجائے شاہ زمان کی طرف مڑا۔ وہ جو ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا ایک سنجیدہ ہوتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

اے-ایس-پی عباد ملک میری بیوی کو کچھ مت کہیے۔میری بیوی کسی سے نہیں"
"ڈرتی۔

شاہ زمان کی بات پر جہاں مریرہ نے عباد کو فخریہ نظروں سے دیکھا وہیں ارمش کا منہ کھل گیا۔

یااللہ یہی دیکھنے کو مل گیا تھا کیا؟یعنی بیوی کو کوئی کچھ نا کہے مگر بہن کا سب"
"بے شک مذاق اُڑاتے رہیں۔یااللہ اتنی ناانصافی میرے ساتھ ہی کیوں؟

ارمش دونوں ہاتھ اوپر اُٹھاتی شکوہ کرتے بولی۔

کوئی نہیں بچے صبر کرو بیوی سب کو پیاری ہوتی ہے۔تمہیں بھی کوئی بے چارہ مل"
"ہی جائے گا جو تمہاری سائیڈ لے۔

ازمیر بھی ہنستے ہوئے بولا۔

پھر تو میں دعا کرتی ہوں کہ ارمش خانزادی جس کے خوابوں کی رانی بنے گی وہ"
"جلدی مل جائے۔ کیونکہ میرے بھائیوں کا خون اب پیلا ہو گیا ہے۔

ارمش ڈرامائی انداز میں بولی۔ باقی سب کا زوردار قہقہہ اُس کی بات پر گونجا۔

"خون پیلا نہیں سفید ہوتا ہے بُدھو۔"

مریرہ نے مسکراہٹ دباتے اُس کے سر پر چپت لگائی۔

"ایک ہی بات ہے ہنہہ۔"

ارمش ہوا میں ہاتھ جھلاتی خود بھی ہنسنے لگی۔

www.novelsclubb.com

تم دونوں یہاں گپے لگانے کی بجائے کچن میں اُن دونوں کی مدد ہی کروا دو۔ سارا"
کام وہ دونوں اکیلی کر رہی ہیں۔ چلو شاباش جلدی سے جاؤ اور اُن کی ہیلپ کرواؤں
"کام چوروں۔

زرمین بیگم کی ڈانٹ پر وہ دونوں شرافت سے اُٹھتی کچن کی طرف بڑھی۔

«»«»»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»«»

اسلام آباد کی سڑکوں پر وہ آٹھوں رات کے بارہ بجے پیدل ہی چل رہے تھے۔آگے مریرہ، مناہل، مرحا اور ارمش ایک ساتھ چلتی باتوں میں مصروف تھیں جبکہ اُن سے کچھ قدم فاصلے پر ازمیر، عباد، شاہ زمان اور احمد منہ بنائے چل رہے تھے۔کیونکہ چاروں لڑکیوں میں سے کوئی بھی آج اُنہیں لفٹ نہیں کروا رہی تھی۔ڈنر کے وقت بھی وہ چاروں اپنے آپ میں مگن تھیں۔ٹھنڈی ہواؤں کے باعث لڑکیوں نے کندھوں پر شال لی ہوئی تھی۔جبکہ لڑکوں نے جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔سرد ہوا کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی۔بولنے کے باعث منہ سے بھاپ نکل رہی تھی۔مگر وہ آٹھوں سب کچھ بُھلائے اِس سردی کو انجوائے کر رہے تھے۔

"رُکو میری بات سنو۔"

ازمیر ایک دم اُن سب کے آگے آیا۔

"میں مرحا سے آج کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

ازمیر دھیرے دھیرے چلتا مرحا کے قریب آیا۔ باقی سب اُن کے ارد گرد کھڑے اُنہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

"چونکہ آج تین دسمبر ہے اور ٹھیک آج سے ایک ماہ پہلے اِسی تاریخ کو میری زندگی میں دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی آئی تھی۔ تو میں اپنی پیاری سی زوجہ محترمہ کو اِس خاص دن کی یاد میں ایک خوبصورت سا تحفہ دینا چاہتا ہوں۔ اور کچھ کہنا بھی چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

ازمیر ایک گھٹنا زمین پر ٹِکا کر نیچے بیٹھا۔ احمد نے اُس کے نیچے بیٹھنے پر سیٹی بجائی۔

"میں کہنا چاہتا ہوں کہ مرحا آپ جیسی پاکیزہ دل کی لڑکی کو پانے کے بعد میں خود کو دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان سمجھنے لگا ہوں۔ کچھ زیادہ نہیں بس یہی کہنا چاہتا

ہوں کہ میں آپ سے بے پناہ عشق کرتا ہوں مرحا۔میری زندگی میں آنے کیلئے اور اِسے خوشیوں سے آراستہ کرنے کیلئے میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔یہ "چھوٹا سا تحفہ مجھ ناچیز کی طرف سے قبول کریں۔

ازمیر نے جیب سے ڈبی نکالی اور کھول کر مرحا کے آگے کی۔نازک سی ڈائمنڈ رنگ ڈبی میں جگمگا رہی تھی۔مرحا نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھا۔

"زوجہ محترمہ کیا آپ دونوں جہانوں میں میری ہمسفر بننا چاہیں گیں؟"

ازمیر کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی۔آنکھوں میں چمکتی عشق کی خوبصورت داستان رقم تھی۔مرحا نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے ثبات میں سر ہلایا۔ازمیر نے اجازت ملتے ہی خوبصورت سی رنگ کو اُس کی ہاتھوں کی زینت بنایا۔باقی سب نے تالیاں بجا کر اُن کی دائمی خوشیوں کی دعا کی۔

"لو گڑیا اب تو خوش ہو؟"

ازمیر کھڑا ہوتا مریرہ کی طرف مڑا۔اُس کی بات پر مریرہ ناسمجھی سے اُسے دیکھنے لگی۔

"یاد ہے نا میں نے کہا تھا کہ ازمیر خانزادہ تب تمہاری آپو کو پرو پوز کرے گا جب اُس کا ہاتھ پکڑنے کا حق رکھے گا۔اور دیکھو آج ازمیر خانزادہ نے اپنی بیوی کا ہاتھ تھام کر اُسے پرو پوز کیا ہے۔"

مرحا کا ہاتھ تھام کر مریرہ کے سامنے کرتا وہ مسکرا کر بولا۔مریرہ سر کو خم دیتی کھل کر مسکرائی۔

"ویسے ازمیر بھائی شکر کریں میری آپو نے آپ کو لفٹ کروادی ہے ورنہ پھر آپ اپنی فسٹ منتھ اینیورسری کیسے مناتے؟"

مریرہ شرارت سے بولی۔

"ہاں تو اب ساری عمر شکر کرنے میں ہی گزرنی ہے اور کیا کرنا ہے۔"

ازمیر نے مرحا کو دیکھتے ٹھنڈی سانس خارج کی۔ مرحا اُسے گھورتی ہاتھ چھڑوا کر مریرہ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

"چلیں میر بھائی پھر سے لگ گیا آپ پر نو لفٹ کا بورڈ۔"

مریرہ نے مرحا کے گرد گھیرا بنا کر ازمیر کو زبان چڑائی۔

"ہاہاہاہاہاہااویسے وہ بھی کیا دن تھا جب میر بھائی نے اچانک ہی مرحا بھی کو پرو پوز کر دیا تھا۔"

ارمش ہنستے ہوئے بولی۔

"...پرو پوز نہیں کیا تھا"

"ہاں ہاں آپ نے صرف اپنے دل کی بات کہی تھی۔"

ازمیر کی بات کاٹتے ارمش اور مریرہ یک زبان بولے۔ایک دوسرے کو دیکھتے ہی وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔

www.novelsclubb.com

کیا ہو گیا ہے لڑکیوں آدھی رات کو یوں ہنستے ہوئے چڑیلوں کا ریکارڈ کیوں توڑ"
"رہی ہو؟

عباد یہاں وہاں دیکھتے مذاق میں بولا۔

اوہ ہیلو میری بیوی کو چڑیل نا بول وہ بہت سویٹ سی ہے۔میری بیوی کا چڑیلوں"
"سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔

احمد مناہل پر نظریں ٹِکائے بولا۔

میری بیوی بھی چڑیل نہیں ہے اوکے۔خبردار کسی نے میری مرحا کو چڑیل کہا"
"تو۔

www.novelsclubb.com

ازمیر بھی عباد کو وارن کرنے کے انداز میں بولا۔

میری وائفی سے تو چڑیلیں خود ڈر کر بھاگ جاتی ہیں۔اچھا سوری میری والی کو بھی"
"چڑیلوں سے دور رکھو۔

شاہ زمان ہنستے ہوئے بولا۔

"نہیں یہ ہمیشہ میرے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے یار؟ نہیں یہاں کیا مذاق چل رہا ہے؟ سب نے اپنی اپنی بیویوں کو بچا لیا ہے اور باقی کون رہ گیا ہے میں یعنی ارمش خانزادی۔ مطلب سب کی بیویاں انسان ہے اور میں چڑیل ہوں بھئی واہ۔ کاش کوئی ہوتا جو میرے لیے بھی آواز اُٹھاتا۔ کوئی میرے حق کیلئے بھی لڑتا۔ اللہ تعالیٰ دِس از ناٹ فیئر۔"

ارمش اُن سب کو گھورتی بیچارگی سے بولی۔

"نا میرا بے بی رونا نہیں ہے بلکل۔ اللہ پاک تمہیں بھی جلد کوئی آواز اُٹھانے والا دے گا۔"

مناہل نے اُس کے گال بچوں کی طرح کھینچے۔ عباد نے ایک نظر ارمش کو دیکھا مگر فوراً ہی چونکتے نظروں کا زاویہ بدلا۔ نجانے کیوں اُسے خود کا ارمش کو ایسے دیکھنا غلط لگا۔

"ارے آواز اُٹھانے والا نہیں چاہیے۔ نکھرے اُٹھانے والا چاہیے۔ آواز اور خرچے تو میں خود بھی اُٹھا سکتی ہوں۔ ایسا چاہیے جو کم از کم میرے بھائیوں کی طرح بے وفا نا ہو۔ اور مجھے اگنور نا کرے۔ اب میں آپ دونوں میں سے کسی سے نہیں بول رہی بے وفا لوگ۔"

ازمیر اور شاہ زمان کو گھورتی وہ پیر پٹختی آگے بڑھی۔ اپنے پیچھے اُسے باقی سب کے قہقہے سنائی دیے۔ یہ منظر یہاں سے کچھ دور دو آنکھوں نے نفرت آمیز نظروں سے دیکھا۔

"ہنس لو اچھی طرح ہنس لو۔ زور زور سے قہقہے لگاؤ۔ بس کچھ وقت اور پھر تم سب روگے۔ اور میں ہنسو گی۔ تم سب میری طرح اذیت ناک زندگی جیو گے اور میں سکون سے تم سب کو تڑپتا دیکھو گی۔"

زہر آلودہ لہجے میں وہ بولتی گاڑی آگے بڑھا گئی۔ جبکہ آنے والے وقت سے انجان وہ آٹھوں ایک دوسرے سے اُلجھتے نوک جھوک کرتے قہقہے لگاتے اُن لمحوں کو کھل کر جی رہے تھے۔

››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›

تیمور خانزادہ لاؤنج میں آئے۔ پورے گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ زرمین بیگم بھی کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھی۔ ویسے تو باقی تمام کاموں کیلئے ملازم موجود ہوتے تھے مگر کچن میں کھانا بنانے اور چھوٹی موٹی چیزیں وہ خود بناتے تھے۔ کیونکہ زرمین بیگم کا کہنا تھا خود کھانا بنانے سے برکت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ تبھی وہ خود ہی ہر چیز بناتی تھی۔ اب بھی وہ کچن میں اپنے اور تیمور خانزادہ کیلئے چائے تیار کر رہی تھی۔

"یہ سب بچے اِس وقت کہاں گئے ہیں؟"

تیمور خانزادہ نے کچن میں آتے سوال کیا۔زرمین بیگم جو چائے کپ میں انڈیل رہی تھی اُن کے بولنے پر ڈری۔کپ سے چائے چھلک کر باہر گرا۔

"کیا کر رہے ہیں تیمور ابھی چائے میرے اوپر گرتی۔"

وہ اُنہیں گھور کر بولی۔اُن کے گھورنے پر تیمور خانزادہ کے چہرے پر مسکان آگئی۔

"معافی چاہتا ہوں بیگم آئندہ آواز دے کر آؤ گا۔"

"اچھا چھوڑیں کیا کہہ رہے تھے؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں وہ میں پوچھ رہی تھا کہ بچے کہاں گئے ہیں اِس وقت؟"

وہ سب باہر ٹہلنے گئے ہیں۔عباد اور احمد بھی یہیں تھے نا تو ایسے ہی باہر گھومنے "

"پھرنے گئے ہیں۔مجھ سے اجازت لے کر گئے ہیں سب۔

"اچھا سہی اچھی بات ہے گھوم پھر آئیں ابھی اُن کے گھومنے پھرنے کے دن ہیں۔"

زرمین بیگم نے چائے کا کپ اُن کی طرف بڑھایا۔دونوں ساتھ ساتھ چلتے باہر لاؤنج میں صوفوں پر آکر بیٹھے۔

"... تیمور"

"ہمممم"

"میں سوچ رہی تھی عباد کتنا اچھا بچہ ہے ماشاءاللہ۔پولیس کی اتنی اچھی پوسٹ پر نوکری کرتا ہے۔فرمابردار اور بہت ہی نیک بچہ ہے۔دُراب بھائی اور رابیل بھابھی کے جانے کے بعد جیسے اُس نے مریرہ اور مرحا کا خیال رکھا ہے ایسے تو کوئی اپنا بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔"

www.novelsclubb.com

زرمین بیگم نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ کر تیمور خانزادہ کی طرف دیکھا۔

"ہاں ماشاءاللہ بہت ٹیلنٹڈ بچہ ہے وہ تو۔ویسے خیر ہے بیگم آج عباد کی اتنی تعریفیں کیوں ہو رہی ہیں؟"

تیمور خانزادہ نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے سرسری کہا۔

"تیمور میں سوچ رہی تھی کہ عباد ہماری ارمش کیلئے کیسا رہے گا؟"

زرمین بیگم کی بات پر تیمور خانزادہ کو اچھو لگا۔

"یہ کیسی بات کر رہی ہیں آپ بیگم؟ ہماری شہزادی کیلئے رشتوں کی کمی تھوڑی ہے۔ عباد اچھا ہے ہر لحاظ سے بہتر ہے مگر ہم ایسے کیسے خود سے اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں کر سکتے ہیں؟"

"خود سے کہاں کر رہیں ہیں ہم؟ سلمیٰ باجی نے خود رشتہ مانگا ہے ارمش کا۔ وہ ارمش کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔ تبھی میں بھی عباد کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہ ہماری ارمش کیلئے پرفیکٹ رہے گا۔"

زرمین بیگم کے کہنے پر تیمور خانزادہ سنجیدگی سے اُنہیں دیکھنے لگے۔

"مگر ہماری اور اُن کی سٹیٹس کا بھی تو فرق ہے۔"

تیمور خانزادہ یہ بات نہیں کہنا چاہتے تھے مگر زرمین بیگم کی بات سُن کر دھیرے سے گویا ہوئے۔

تیمور بیٹیوں کی شادی اگر پیسہ دیکھ کر کی جائے نا تو وہ کبھی خوش نہیں رہتیں اور" عباد کے گھر کون سا پیسے کی کمی ہے۔ماشاءاللہ حق حلال کا کماتا ہے۔میری مانے تو ہاں کر دیں سلمیٰ باجی نے جس محبت سے ہماری بیٹی کا رشتہ مانگا ہے نا مجھے پورا یقین "ہے کہ وہ ہمیشہ خوش رہے گی۔

زرمین بیگم کی بات پر وہ گہری سوچ میں پڑ گئے۔

"اچھا ازمیر اور شاہ زمان سے بات کر کے پھر کوئی فیصلہ کریں گیں۔"

اُن کی بات پر زرمین بیگم خوش ہو گئیں کہ کم از کم اب وہ اِس بارے میں سوچیں گیں تو سہی۔اور جس بات پر تیمور خانزادہ سوچتے تھے مطلب اُس بات کا جواب مثبت ہی ہونا تھا۔

››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››‹‹››

"شاہ....."

"شاہ....."

"کدھر ہیں آپ شاہ؟"

مریرہ کو کب سے پورے گھر میں ڈھونڈ رہی تھی۔ مگر اُس کا نام و نشان ہی نہیں مل رہا تھا۔ اب بھی وہ اُسے ڈھونڈتی اپنے کمرے میں آئی۔ خالی کمرہ اُس کا منہ چڑ رہا تھا۔ لان میں دیکھنے کی نیت سے وہ مڑی مگر ٹیرس کا کھلا دروازہ دیکھ کر وہ وہیں رُک گئیں۔ ٹیرس کا دروازہ کھلا تھا یعنی شاہ زمان ٹیرس پر ہی موجود تھا۔ نفی میں سر ہلاتی وہ ٹیرس کی طرف بڑھی۔ رف سے ٹراؤزر اور شرٹ پہنے وہ کینوس پر رنگ

بکھیرنے میں مصروف تھا۔ ساتھ پڑی ٹیبل پر مختلف رنگ پھیلے تھے جن کا استعمال وہ ہر تھوڑی دیر بعد کر رہا تھا۔ دوسری ہاتھ میں حسبِ معمول سیگریٹ تھی۔ سیگریٹ پر نظر پڑتے مریرہ کے ماتھے پر لاتعداد بل پڑے۔

"...شاہ"

اُس نے وہیں کھڑے آواز لگائی۔ اُس کی آواز سنتے ہی شاہ زمان گردن موڑ کر اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھتا مسکرایا۔

"یہ سب کیا ہے شاہ؟"

ماتھے پر تیوری چڑھائے وہ اُس کی طرف بڑھی۔

"یہ پینٹنگ ہے وائفی۔"

شاہ زمان نے ناسمجھی سے جواب دیا۔

میں پینٹنگ کی بات نہیں کر رہی شاہ۔ یہ کیا ہے؟ آپ پھر سے سیگریٹ نوشی کر"
"رہے ہیں۔ آپ نے اپنا وعدہ بھی پورا نہیں کیا۔

وہ خفگی سے بولی۔

"ارے پر میں نے وعدہ کب کیا تھا؟"

وہ مصنوعی حیرانی سے اُسے دیکھتا ہوا بولا۔

شاہ... مجھے آپ سے اُمید نہیں تھی۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ میں نے اپنے"
"خوف پر قابو پالیا مگر آپ.... آپ نے وعدہ خلافی کی ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ غصّے سے اُسے گھورتی بولی۔

یار بات تو سنو میری۔ یہ دیکھو یہ سیگریٹ نہیں جل رہی۔ میں مذاق کر رہا"
تھا۔ میں نے تمہاری آواز سُن لی تھی تبھی یہ اُٹھالی۔ بس تمہیں تنگ کر رہا تھا۔ پکا
"میں نے نہیں پی سیگریٹ۔

وہ اُسے سیگریٹ دیکھاتے ہوئے بولا۔ مریرہ نے ایک نظر سیگریٹ کو دیکھا۔ وہ واقع ہی بلکل نئ تھی۔

"مجھے کیا پتہ آپ جھوٹ بول رہیں ہوں۔ مجھے بیوقوف بنا رہے ہوں۔"

مریرہ نے سینے پر ہاتھ باندھ کر اُسے دیکھا۔

یار سچ بول رہا ہوں پرامس۔ جب سے تم سے وعدہ کیا ہے تب سے سیگریٹ نہیں"

"پی۔ اچھا یہ سب چھوڑو یہ دیکھو۔

شاہ زمان نے پینٹنگ کی طرف اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا دیکھوں؟"

مریرہ چڑ کر بولی۔

تمہیں میری بنائی پینٹنگ پسند ہے نا۔اور دیکھا جائے تو آج ہماری بھی فسٹ منتھ " نکاح اینیورسری ہے تو میں نے تمہارے لئے ایک چھوٹی سی پینٹنگ بنائی ہے۔اُمید "ہے تمہیں پسند آئے گی۔

شاہ زمان مسکرا کر اُسے دیکھتا ہوا بولا۔مریرہ دلچسپی سے آگے بڑھی۔پینٹنگ پر نظر پڑتے ہی اُس کی آنکھوں میں حیرانگی اُبھری۔دیکھتے ہی دیکھتے اُس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔

"یہ بہت خوبصورت ہے شاہ۔"

وہ نم آنکھوں سے پینٹنگ کو دیکھتے مسکرائی۔پینٹنگ میں دو خوبصورت رنگین ہاتھ بنے تھے جنہوں نے پینٹنگ میں ہی ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

یہ اِس تصویر میں تمہارا اور میرا ہاتھ ہے۔اور جیسے اِس پینٹنگ میں ہمارا ہاتھ ایک " دوسرے کے ہاتھ میں ہے نا انشاءاللہ ویسے ہی ساری زندگی ایک دوسرے کے "ہاتھ میں ہی رہے گا۔

شاہ زمان نے اُس کا ہاتھ تھاما۔اپنے آنے والے وقت سے انجان کہ کوئی ہے جو اُن دونوں کا ہاتھ ایک دوسرے سے الگ کرنے والا ہے۔کوئی ہے جو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔

"مریرہ....اوہ سوری۔"

مرحا خوشی سے کِھلتی سیدھا وہاں آئی۔دونوں کو ساتھ کھڑا دیکھ کر اُسے اپنی بیوقوفی کا شدت سے احساس ہوا۔

"کیا بات ہے آپو سب ٹھیک ہے نا؟"

مریرہ اُس کے اچانک آنے پر متحیر ہوئی۔

ہاں ہاں سب ٹھیک ہے بلکہ بہت اچھا ہے۔وہ ہمیں انٹرنیشنل لیول پر آرڈرز ملے" "ہیں۔

وہ پھولی ہوئی سانسوں پر قابو پاتی بولی۔

"سچ میں آپو۔"

"ہاں بلکل سچ۔مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ای میل موصول ہوئی ہے۔"

"مبارک ہو پھر تو آپو آپ کو۔"

مریرہ خوشی سے اُس کے گلے لگی۔شاہ زمان بھی دونوں کو دیکھتا مسکرایا۔

"مبارک ہو آپ دونوں کو۔یہ خوشی کا موقع ہے پلیز روئیں تو مت۔"

اُس کے مبارک دینے پر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئیں۔دونوں کی آنکھیں نم تھیں۔اُن کا خواب حقیقت بننے جا رہا تھا۔یہ بات اُن کیلئے نا قابلِ یقین تھی۔خان برانڈز کا نام اب انٹرنیشنل لیول پر بھی آئے گا یہ بات قابلِ فخر تھی۔دُراب خان کا دیکھا گیا خواب اب اُن کی بیٹیوں کے ذریعے پورا ہو رہا تھا۔اُن کی یاد آتے ہی اُن دونوں کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔وقت واقع کسی کیلئے نہیں رُکتا جو خواب کسی زمانے اُنہوں نے دیکھا وہ اب جا کر حقیقت کا روپ دھار رہا تھا۔

انسان خوابوں کے رنگین دنیا میں کھویا رہتا ہے۔اِس بات سے بے خبر کہ بُرا وقت کبھی بھی آسکتا ہے۔اور بُرے وقت میں تو سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔پھر وہ خوابوں کی رنگین دنیا جسے آپ حقیقت بنانا چاہتے ہیں وہ کسی اور کی تعبیر بن جاتی ہے۔اور آپ اتنے بے بس ہوتے ہیں کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے خوابوں کو کسی دوسرے کی تعمیر بنتا دیکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔اُس وقت آپ کی تکلیف اور اذیت کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔کیونکہ کچھ خواب ہمارے دل کے بہت قریب ہوتے ہیں اور اُن کے ٹوٹتے ہی ہم خود بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

احمد یہ ساری پُرانی ایف آئی آر کی فائلز ہیں۔ہم ایک دفعہ اِنہیں بھی دوبارہ"
"دیکھیں گیں ہو سکتا ہے کسی نے ڈرگز کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی ہو۔

اپنے سامنے پڑیں فائلوں کے ڈھیر پر نظر ڈالے وہ احمد سے بولا جو بیزاری سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

اِن سب سے کون سا اصل مجرم پکڑا جائے گا عباد۔اِن سب کا کوئی فائدہ نہیں"
"ہونے والا۔

احمد نے فائلوں کے ڈھیر پر سرسری سی نظر ڈالی۔

فائدہ ہو یا نا ہو ہمیں یہ سب دوبارہ دیکھنی ہی ہو گیں۔کیونکہ مجرم تک پہنچنے کا بس"
یہی راستہ ہے۔ظفر کے بتائے ہوئے لوگ بھی ملک چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے؟ جتنا اِس کیس کو سُلجھانے کی کوشش کر رہے ہیں اُتنا ہی اُلجھتا جا
"رہا ہے۔

عباد نے ایک فائل اُٹھائی اور اُس پر غور و فکر کرنے لگا۔

"ویسے ظفر نے کن لوگوں کے نام بتائے تھے؟"

احمد نے بھی ایک فائل اُٹھالی۔

"شاید حماد نام بتایا تھا اُس نے۔ اُس نے کہا تھا حماد اِس ڈرگز والے گروہ کا مین بندہ ہے۔ ہمیں پورا فوکس اُسی کو کرنے میں لگانا ہے۔ پتہ نہیں کہاں مرا پڑا ہے یہ حماد جو مل ہی نہیں رہا۔ ایک دفعہ مل جائے بس پھر مجھ سے نہیں بچ پائے گا۔"

عباد نے غصّے سے ایک فائل کے اوپر دوسری فائل پٹخی۔ پھر ڈھیر میں سے ایک فائل اور اُٹھا کر اُس کے ورق گردانی کرنے لگا۔

"ہمم تم فکر نا کرو بہت جلد مل جائے گا یہ حماد نامی گھٹیا شخص ہمیں۔ ویسے بھی کوئی بھی مجرم عباد ملک اور احمد فراز سے زیادہ دیر نہیں بچ سکتا۔ خیر یہ بتاؤ خانزادہ حویلی جا رہے ہو نا آج؟"

"کیوں وہاں کیوں جانا ہے آج؟"

عباد یار پھر بھول گئے حد ہے۔ازمیر نے بار بار کہا تھا وقت پر آنا اور یہاں نواب زادے کو یاد ہی نہیں ہے کہ کیوں جانا ہے وہاں۔آج اینیورسری کی پارٹی ہے ناشاہ زمان اور ازمیر کی۔"

احمد سر پر ہاتھ مارتے بولا۔

"اوہاں میں بھول گیا تھا۔اصل میں اِس ڈرگز والے کیس کا پریشر ہی اتنا ہے کہ کچھ یاد ہی نہیں رہتا۔"

عباد کی نظریں ابھی بھی فائل پر تھیں۔

"اچھا اِسے تو بند کرو۔میرا خیال ہے ابھی مال چلتے ہیں۔میں نے آج کے گفٹس بھی لینے ہیں۔اور تھوڑا ذہن بھی فریش ہو جائے گا۔"

احمد نے اُس کے ہاتھ سے فائل چھینی۔اور ہاتھ کھینچ کر اُسے اُٹھایا۔

"اگر میں نا ہوتا تو تم نے تو کام کی ٹینشن لے لے کر گنجا ہو جانا تھا عباد۔"

احمد نے اُس کے گھنے کالے بالوں کو دیکھتے ہوئے اشارہ کیا۔

"ہاں تم تو جیسے میری بیوی ہو نا۔"

عباد نے اُس کی بات ہوا میں اُڑائی۔

"وہ بھی بس آنے والی ہے۔ پھر میری ڈیوٹی ختم اور اُس کی ڈیوٹی شروع۔ دیکھنا تیر کی طرح سیدھا رکھے گی وہ تمہیں۔"

احمد ہنستے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"کون آنے والی ہے؟ اور کون رکھے گی مجھے سیدھا؟"

عباد نا سمجھی سے بولا۔ اُس کی بات پر احمد نے دانتوں کے نیچے زبان دبائی۔

"وہ... وہ تیری آنے والی بیوی اور کون۔ تو بھی نا۔ چل جلدی شام کو وہاں بھی جانا ہے۔"

احمد بات پلٹتا تیزی سے جیپ کی طرف بڑھا۔اُس کے پیچھے عباد بھی سر جھٹکا ہوا جیپ کی طرف بڑھا۔

»«

بلیک کلر کی گھیرے دار میکسی پہنے وہ آئینے کے سامنے مسکراہٹ سجائے خود کو کب سے تک رہی تھی۔ بال سٹریٹ کیے کُھلے چھوڑے ہوئے تھے۔ ہلکے سے میک اپ میں وہ آئینے میں اُبھرتا اپنا عکس دیکھ رہی تھی جو آج الگ ہی انداز بیان کر رہا تھا۔رات کو آتے ہی زرمین بیگم نے اُس کے رشتے کے بارے میں بتایا تھا۔اور وہ تب سے صرف عباد کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔ عباد اُس کیلئے ہر طرح سے پرفیکٹ لائف پارٹنر تھا۔ تبھی اُس نے اِس رشتے کیلئے رضامندی دے دی تھی۔ عباد کا عکس آئینے میں اُبھرتے اُس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی۔

بی ریڈی مسٹر پولیس والے اب سے یہ خانزادی صرف اور صرف آپ کی"

"ہے۔

زیرِلب بولتی وہ گلاب کی طرح کِھلکھلائی۔

"آہم آہم کیا بات ارمش صاحبہ؟اتنی خوشی کس بات ہے خیریت تو ہے؟"

کالے رنگ کی گھیر دار فراک کو دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر دھیما سا چلتی ہوئی مناہل اندر آئی۔آدھے بالوں کو کیچر میں قید کیے اور باقی بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا۔پنک کلر کی لپسٹک اور آنکھوں پر مسکارا لگائے وہ خوبصورتی کی اعلیٰ مثال لگ رہی تھی۔

ہاں نا مینو خوش کیوں نا ہوں میں آخر اب میں بھی سنگل نہیں رہوں"

"گی۔اُففففف کتنا مزا آئے گا نا میں خانزادی سے پولیس والے کی بیوی بن جاؤ گی۔

مناہل کا ہاتھ پکڑتی وہ اپنے ساتھ اُسے بھی گُھما رہی تھی۔پورے کمرے میں دونوں کی کِھلکھلاہٹیں گونج رہی تھیں۔

تو بہ لڑکی اِس موقع پر تو لڑکیاں حیا کے مارے کچھ کہتی ہی نہیں ہیں اور ایک تم ہو" جو منہ پھاڑ کر کہہ رہی ہو کہ میں خانزادی سے پولیس والے کی بیوی بن جاؤں "گی۔

مناہل نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

اللہ اللہ امینو تم نے وہ نہیں سُنا جس نے کی شرم اُس کے پھوٹے کرم۔اور ویسے" بھی اپنے ہونے والے خسم کے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑنے میں کیسی شرم؟ میں "کون سا اُن سے ملنے جا رہی ہوں۔

ارمش آئینے میں دیکھتی اپنا دوپٹہ کندھے پر درست کرنے لگی۔مناہل نے پیچھے سے اُس کے کھلے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

ویسے جب سے تمہارے رشتے کی بات چلی ہے تم ماشاءاللہ کچھ زیادہ نہیں خوش" "ہو رہی۔کیا بات ہے خانزادی صاحبہ کہیں پولیس والے پر دل تو نہیں آ گیا؟

مناہل نے شرارت سے اپنا کندھا اُس کے کندھے سے ٹکرایا۔

"نہیں ابھی دل تو نہیں آیا مگر جیسے حالات ہیں لگ رہا ہے بہت جلد ہم اُنہیں دل دے دیں گیں۔"

ارمش نے مسکراہٹ دباتے کہا۔

"چلو پھر نیچے کہیں تمہارے ہونے والے خسم آ ہی نا گئے ہوں۔"

مناہل نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

"نا کرو مینو مجھے شرم آ رہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

ارمش نے دونوں ہاتھ اپنے منہ کے آگے رکھے۔

"اوہ ہیلو ابھی تو کوئی شرم نہیں آ رہی تھی۔ بند کرو یہ ڈرامے اور چلو ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔"

مناہل اُس کے بازو سے پکڑتی نیچے کی طرف بڑھی۔ کیونکہ اگر وہ ارمش کے ڈراموں سے اچھی طرح واقف تھی۔ جب تک وہ کھڑی رہتی ارمش کے ڈرامے ختم نہیں ہونے تھے۔

››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›››‹‹›

خانزادہ حویلی کے لان میں سارے فنکشن کا انتظام کیا گیا تھا۔ گولڈن کلر کی فیری لائٹس نے پورے لان کو اپنی روشنی کے ریزِ سائے لیا ہوا تھا۔ پورا لان روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ لان کے درمیان میں دونوں کپلز کیلئے دو ٹیبلز لگی تھیں۔ دونوں ٹیبلز مختلف قسم کی چیزوں سے آراستہ تھیں۔ پارٹی کا تھیم کلر بلیک تھا۔ یہ تھیم صرف گھر والوں کیلئے تھی۔ اِس لیے سبھی گھر والوں نے بلیک کلر کے لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ باقی مہمانوں کے بیٹھنے کیلئے پورے لان میں چیئرز اور ٹیبلز لگی

تھیں۔دونوں ٹیبلز کے درمیان میں مرحا بلیک کلر کی ساڑھی میں ملبوس مسکرا رہی تھی۔سر پر سیم کلر کا حجاب لیا ہوا تھا۔آج اُس نے حسبِ معمول تھوڑا ہیوی میک اپ کیا تھا۔تبھی ازمیر کی نظریں اُس سے نہیں ہٹ رہیں تھیں۔اُس کے سامنے بلیک تھری پیس میں ملبوس، بھورے بالوں کو جیل لگا کر پیچھے کی طرف سیٹ کیے ازمیر اپنے فون میں مرحا کی پکچرز کلک کر رہا تھا۔مرحا کے ساتھ مریرہ کھڑی تھی جوارمش سے ملتی جلتی میکسی میں ملبوس تھی۔سر پر کیے حجاب اور ہلکا پھلکا سا میک اپ میں وہ مزید خوبصورت لگ رہی تھی۔یہاں سے کچھ فاصلے پر دیکھا جائے تو عباد اور احمد کے ساتھ کھڑے شاہ زمان کے آج انداز ہی نرالے تھے۔بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ اُن دونوں سے باتیں کرتا ساتھ میں مریرہ کو بھی اپنے نظروں میں قید کیے ہوئے تھا۔عباد بھی آج بلیک کلر کی پینٹ کوٹ میں ملبوس ارمش کے نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ساتھ کھڑا احمد بھی بلیک کلر کے پینٹ شرٹ پہنے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔تیمور خانزادہ بھی بلیک کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس تھے جبکہ

www.novelsclubb.com

زرمین بیگم نے بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے کو ترجیح دی تھی۔خانزادہ حویلی میں سب ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہے تھے۔

آسمان میں موجود چاند اور ستاروں خوشی سے جھومتے ہوئے اُن کی خوشیوں میں شریک ہوئے۔ سرد ہوائیں یہاں سے وہاں کِھلکھلاتی اُن سب کے خوشی سے جگمگاتے چہرے پر قربان ہو رہیں تھیں۔کائنات کی ہر چیز ہی اُن کی خوشیوں میں شریک تھیں اور اُن کی دائمی خوشیوں کی دعائیں کر رہی تھیں۔ مگر وہیں دور کھڑی قسمت نے افسوس بھری نگاہوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔وہ آنے والے بُرے وقت کے بارے میں جان کر بھی اُن لوگوں کیلئے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔بس بے بسی سے اُن سب کے خوشی سے جگمگاتے چہرے دیکھ رہی تھی جو کچھ ہی دیر میں ویران ہونے والے تھے۔

www.novelsclubb.com

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»

پولیس پیچھے لگی ہوئی ہے ہمارے اور تم ہو کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہو۔آخر" انتظار کس بات کا ہے؟جو کرنا ہے جلدی کرو۔ہمارے پاس یہاں رکنے کیلئے زیادہ "وقت نہیں ہے۔

وہ بیزاری سے اپنے ناخنوں پر نیل پالش لگاتے اُس شخص کی باتیں سُن رہی تھیں۔

ڈارلنگ بس کچھ دیر رُک جاؤ۔آج ہمارا کام ہو جائے گا پھر ہم آزادی سے گھومیں" "گیں۔میں بلکل تیار ہوں بلکہ نکلنے ہی لگی ہوں۔

وہ ناخنوں پر پھونک مارتی نزاکت سے بولی۔

"آج کام پورا ہونا چاہیے ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا سمجھی۔"

وہ تیزی سے اُس کی طرف آیا۔اور اُس کے بال پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔درد کے مارے اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مگر ہونٹوں سے ایک لفظ بھی ادا نا کیا۔شاید وہ اِس قسم کے جارحانہ رویے سہنے کی عادی تھی۔وہ آدمی اُس کے بال کھینچتا گالی گلوچ کرتا چلا گیا۔

بس تیار رہو تم سب۔اپنے اوپر کیے ہر ظلم کا بدلہ لینے آ رہی ہوں میں۔آج تم" "سب کی بربادی تم سب کو اپنی لپیٹ میں لینے والی ہے ہاہاہاہاہاہا۔

آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کرتی وہ پاگلوں کی طرح قہقہے لگا رہی تھی۔وہاں کے در و دیواروں نے خوف سے اُس ظالم عورت کو دیکھا جو اپنی تسکین کی خاطر کسی کی خوشیاں اُجاڑنے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک منٹ میری بات سُن لیں۔"

ٹیبل کے قریب سب گھر والے کھڑے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔جب زرمین بیگم کے اشارے پر تیمور خانزادہ نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ینگ جنریشن بھی وہیں کھڑی تھی۔

سلمیٰ بہن میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اِس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں"

"ہے ہمیں یہ رشتہ منظور ہے۔

تیمور خانزادہ کی بات پر عبادنا سمجھی سے کبھی اُنہیں اور کبھی اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ تیمور خانزادہ اُس کی ماں سے کس بارے میں بات کر رہے ہیں۔

بہت شکریہ بھائی صاحب۔آپ نے میری خواہش پوری کر کے مجھے سرخرو کر دیا"
"ہے۔آج سے ارمش میری بہو نہیں میری بیٹی ہے۔آپ بے فکر ہو جائیں۔

سلمیٰ بیگم کی بات پر عباد بے یقینی سے اُنہیں دیکھنے لگا۔بھلا وہ اور ارمش کیسے ایک ہو سکتے ہیں؟کہاں وہ عام سا پولیس کی نوکری کرنے والا مڈل کلاس لڑکا اور کہاں وہ شہزادیوں کی سی زندگی گزارنے والی ہائی کلاس لڑکی۔بھلا یہ بھی کوئی جوڑ ہے۔

یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں امی؟ایسا نہیں ہو سکتا میں ارمش صاحبہ سے شادی"
"نہیں کر سکتا۔

اُس کی بات پر وہاں موجود سب لوگ خاموش ہو گئے۔ارمش کا خوشی سے کِھلکھلاتا چہرہ اُس کی بات پر ایک دم بجھ گیا۔

کیا بکواس کر رہے ہو عباد؟تم دونوں کا رشتہ پکا ہو گیا ہے تم ایسے کیسے کہہ سکتے"
"ہو؟

سلمیٰ بیگم نے غصّے سے اُسے گھورا۔عباد نے غلطی سے بھی ارمش کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔اگر وہ دیکھ لیتا تو شاید جان لیتا کہ وہ کیسے کسی کے معصوم خوابوں کو بے دردی سے کچل رہا تھا۔

"آپ مجھ سے تو پوچھ لیتی امی۔میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو تکلیف ہوئی۔مگر میں یہ شادی نہیں کر سکتا۔"

عباد نظریں جھکا کر بولا۔اِس سے پہلے کہ کوئی اور کچھ کہتا مین گیٹ سے پولیس کے اہلکار تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

تیمور خانزادہ ماتھے پر بل ڈالے اُن سے گویا ہوئے۔

"مسٹر شاہ زمان خانزادہ کے خلاف ہمارے پاس اریسٹ وارنٹ ہے۔ہم اُنہیں گرفتار کرنے آئیں ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اُن میں سے ایک پولیس اہلکار آگے آتا ہوا بولا۔ وہاں موجود ہر شخص کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

"کیا مذاق ہے یہ کیا کیا ہے میرے بھائی نے؟"

ازمیر غصّے سے بولا۔

"مجھ سے پوچھیں کیا کیا ہے آپ کے اِس معصوم بھائی نے۔"

پیچھے سے آتی کسی لڑکی کی آواز پر وہ سب وہاں دیکھنے لگے۔ وائٹ کلر کی چست جینز اور ریڈ کلر کی ٹاپ پہنے، ریڈ ہی کلر کی پینسل ہیل پہنے وہ شیطانی مسکراہٹ سجائے آگے آئی۔ گولڈن رنگ کے بال جو اینڈ سے ریڈ کلر کے ڈائی تھے وہ کرل کیے دونوں طرف سے آگے ڈالے ہوئے تھے۔ سینے پر ہاتھ باندھے وہ شاہ زمان کی طرف طنزیہ انداز میں دیکھ رہی تھی۔

"...فریحہ"

شاہ زمان نے آہستہ سے اُسے دیکھتے ہوئے اُس کا نام لیا۔اُس کے ہاتھ سے مریرہ کا ہاتھ چھوٹ گیا۔مریرہ نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔پھر سامنے کھڑی فریحہ کو پھر اپنے خالی ہاتھ کو جو شاہ زمان نے چھوڑ دیا تھا۔

"کیسے ہو شاہ؟ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہینڈسم ہو گئے ہو۔"

فریحہ چلتی ہوئی اُس کے قریب آئی۔شاہ زمان کا کالر درست کرتی وہ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی کھڑی تھی۔مریرہ نے شاہ زمان کی طرف اُمید بھری نظروں سے دیکھا کہ شاید وہ فریحہ کو پیچھے دھکیلے مگر وہ تو ہونٹوں پر فقل لگائے بے تاثر چہرہ لیے فریحہ کو دیکھ رہا تھا۔مریرہ کا دل ایک دم سے بھر آیا۔اُلٹے قدم اُٹھاتی کہ وہ وہاں سے جانے لگی تھی کہ کسی کے ہاتھ پکڑنے کے باعث ایک دم رُکی۔پیچھے مڑ کر اُس نے اپنا ہاتھ دیکھا جو شاہ زمان کے ہاتھوں میں مضبوطی سے قید تھا۔اُس نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا مگر وہ ابھی بھی فریحہ کو بے تاثر نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟اوہ اچھا یہ دیکھ رہے ہو کہ تمہاری بیوی پہلے سے زیادہ" "خوبصورت ہو گئی ہے۔

فریحہ مسکرا کر بولی۔اُس کے ہاتھ ابھی بھی شاہ زمان کے کندھے پر تھے۔مریرہ ایک دم آگے بڑھی اور زوردار جھٹکے سے فریحہ کے ہاتھ شاہ زمان کے کندھوں سے ہٹائے۔

کون سی بیوی ہاں؟شاہ کی بیوی صرف میں ہوں۔خبردار جو دوبارہ میرے شاہ" "کے قریب آنے کی کوشش بھی کی تو۔

مریرہ اُس کے سامنے اِس طرح سے آئی کہ فریحہ کو ایک چند قدم پیچھے ہٹنا پڑا۔انگلی اُٹھا کر وہ فریحہ کو وارن کر رہی تھی۔

واہ شاہ تم نے میری اجازت کے بغیر دوسری شادی بھی کر لی ہے۔حیرت ہے" ویسے تم پر بھی لڑکی۔دوسری بیوی ہو کر اتنا اعتماد۔شاہ تو صرف مجھ سے محبت کرتا "ہے۔اور مجھے پورا یقین ہے کہ تم کبھی بھی میری جگہ نہیں لے سکی۔

فریحہ طنزیہ مسکراہٹ اُس کی طرف اُچھالتے بولی۔

"مجھے دوسری محبت بننا بھی نہیں ہے فریحہ میڈم۔ویسے تم تو بھاگ گئی تھی ناں اب یہاں کیسے آنا ہوا؟"

مریرہ کی بات پر فریحہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"اچھا یاد دلایا میں یہاں اِس مجرم کو قید کروانے آئی ہوں۔"

فریحہ چلتی ہوئی پولیس اہلکاروں کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی۔

"اسد یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

www.novelsclubb.com

عباد اسد کو دیکھتا آگے آیا۔اسد نے عباد اور احمد کو دیکھتے فوراً سیلوٹ پیش کی۔

"سر ہم جس مجرم کو ڈھونڈ رہے تھے وہ ڈرگز والے کیس میں وہ مسٹر شاہ زمان خانزادہ ہی ہیں۔ہمارے پاس اُس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔اور ساتھ

ہی اُن پر قتل کا مقدمہ بھی درج ہوا ہے۔ ہم اِنہیں تمام ثبوتوں کی بنیاد پر گرفتار کرنے آئیں ہیں۔"

اسد نے وضاحت کرنے کے ساتھ ہی اریسٹ وارنٹ اُس کی طرف بڑھایا۔ جسے عباد نے سنجیدگی سے تھام لیا۔

"شاہ زمان خانزادہ آپ خود کو پولیس کے حوالے کر دیں۔ آپ کے پاس اِس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔"

عباد نے اریسٹ وارنٹ کا رُخ اُس کی طرف کیا۔

"ہاؤ ڈیئر یو؟ آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے بھائی کو اریسٹ کرنے کی۔"

ارمش جو پہلے ہی عباد کے رویے پر رنجیدہ تھی اُس کی بات پر تیزی سے آگے آئی۔

"ارمش بیٹا آپ پیچھے رہو۔ یہ بڑوں کی باتیں ہیں ہم خود دیکھ لیں گیں۔"

تیمور خانزادہ نے اُسے خاموش کروایا۔

مسٹر شاہ زمان خود کو پولیس کے حوالے کر دیں نہیں تو ہمیں زبردستی کرنی پڑے"
"گی۔

اسد بھرسے بیچ میں بولا۔

"اُس کی ضرورت نہیں ہے میں خود چل رہا ہوں آپ کے ساتھ۔"

شاہ زمان کا چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔ مگر اُس کی غصّے سے سُرخ آنکھیں فریحہ کے چہرے پر جمی تھی۔ جو طنزیہ مسکراہٹ لیے سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔

"شاہ آپ نے کچھ نہیں کیا۔ پھر آپ کیوں جا رہے ہیں؟"

مریرہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

میری بات سنو مریرہ۔ میں بے قصور ہوں اِس لیے میں بہت جلد واپس آؤں"
"گا۔ تم ایک بہادر لڑکی ہوں۔ تمہیں سب سنبھالنا ہے۔ اوکے۔

www.novelsclubb.com

اُس کے چہرے کے گرد ہاتھوں کا پیالہ بنائے شاہ زمان نرمی سے اُسے سمجھتے ہوئے بولا۔

"آفیسر آپ یہاں اِن کے ڈرامے دیکھنے کیلئے کھڑے ہیں۔ لگائیں ہتھ کڑی اِس مجرم کو۔"

فریحہ بیزاری سے پولیس اہلکاروں کی طرف مڑی۔

"ایک منٹ میں خود آرہا ہوں۔ مریرہ میری بات سنو تم میرے لیے بہت ضروری ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب میں یہاں نہیں ہوں گا تو تم میرے دیے گئے تحفے کو دھیان سے دیکھنا۔ وہ تحفہ جو تم نے مجھ سے لے کر بھی نہیں لیا تھا۔ وہ تمہیں میری یاد دلائے گا۔ میں جانتا ہوں تم بہت سمجھدار ہو۔ میری بات بھی سمجھ لو گی۔ بس اُسے دھیان سے دیکھنا۔ تمہیں میرا عکس نظر آئے گا۔"

اُس کی آنکھوں سے گرتے آنسو اپنی انگلی کے پوروں سے صاف کرتا وہ اُس کا چہرہ تھپتھپاتا پولیس والوں کی طرف بڑھا۔

"چلیں میں آپ کے ساتھ چلنے کیلئے تیار ہوں۔"

وہ پولیس والوں کے سامنے جا کر بے تاثر چہرہ لیے بولا۔

"میں کہیں بھاگ نہیں رہا۔اِس لیے اِس کی ضرورت نہیں ہے۔"

اسد ہتھ کڑی لیے اُس کے قریب آیا۔ مگر شاہ زمان نے سلگتے لہجے میں اُسے باور کرایا کہ وہ ہتھ کڑی نہیں لگائے گا۔

رہنے دو اِنہیں اسد ایسے ہی لے چلو۔بلکہ میں بھی تمہارے ساتھ ہی پولیس" سٹیشن چلتا ہوں۔"

عباد بھی سنجیدگی سے اُن کے قریب آیا۔اور اُس کو ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھا۔وہ سب وہاں سے جا چکے تھے۔اُن کے جاتے ہی سارے مہمان بھی آہستہ

www.novelsclubb.com

آہستہ وہاں سے چلے گئے۔لان میں جہاں کچھ دیر پہلے قہقہے گونج رہے تھے وہاں اب موت سا گہرا سناٹا تھا۔سب لوگ ساکت کھڑے تھے۔کسی کو بھی سمجھ نہیں آیا کہ اِن چند لمحوں میں ہوا کیا ہے۔اِس خاموشی میں صرف رونے کی آوازیں گونج رہیں تھیں۔زرمین بیگم روتی ہوئی بے حال ہو رہی تھی۔

"مرحا آپ ماما کو سنبھالیں۔اور باقی سب بھی ہمت کریں پلیز۔زمان بہت جلد باہر ہو گا۔میں اور بابا پولیس سٹیشن جا رہے ہیں۔"

ازمیر نے فکر مندی سے سب کے روتے چہروں پر نظر دوڑائی۔تیمور خانزادہ کو ساتھ لیے وہ پولیس سٹیشن کی طرف بڑھا۔ازمیر جلد سے جلد شاہ زمان کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔وہ اپنے بھائی کو اِس مشکل گھڑی میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

فاتحانہ مسکراہٹ سجائے وہ اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔جو خاموشی سے اُسے گھورتا یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا۔

"اب تو خوش ہو جاؤ حماد۔ہم محفوظ ہیں۔سارا الزام اُس شاہ کے سر آگیا ہے۔اور ہم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آزاد ہو گئے ہیں۔"

حماد کے چہرے پر نظریں جمائے وہ شاطرانہ چال چلتی اُس کے قریب آئی۔مگر حماد کی طرف سے پڑتے زوردار تھپڑ کی وجہ سے وہ لڑکھڑا کر نیچے گری۔

"میں نے کہا تھا اُس کا کام تمام ہونا چاہیے۔اُلٹا تم پولیس کے پاس چلی گئی۔اگر اُس نے اُس دن کے بارے میں پولیس کے سامنے زبان کھول دی اور پولیس کے سامنے ثابت ہو گیا کہ وہ بے قصور ہے تو پھر پولیس والے پھر سے پاگلوں کی طرح ہمارے پیچھے پڑ جائے گی۔اور پھر جانتی ہو کیا ہو گا۔ہم پھر سے پولیس سے چھپتے پھر رہے ہوں گیں۔"

اُس کے بال سختی سے اپنی مٹھی میں جکڑتا حماد غرا کر بولا۔

"ننھیں میں پکا انتظام کر آئی ہوں حماد۔ایسا کچھ نہیں ہو گا۔شاہ کے گرفتار ہونے کی وجہ سے اُن کے بزنس پر بھی گہرا اثر پڑے گا۔وہ لوگ برباد ہو جائیں گیں دیکھنا۔"

فریحہ نے اپنے بال اُس کی پکڑ سے آزاد کرانے کی کوشش کی۔

"اُنہیں صرف برباد نہیں کرنا تھا۔اُس شاہ زمان کو ختم بھی کرنا تھا۔خیر اگر اُس نے پولیس کے سامنے میرا نام لیا نا تو میں تمہیں گولی خود اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔"

اُس کے بالوں کو جھٹکے سے چھوڑتا وہ لمبے لمبے ڈگ مارتا وہاں سے چلا گیا۔پیچھے ہمیشہ کی طرح فریحہ اپنے آپ پر قابو پاتی اُٹھی۔اور آنکھوں پر گلاسز لگائے باہر کی طرف ایسے بڑھی جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے کچھ ہوا ہی نا ہو۔

فریحہ خانزادی اِس بار اپنی محبت کو تمہاری وجہ سے دور نہیں جانے دے گی شاہ"

"زمان خانزادہ۔ میں آ رہی ہوں تم سے اپنے ہر درد کا بدلہ لینے۔

گاڑی کے شیشے میں اپنا عکس دیکھتی وہ زہر آلودہ لہجے میں بولی۔ کچھ لوگ کتنے بے حس ہوتے ہیں اپنی خامیوں کا بدلہ وہ دوسروں کی زندگی برباد کر کے لیتے ہیں۔ اور اُن کا ضمیر بھی اُنہیں ملامت نہیں کرتا کیونکہ اُن کا ضمیر بھی اُن کی طرح غفلت کی نیند میں ڈوبا ہوتا ہے۔ دوسروں کی زندگی برباد کر کے اُنہیں تسکین ملتی ہے۔ اور وہ ایسے ہی دوسروں کو دُکھ دے کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

سب اندر جا چکے تھے مگر وہ ابھی بھی لان میں اُسی جگہ ویسے ہی کھڑی تھی جیسے شاہ زمان اُسے چھوڑ کر گیا تھا۔ شاہ زمان کی کہی گئی باتیں اُس کے دماغ میں ابھی بھی گونج رہی تھیں۔

"مریرہ میری بات سنو تم میرے لیے بہت ضروری ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب میں یہاں نہیں ہوں گا تو تم میرے دیے گئے تحفے کو دھیان سے دیکھنا۔ وہ تحفہ جو تم نے مجھ سے لے کر بھی نہیں لیا تھا۔ وہ تمہیں میری یاد دلائے گا۔ میں جانتا ہوں تم بہت سمجھدار ہو۔ میری بات بھی سمجھ لو گی۔ بس اُسے دھیان سے دیکھنا۔ تمہیں میرا عکس نظر آئے گا۔"

www.novelsclubb.com

شاہ زمان کی باتیں پورا ذہن میں آتے ہی وہ ایک دم چونکی۔

"جب میں یہاں نہیں ہوں گا تو تم میرے دیے گئے تحفے کو دھیان سے دیکھنا۔ وہ تحفہ جو تم نے مجھ سے لے کر بھی نہیں لیا تھا۔ وہ تمہیں میری یاد دلائے گا۔ میں

جانتا ہوں تم بہت سمجھدار ہو۔میری بات بھی سمجھ لو گی۔بس اُسے دھیان سے دیکھنا۔ تمہیں میرا عکس نظر آئے گا۔"

مریرہ نے دماغ پر زور دیتے اُس کا کہا ایک ایک لفظ پھر سے دوہرایا۔

"تحفہ.... کون سا تحفہ....اور میں کیا سمجھوں گی؟"

وہ خود سے بڑبڑائی۔ذہن پر زور دیتے اُس کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔شاہ زمان نے ابھی کل ہی تو اُسے پینٹنگ گفٹ کی تھی۔ تیزی سے وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

"مریرہ... مریرہ کیا ہوا ہے؟"

مرحاجو لاؤنج میں زرمین بیگم، مناہل اور ارمش کے ساتھ بیٹھی تھی اُس کے تیزی سے اوپر جانے پر حیران ہوئی۔

"کچھ نہیں آپو بس کچھ یاد آگیا تھا۔"

بِنائر کے بولتی وہ تیزی سے اپنے کمرے میں گئی۔وہ پینٹنگ بُک شیلف کے سامنے ہی رکھی ہوئی تھی۔مریرہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر پینٹنگ اُٹھائی۔پینٹنگ کو اچھی ٹٹولتی وہ شاہ زمان کے دیے گئے کلیو کو ڈھونڈ رہی تھی۔اِس پینٹنگ میں تو سوائے دو رنگین ہاتھوں کی تصویر کے اور تو کچھ بھی نہیں بنا ہوا تھا۔کافی دیر غور و فکر کرنے کے بعد بلآخر ناکام ہو کر اُس نے پینٹنگ بیڈ پر رکھی۔

"وہ تحفہ جو تم نے مجھ سے لے کر بھی نہیں لیا تھا۔"

مریرہ ذہن پر زور دینے لگی کہ ایسا کون سا تحفہ تھا جو اُس نے شاہ زمان سے لے کر بھی نہیں لیا۔پریشانی کے عالم میں وہ یہاں سے وہاں چکر لگانے لگی۔

"کون سا تحفہ ہے جو میں نے نہیں لیا شاہ سے؟ یا اللہ پلیز میری مدد کریں۔تاکہ میں اپنے شاہ کو بے قصور ثابت کر سکوں۔"

مریرہ نے بے بسی سے اللہ کو پکارا۔

ایک منٹ وہ پینٹنگ.....ہاں وہ پینٹنگ جو شاہ نے مجھے نکاح کے گفٹ کے طور پر" دی تھی پر میں نے نہیں لی تھی۔ہاں وہ پینٹنگ ہی وہی تحفہ ہے جو میں نے شاہ سے "لے کر بھی نہیں لیا تھا۔

مریرہ جوش سے بولی۔کم سے کم ایک پہیلی تو سُلجھی تھی۔وہ جلدی سے اپنے کمرے ڈے نکلی اور سٹوڈیو کی طرف بڑھی۔چھوٹے سے خالی کمرے کو سٹوڈیو کی شکل میں ڈھالا گیا تھا۔پورے کمرے میں شاہ زمان کی بنائی گئی پینٹنگز کا مجموعہ لگا ہوا تھا۔تھوڑی بہت جدوجہد کے بعد مریرہ نے آخر وہ پینٹنگ ڈھونڈ ہی لی تھی۔وہ پینٹنگ لیے واپس اپنے کمرے میں آئی۔

www.novelsclubb.com

"آخر کیا ہے اِس پینٹنگ میں جو شاہ نے اِس پر غور کرنے کیلئے کہا تھا۔"

وہ پینٹنگ کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی تھی۔پینٹنگ کے آخر میں شاہ زمان کے سائن کیے ہوئے تھے۔مریرہ نے غور سے اُس جگہ کو دیکھا۔وہاں سائن کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔

جو راز چُھپے ہیں تمہارے دل میں"

"وہ قید کر رکھے ہیں ہم نے اپنی مٹھی میں

کالے رنگ کے پینٹ پر باریک سے سفید رنگ میں یہ دونوں سطریں لکھیں گئی تھیں۔اور زیادہ غور کرنے پر ہی نظر آ رہی تھیں۔

"اب یہ کیسی پہیلی ہے؟"

مریرہ نے بے بسی سے پینٹنگ بیڈ پر پٹخ دی۔ایک شاہ زمان کے جیل جانے کی ٹینشن اوپر سے یہ فضول سی پہیلیاں اُسے رونے پر مجبور کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

زمین پر کونے میں بیٹھا وہ اندھیرے کو گھور رہا تھا۔ بکھرے ہوئے بال، بلیک شرٹ اور پینٹ میں ملبوس، کف کو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ کچھ دیر پہلے والا ڈیشنگ پرسنیلٹی کا مالک شاہ زمان نہیں لگ رہا تھا۔ اُسے اپنی فکر نہیں تھی اُسے فکر تھی تو مریرہ کی۔ جس طرح شاہ زمان کے جانے پر وہ پریشان تھی اُس کی وہی پریشانی اب شاہ زمان کو بے چین کر رہی تھی۔ وہ فریحہ کے سامنے مریرہ کو کھل کر پوری بات نہیں بتا سکا تھا مگر اُس نے کلیو دے دیا تھا اور اُسے نجانے کیوں یقین تھا کہ مریرہ اُسے ڈھونڈ لے گی۔

"اوئے اُٹھ ملاقات آئی ہے تیری۔"

www.novelsclubb.com

حوالدار کے مخاطب کرنے پر وہ ماتھے پر بل ڈالے اُٹھا۔

"بھائی آئیں ہیں؟"

اُس نے سوال کیا۔

"نہیں کوئی لڑکی آئی ہے۔"

حوالدار کے کہنے پر وہ سوچ میں پڑ گیا کہ کہیں مریرہ کو ثبوت مل گیا ہو اور وہ اُس سے ملنے آئی ہو۔ یا پھر پوچھنے آئی ہو کلیو کا مطلب۔ دوسرے کمرے میں جانے تک وہ کافی ساری باتیں سوچ چکا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی کوئی لڑکی پیٹھ کیے کھڑی تھی۔ کمرے کے درمیان میں ایک میز اور دو کرسیاں پڑی تھی۔ درمیان والی لائٹ کُھلی رہنے کی وجہ سے کمرے میں کافی مدھم روشنی تھی۔ تبھی وہ سامنے کھڑی لڑکی کو مریرہ سمجھا۔

"....مریرہ"

www.novelsclubb.com

اُس نے کرسی پر بیٹھ کر اُسے پکارا۔

"مریرہ نہیں فریحہ۔"

وہ پلٹی اور چلتی ہوئی اُس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

تم یہاں کیوں آئی ہوں؟ مجھے تم جیسی جھوٹی قور مکار عورت سے کوئی بھی بات" "نہیں کرنی۔

وہ غصّے سے اپنی جگہ سے اُٹھا۔

بیٹھ جاؤ شاہ۔ میں کچھ اُس دن کی یاد تازہ کرنے آئی ہوں جب تم مجھ سے ملنے آئے" "تھے۔

فریحہ کی بات پر شاہ زمان کی آنکھوں کے سامنے وہی دن گھومنے لگا۔

www.novelsclubb.com

(پاسٹ)

ہاسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے بعد وہ سیدھا فریحہ کو ڈائیورس دینے کی نیت سے سیدھا حماد کے گھر گیا۔ کیونکہ فریحہ وہی حماد کے گھر میں رہائش پذیر تھی۔ جس

وقت وہ پہنچا حماد گھر پر نہیں تھا۔اور فریحہ اُسے لاؤنج میں ہی مل گئی تھی۔شاہ زمان نے سیدھا طلاق کے کاغذات اُس کے منہ پر مارے۔

"بہت شکریہ شاہ۔میں بھی یہی چاہتی تھی کہ تم مجھے طلاق دے دو تاکہ مجھے میری محبت حاصل ہو جائے۔"

فریحہ کی بات پر وہ غصّے سے اُس کی طرف مڑا۔مگر فریحہ اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتی صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔

"جانتے ہو میں حماد کو کالج کے زمانے سے چاہتی ہوں۔میں اُسی کے پیچھے ہی لندن گئی تھی۔حماد ڈرگز اور سمگلنگ کا کاروبار کرتا تھا۔جب مجھے معلوم ہوا تو میں بہت دُکھی ہوئی مگر اُس کی خوشی کی خاطر میں اُس کے ساتھ اُس کے کام میں ملوث ہو گئی۔تم ہماری یونی میں نئے نئے آئے تھے تو حماد تمہیں بھی ڈرگز پر لگانا چاہتا تھا۔تبھی اُس نے اِس کام کیلئے مجھے تمہارے پیچھے لگایا۔وہ لڑکا جس کا ہم نے قتل کیا تھا۔اُس نے ڈرگز سمگل کرنے سے منع کر دیا تھا تو ہم نے اُسے مار دیا۔کیونکہ جو

ہمارے کام نہیں آتا وہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ مگر بد قسمتی سے تم نے وہ سب دیکھ لیا تھا۔ تو حماد نے کہا کہ تمہیں بھی مار دیتے ہیں۔ مگر نجانے کیوں مجھے تم پر ترس آ گیا تھا اور میں نے حماد کو تمہیں مارنے سے بہت مشکل سے روکا۔ پھر حماد نے تمہاری قتل والی وڈیو ایڈٹ کروا کر تمہیں میرے ذریعے بلیک میل کیا۔ اور تم آرام سے ہمارے کھیل میں پھنستے گئے۔ پھر میں نے تم سے دوستی کا کھیل رچایا۔ جو کافی حد تک کامیاب ہو گیا تھا۔ مگر تم پاکستان بھاگ گئے۔ اور اپنا نمبر تک بند کر لیا۔ تمہاری اِس غلطی کی وجہ سے حماد نے مجھے بہت مارا۔ مجھے جانوروں کی طرح ٹریٹ کیا۔ اُسے لگتا تھا تمہیں بھگانے میں میرا ہاتھ تھا۔"

www.novelsclubb.com

فریحہ نے قہقہہ لگاتے اپنی ہی بات کا مذاق اُڑایا۔

"میں تب سے تم سے نفرت کرنے لگی تھی۔ اِس قدر نفرت کرتی تھی کہ تمہیں برباد کرنا چاہتی تھی کیونکہ صرف اور صرف تمہاری وجہ سے میرے حماد نے مجھ پر ہاتھ اُٹھایا تھا۔ اور دیکھو مجھے تم سے بدلہ لینے کا بہترین موقع بھی مل گیا۔ تم بائے

چانس میرے ہی کزن نکلے۔واہ کیا اتفاق تھا نا۔حماد نے کہا کہ تم سے جھوٹی محبت کا ڈرامہ کر کے تم سے شادی کر لوں۔میں نے وہ سب بھی کر لیا۔پھر بھی حماد میرا نا ہوا۔بلکہ اُس نے مجھے تمہیں ڈر گزد ینے پر لگا دیا۔میں اُس کا کام کرتی تھی اور بدلے میں وہ مجھے اپنا تھوڑا سا وقت دیتا تھا۔کبھی ڈنر تو کبھی کسی پارٹی میں وہ میرے ساتھ ہوتا تھا۔اور میرے لیے یہی بہت تھا۔مگر پھر سے تمہارا چھپ کر ہماری باتیں سننا ہمارا سارا پلین بگاڑ چکا تھا جس نے مجھے سخت غصّہ دلایا اور میں نے غصّے میں کچھ باتیں بتا دی۔اور اُس سے بڑی بیوقوفی تم نے یہ کی کہ مجھے بِنا طلاق دیے ہی چلے گئے۔مگر خیر جو بھی ہوا میرے لیے اچھا ہوا۔وہ الگ بات ہے کہ حماد نے مجھ پر پھر سے ہاتھ اُٹھایا تھا۔مگر کیا ہے نا یہ محبت بھی بہت ظالم شے ہے۔انسان کو اپنا آپ تک بُھلا کر دوسرے کے آگے پیچھے پھرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔اب تم نے طلاق دے ہی دی ہے تو یس فائنلی اب میں حماد سے شادی کر سکتی ہوں۔اِس کیلئے "شکریہ تمہارا۔

www.novelsclubb.com

فریحہ نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو نزاکت سے صاف کیے۔

"جو بھی تم نے کہا ہے میں یہ سب پولیس کو بتاؤ گا۔"

شاہ زمان سرد لہجے میں بولا۔

"نا میری جان یہ غلطی بلکل بھی نا کرنا۔مجھے یقین ہے کہ تمہیں اپنے گھر والوں کی زندگی بہت عزیز ہے۔اور خاص طور پر اپنی بہن سے تو بہت زیادہ پیار ہے سہی کہا نا۔"

فریحہ کی دھمکی پر وہ ہونٹوں پر قفل لگائے بے بسی سے وہاں سے چلا گیا۔ مگر کچھ دن بعد اُس نے اپنے سارے خدشوں کو پسِ منظر رکھ کر پولیس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔اُس نے ایف آئی آر بھی درج کروائی تھی مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔وہ دونوں ملک چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔اور شاہ زمان چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پایا تھا۔

(موجودہ حال)

"کیا ہوا شاہ صاحب؟ یاد ہے وہ سب یا بھول گئے۔"

فریحہ کے بولنے پر اُس کے سوچوں کا محور ٹوٹا۔

"وہ سب یاد رکھنا شاہ۔ اگر تمہارا منہ کھلا تو اچھا نہیں ہو گا۔"

وہ اُسے وارن کرتی ہوئی اُٹھی اور باہر کی طرف بڑھی۔ اُس کے جاتے ہی ازمیر اندر داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

"یہ یہاں کیوں آئی تھی زمان؟"

"دھمکی دینے آئی تھی مگر آپ فکر نا کریں میں اب پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ میری بات دھیان سے سنے بھائی اِس وقت مریرہ کو آپ کی سخت ضرورت ہے۔ فوراً جائیں اُس کے پاس۔"

"..... مگر زمان تم"

"میری فکر چھوڑیں اور اُس کے پاس جائیں پلیز۔"

شاہ زمان کے زور دینے پر ازمیر ثبات میں سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھا۔اُس کے جانے کے بعد شاہ زمان نے کرسی کے پشت سے ٹیک لگا کر گہرا سانس لیا۔

یہ خاموشی بھی انسان کیلئے کتنا بڑا جُرم ہے۔یہ انسان کے ہونٹوں پر ایسے قفل لگا دیتی ہے کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں بول سکتا۔اور ضرورت کے تحت خاموش رہنے سے تو انسان ویسے ہی اندر ہی اندر گُھلتا رہتا ہے۔

www.novelsclubb.com

عباد تجھے لگتا ہے اِس کیس میں شاہ زمان ملوث ہے؟ کیونکہ مجھے تو یقین نہیں آ"
"رہا۔

احمد نے فائل پر نظریں جمائے سامنے بیٹھے عباد سے کہا۔

ہاں یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا۔ مگر تمام ثبوتوں کو دیکھتے ہوئے مجرم وہی لگ رہا"
"ہے۔

عباد بھی مصروف سے انداز میں بولا۔

"سر جی ہو سکتا ہے اُنہیں پھنسایا جا رہا ہو۔"

www.novelsclubb.com

اسد نے دونوں کو دیکھتے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"ہاں وہی پتہ لگانا تو ہمارا کام ہے۔"

"لگ گیا پتہ۔"

عبد کے کہنے پر احمد جوش سے اپنی جگہ سے اُچھلا۔

"یہ دیکھو یہ آج سے تین سال پہلے کی فائل ہے اور اِس میں شاہ زمان نے کوئی ایف آئی آر درج کروائی ہے فریحہ اور حماد کے نام کی۔"

احمد نے فائل اُن کے سامنے کی۔

"مطلب یہ دونوں واقع شاہ زمان کو پھنسا رہے ہیں۔"

عباد نے فائل احمد کے ہاتھ سے چھینی اور خود پڑھنے لگا۔

"اگر ایسا ہے نا احمد تو ہم اُسے اِس قید خانے سے رہائی دلوا کر رہیں گیں۔"

عباد نے دونوں کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"یعنی ہمیں ثبوت ڈھونڈنے ہیں۔"

احمد کی بات پر اسد اور عباد نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اوکے تو چلو پھر۔"

وہ تینوں اپنی اپنی جگہ سے اُٹھتے باہر کی طرف بڑھے۔کیونکہ اُنہیں اب سچائی کا ساتھ دینا تھا۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

مریرہ کب سے اِس پہیلی کو سُلجھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر سب کچھ اُس کے دماغ کے اوپر سے گزر رہا تھا۔صوفوں کے پیچھے دیوار پر شاہ زمان کی چند تصاویر لگی ہوئی تھیں۔درمیان میں بڑی سی تصویر فریم میں لگی تھی۔جس میں شاہ زمان ہونٹوں پر ہاتھوں کی مٹھی بنائے اپنی مسکراہٹ روک رہا تھا۔جبکہ اُس کے ارد گرد اُس سے کچھ چھوٹے سائز میں تصاویر لگیں ہوئیں تھیں۔مریرہ چلتی ہوئی اُس کی بڑی تصویر کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

جو راز چُھپے ہیں تمہارے دل میں""

"وہ قید کر رکھے ہیں ہم نے اپنی مٹھی میں

کیا مطلب ہے اِس بات کا شاہ میرے ذہن میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ آخر کون سے"

"راز آپ نے اپنی مٹھی میں قید کیے ہوئے ہیں؟

مریرہ نے افسردگی سے کہتے اُس کی وہ بڑی والی تصویر اُتاری۔ مگر یہ کیا؟ سامنے تصویر کے نیچے ایک چھوٹا سا لاک اپ بنا ہوا تھا۔ اتنے میں ازمیر نوک کرتا کمرے میں داخل ہوا۔

"گڑیا تم ٹھیک ہو؟"

ازمیر اُس کے قریب آیا۔

"بھائی جلدی اِدھر آئیں۔"

www.novelsclubb.com

مریرہ نے شروع سے آخر تک ساری بات ازمیر کے زیرِ گوش کی۔اُس کی بات سنتے ہی ازمیر نے لاک اپ کی طرف دیکھا۔وہاں پاسورڈ کے طور پر پِن لگی ہوئی تھی۔ازمیر جانتا تھا کہ شاہ زمان ہمیشہ کسی بھی قسم کے پاسورڈ کے طور پر اپنی ڈیٹ آف برتھ لکھتا تھا۔ابھی بھی ازمیر کے تُکا لگانے پر لاک اپ کھل گیا۔

"ارے واہ یہ تو کھل گیا۔"

لاک اپ میں ایک چھوٹا سا میموری کارڈ پڑا تھا۔ازمیر نے وہ اُٹھایا اور فوراً لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کیا۔سکرین پر وہی ساری ریکارڈنگ چل رہی تھی جب شاہ زمان فریحہ سے ملنے گیا تھا۔جب فریحہ نے زہر اُگلنا شروع کیا تھا تو شاہ زمان نے چھپکے سے اپنے موبائل میں ریکارڈنگ آن کر دی تھی۔اور یہی وہ ثبوت تھا جو اُس نے مریرہ کو بتانے کی کوشش کی تھی۔مریرہ اور ازمیر نے خوشی سے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔اُن دونوں کو ٹھوس ثبوت مل گیا تھا جس کی بِنا پر وہ دونوں شاہ زمان کو آزاد کروا سکتے تھے۔

»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««»»«««

"حماد میں پکا کام کر آئی ہوں۔وہ شاہ اب کبھی بھی اپنا منہ نہیں کھولے گا۔"

فریحہ کی بات حماد شاطرانہ انداز میں مسکرایا۔

"مجھ تم سے یہی اُمید تھی ڈارلنگ۔"

حرام محلول کو اپنے اندر انڈیلتے وہ وقتی خوشیاں منا رہے تھے یہ جانے بغیر کہ کچھ ہی دیر میں اُن کا پلان اُن پر ہی بھاری پڑنے والا ہے۔ابھی وہ دونوں نشے میں مست ہونے ہی لگے تھے کہ زوردار آواز سے دروازہ کھُولا۔عباد اور عباد سب سے آگے پولیس کی وردی پہنے اپنا فرض نبھانے کیلئے کھڑے تھے۔اُن کے پیچھے کافی سارے

www.novelsclubb.com

پولیس کے اہلکار موجود تھے۔ جنہوں نے فریحہ اور حماد کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

"تم دونوں خاموشی سے خود کو پولیس کے حوالے کر دو۔ کیونکہ تم دونوں کے تمام جرائم سامنے آ چکے ہیں۔اب تمہارے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں بچا۔"

عباد گن اُن کی طرف تان کر بولا۔ دونوں کانشہ پولیس کو دیکھتے ویسے ہی اُتر گیا تھا۔اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ہتھ کڑیاں لگائے پولیس سٹیشن میں داخل ہوئے۔ سامنے ہی کرسی پر شاہ زمان بیٹھا ہوا تھا۔ ساتھ میں مریرہ اور ازمیر بھی کھڑے تھے۔ مریرہ چلتی ہوئی فریحہ کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"کیا فائدہ اُس جھوٹی محبت کا جس نے تمہارا یہ حال کر دیا ہے۔"

مریرہ ہمدردی سے گویا ہوئی۔

"جھوٹی محبت نہیں سچا عشق کرتی ہوں میں حماد سے وہ صرف میرا سمجھی۔"

فریحہ زور سے چیخی۔

"کم از کم اپنے گناہوں کو چھپانے کی خاطر عشق کی اِس طرح بیعزتی تو نا کرو فریحہ۔ تمہیں معلوم ہے کہ عشق کا کوئی مول نہیں ہوتا۔ عشق بے مول ہوتا ہے۔ اگر عشق کا مول ہوتا تو وہ عشق نہیں سودا ہوتا ہے۔ جس میں آپ کے دام کوڑی جتنے بھی نہیں ہوتے۔ اور سامنے والا آپ کو مفت میں خریدتا تو ہے مگر آپ کی عزت دو ٹکے کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ اِس لیے عشق بھی ایسے شخص سے کرنا چاہیے جو کم از کم آپ کو بے مول نا کرے۔ مگر تم نے فریحہ خود کو اتنا بے مول کر دیا ہے کہ اب تمہاری خود کی تو کوئی عزت ہی نہیں رہی۔"

www.novelsclubb.com

مریرہ نے افسوس بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا۔ فریحہ غصّے سے اُس کی طرف جھپٹی مگر اِس سے پہلے ہی پولیس والے اُسے وہاں سے لے گئے۔ مریرہ نے نم آنکھوں سے اُسے جاتے دیکھا۔ اپنے کندھے پر دباؤ محسوس کرتے وہ مڑی۔ شاہ

زمان اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اُسے تسلی دے رہا تھا۔آخر ایک بار پھر سچائی کی جیت ہوئی تھی اور بُرائی نے ہمیشہ کی طرح بُرا انجام پایا تھا۔

"چلو گھر چلیں۔"

شاہ زمان کے کہنے پر وہ سر ہلاتی اُس کے پیچھے بڑھی۔ہاں اب سب سہی تھا۔اُن کی زندگی پُر سکون ہو چکی تھی۔اب کسی چیز کا کوئی ڈر باقی نہیں تھا۔قسمت نے بھی اُن تینوں کو ساتھ جاتا دیکھ کر سکون بھری سانس خارج کی۔

www.novelsclubb.com

»»<«>»<«>»<«>»<«>»<«>»»<«>»<«>»<«>»<«>»<«>»»

سارے ہی لاؤنج میں کھڑے شاہ زمان کو ویلکم کر رہے تھے۔اتنے میں لاؤنج کے دروازے سے مختیار خانزادہ، ممتاز بیگم اور رفعت بیگم داخل ہوئے۔اُن کو دیکھتے ہی تیمور خانزادہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"تیمور بیٹا اپنے باپ کو معاف نہیں کرے گا۔تو ہم سے اب ملنے بھی نہیں آتا۔اِس لیے ہم تینوں خود ملنے آئیں ہیں تجھ سے۔خدا کا واسطہ بیٹا ہمیں اِس عمر میں اپنے لیے مت ترسا۔"

وہ ہاتھ جوڑ کر بولے۔

"بابا آپ پلیز بابا سائیں کو معاف کر دیں۔اِس سب میں اِن تینوں کی کوئی غلطی نہیں تھی۔"

شاہ زمان تیمور خانزادہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

اوئے گدھا کہیں کا تجھے لگتا ہے میں تیرے کہنے پر سب کچھ کروں گا۔ میں نے تو"
"اِنہیں کب کا معاف کر دیا تھا میں تو بس زرا سا ناراض تھا۔

تیمور خانزادہ اُن کے گلے لگتے بولے۔ باقی سب بھی اُنہیں دوبارہ ملتا دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرانے لگے۔

"گدھا ہو گا تو۔ خبردار جو میرے پوتے میرے شیر کو گدھا کہا تو۔"

مختیار خانزادہ اُنہیں پیچھے کرتے شاہ زمان کے طرف بڑھے۔ سارے باری باری ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔ تیمور خانزادہ مرحا اور مریرہ کا تعارف بھی کروا رہے تھے اُن سے۔ سب کچھ بلکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ سب کی ہی کہانیاں مکمل ہو چکی تھیں۔ مگر وہاں کوئی ایسا بھی موجود تھا جو ٹوٹے دل لیے ہونٹوں پر مسکان سجائے کھڑا تھا۔ جس کی کہانی اُدھوری رہ گئی تھی۔ ہاں ارمش خانزادی اپنے ٹوٹے وجود کو سمیٹے سب کے سنگ مسکرا رہی تھی۔

عباد سڑک کے کنارے جیپ روکے کھڑا تھا۔عام سے لباس میں ملبوس وہ دنیا جہاں سے بے خبر کھڑا تھا۔محبت تواُس نے بھی ارمش سے کی تھی مگراُسے لگتا تھا دونوں کے بیچ کلاس ڈفرنس ہونے کی وجہ ارمش کبھی بھی اُس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکے گی۔ابھی وہ خیالوں میں گم کھڑا تھا کہ اپنے نزدیک کسی آدمی کی آواز سُن کر چونکا۔

www.novelsclubb.com

عشق دا رنگ سوہنا"

جدو چڑھ دا اے نا

تے ہر گل بھلا دیندا اے

ہر جرم معاف کرا دیندا اے

عشق وچ شک دی گنجائش نہیں رہندی

عشق تے دل وچ بس جاندا اے

عشق دیاں حدیاں نوں نکل کر اسی مرنا ونو

جینو عشق ہوندا اے اونکی نکی گلاں بھلا دیندا اے

ایویں سب چھڈ کے کتھے کینی ویندا اے

عشق تے سوہنیاں بڑی سونی شے اے

عشق تے بندے نوں اپنا آپ بھلا دیندا اے

www.novelsclubb.com

ہر جرم ہر سزا عشق دے سامنے باؤنکا اے

"عشق سب نوں جرم سزائے عشق دے نال جوڑ دیندا اے

میلے کچیلے کپڑے پہنے وہ آدمی فقیر معلوم ہو رہا تھا۔ وہ آدمی عباد کو سر سے پاؤں تک گھور رہا تھا۔

"تاکوں وی عشق تھیا اے؟"

وہ عباد کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں بھئی یہ پکڑو اور جاؤ یہاں سے۔"

عباد نے اُسے چند نوٹ پکڑ کر بھگایا۔وہ اِس وقت کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"عباد صاحب مجنوں کی طرح کیوں گھوم رہے ہو؟"

احمد اپنی گاڑی روکتا اُس کے پاس آیا۔

www.novelsclubb.com

"یار پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔"

عباد جھنجھلایا۔

"ارمش سے شادی کیوں نہیں کر لیتے عباد آخر مسئلہ کیا ہے؟"

احمد کی بات پر وہ اُس پر بھڑک پڑا۔

کیسے کروں میں اُس سے شادی ہاں؟ میں معمولی سا مڈل کلاس پولیس والا ہوں" اور وہ ہائی لیول میں ہر قسم کی آرائشوں کی عادی ہے۔ میں اُسے وہ سب آرائشیں نہیں دے سکوں گا جس سب کی وہ عادی ہے۔ ہاں میں بہت محبت کرتا ہوں اُس سے مگر میں اُسے ساری زندگی چیزوں کیلئے ترستا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ سُنا تو نے میں "اُس سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔

تیز تیز بولتا وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال چکا تھا۔ وہ احمد کو اپنا ہمراز بنا چکا تھا۔ مگر اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ احمد نے بھی کسی کو اپنا ہمراز بنایا ہوا ہے۔

www.novelsclubb.com

»»<<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<>><<<<>>

"....شاہ"

وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال سیٹ کر رہا تھا جب مریرہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔

"اُف اللہ جی آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔ سارے جانے کیلئے ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔"

وہ خفگی سے گویا ہوئی۔

"ہاں بس آ ہی رہا تھا۔"

شاہ زمان گاڑی کی چابیاں اور اپنا موبائل اُٹھاتا اُس کی طرف آیا۔

"مریرہ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

اُس کے سنجیدگی سے مخاطب کرنے پر مریرہ چونکی۔

"مریرہ میں نے جو جُرم کیا تھا نا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ مجھے اُس کی سزا اللہ نے دنیا میں ہی دے دی ہے۔"

وہ سنجیدگی سے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بول رہا تھا۔

"....نہیں شاہ آپ"

ششششش میری بات سنو۔جانتی ہو مجھے میرے جُرم کے بدلے میں کیا سزا ملی" ہے۔مجھے ایک خوبصورت دل کی لڑکی سے عشق ہو گیا ہے۔ہاں اللہ نے مجھے "میرے جُرم کی سزا عشق کی صورت میں دی ہے۔

اُس کے کہنے پر مریرہ کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

مجھے تم سے محبت نہیں ہوئی تو کیا ہوا مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے۔بس اب ایک" "آنسو بھی نہیں بہانا۔اب ہم خوش رہیں گیں ایک ساتھ۔تم کچھ کہو گی نہیں۔

www.novelsclubb.com

شاہ زمان نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔

" فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ"

مریرہ نے نم آنکھوں سے کہا۔شاہ زمان کے چہرے پر اُس کی بات سنتے خوبصورت سی مسکراہٹ آئی۔دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے بلکل مکمل لگ رہے

تھے۔دونوں ایک دوسرے کا ساتھ پانے کے بعد ہر خوف کو شکست دے چکے تھے۔

»«

عباد سنجیدگی سے لاؤنج میں داخل ہوا۔سامنے نظر پڑتے ہی وہ حیران ہوا۔سامنے تمام ینگ جنریشن اُس کے لاؤنج میں موجود تھی۔درمیان والے بڑے صوفے پر ارمش سنجیدگی سے بیٹھی اُسے گھور رہی تھی۔اُس کے ایک طرف ازمیر ماتھے پر بل ڈالے بیٹھا تھا تو دوسری طرف شاہ زمان تیوری چڑھائے عباد کو دیکھ رہا تھا۔ساتھ پڑے دو سنگل صوفوں پر مناہل اور مرحا بیٹھے تھے۔اُن کے ساتھ مریرہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔احمد دوسری طرف کرسی پر سکون سے بیٹھا سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

ہاں تو مسٹر پولیس والے آپ نے مجھ سے یعنی ارمش خانزادی سے شادی کرنے"
"سے انکار کیا تھا نا سوچا آج حساب برابر کر دوں۔

ارمش اُٹھ کر دھیرے دھیرے چلتی اُس کے قریب آئی۔

مجھے ریجکٹ کرنے سے پہلے یہ کیوں نہیں سوچا کہ میں ارمش خانزادی دو دو"
"خانزادوں کی اکلوتی بہن ہوں۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی فخر سے سر اُٹھا کر بولی۔

"خانزادی صاحبہ آپ مجھے دھمکی دینے آئی ہیں یا بدلہ لینے آئی ہیں؟"

عباد ایک آئیبرو اچکا کر بولا۔

نہیں میں صرف آخری بار بات کرنے آئی ہوں۔ میرے نزدیک آرائشوں سے"
زیادہ رشتوں کی اہمیت ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی تنخواہ کم از کم اتنی تو ہو گی
ہی نا کہ مجھے روزانہ ایک ڈائری ملک چاکلیٹ گفٹ کر سکیں۔ بس اِس کے علاوہ مجھے

www.novelsclubb.com

اور کچھ نہیں چاہیے۔اب بتائیں شرافت سے شادی کریں گیں مجھ سے یا میرے بھائیوں سے مار کھا کر مجھ سے شادی کریں گیں۔فیصلہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔"

ارمش مسکراہٹ سجائے اُسے دھمکی دیتے بولی۔عباد نے منہ کھولے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا جو پولیس والے کے گھر میں گھس کر اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر غنڈہ گردی دیکھا رہی تھی۔

"جلدیں بولیں سالے صاحب کہیں سچ میں آج ہم سے دُھلائی ہی نا کروا دیں۔"

ازمیر مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

"تمہیں میرے ساتھ رہنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے؟"

عباد سب کو نظر انداز کیے ارمش سے بولا۔

www.novelsclubb.com

ایک بار بولا تو ہے نہیں ہے بار بار سُن کر مزا آتا ہے کیا۔اب جلدی جواب دیں"
"مجھے انتظار کرنا بلکل نہیں پسند۔

وہ اپنے بال جھٹک کر بولی۔عباد نے ایک نظر پیچھے بیٹھی پوری عوام پر ڈالی۔پھر ٹھنڈی سانس بھرتا اُس سے گویا ہوا۔

جب ہر حال میں تم سے ہی شادی کرنی ہے تو میں آرام سے بِنا مار کھائے ہاں کرتا"
"ہوں۔

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔ارمش نے اُس کی بات پر زوردار پنچ اُس کے پیٹ میں مارا۔

www.novelsclubb.com

جب اینڈ میں ماننا ہی تھا تو پہلے اپنے فضول ڈرامے کرنے کی کوئی تُک بنتی تھی۔خیر"
اب میں بہتر محسوس کر رہی ہوں۔آخر کار میرا بھی رشتہ ہو گیا بھئی مبارک دو
"مجھے۔

ارمش کے کہنے پر سب نے خوشی سے تالیاں بجاتے اُسے مبارک باد پیش کی۔احمد اُٹھ کر عباد کے پاس جو ابھی بھی صدمے میں تھا۔

"مبارک ہو اے-ایس-پی عباد ملک آپ کو سیدھا کرنے والی آچکی ہے۔ویسے ایک پولیس والے کو ایسے ڈرے سہمے ہوئے دیکھ کر مجھے تو بڑا اچھا لگا۔"

احمد کی بات پر عباد نے اُسے گھورا۔

"چلو جو بھی ہے اب تو مبارک ہو عباد صاحب کو۔شادی شدہ کی فہرست میں اِن کا نام بھی شامل ہونے والا ہے۔"

شاہ زمان کی بات پر عباد سمیت سب کا مشترکہ قہقہہ گونجا۔اب کسی کی بھی کہانی اُدھوری نہیں تھی۔سب کی کہانیاں مکمل ہو چکی تھیں۔زندگی نے مسکراتے اِس خوبصورت کہانی کا اختتام پڑھ کر کتاب بند کی۔

ہر مکمل کہانی کی طرح یہ کہانی بھی مکمل ہو چکی تھیں۔سب کی زندگیوں میں اب خوشیوں کی بہاریں آچکی تھیں۔ خزاں کا موسم تو کہیں دور چھوٹ گیا تھا۔اب کی بار اگر خزاں کا موسم آتا بھی تو اُن کی زندگیوں میں کوئی اثر نہیں ڈال سکتا تھا۔

جُرم صرف وہ نہیں ہوتا جو ظلم کرنے کے زمرے میں آئے۔ بعض دفعہ ظلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی خاموش رہنا بہت بڑا جُرم ہوتا ہے۔

کیونکہ ظالم وہ نہیں ہے جس نے ظلم کیا ہے بلکہ اصل ظالم تو وہ ہے جو ظلم کو اپنی)"
"(آنکھوں سے دیکھ کر بھی مظلوم کا ساتھ نہیں دیتا اور خاموشی اختیار کر لیتا ہے

زندگی بعض دفعہ بہت گہرے سبق دے جاتی ہے۔کچھ لوگ اُس سبق کو سمجھنے کی بجائے اپنی قسمت کے ستم پر روتے رہتے ہیں جبکہ بعض لوگ اُس سبق کو سمجھ لیتے ہیں اور اُس سبق کو اپنی طاقت بنا لیتے ہیں۔

اب آپ نے دیکھنا ہے کہ آپ اپنی زندگی کے دیے گئے سبق سے کچھ نیا سیکھتے ہیں یا پھر عام لوگوں کی طرح اپنی قسمت کو کوستے رہیں گیں۔یاد رکھیں زندگی میں کامیاب وہی ہوتے ہیں جو اِن اسباق کو اچھی طرح سمجھ کر اپنی طاقت بنا لیتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

~~~ختم شدہ
~~~